

# سچیل لباد

[www.KitaboSunnat.com](http://www.KitaboSunnat.com)

تالیف

مولانا محمد عبید اللہ الاسعدی

مدرس جامعہ عربیہ ہنورا (باندھ) انڈیا



مجلس نشر ریات اسلام

۱۔ کے۔ ۲، ناظم آباد میشن، ناظم آباد نمبر ۱، کراچی۔ ۷۳۶۰۰

## معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب و سنت ڈاٹ کام پر مستیاب تمام الیکٹرانک کتب ... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیقین الہیٰ کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعویٰ مقاصد کیلئے ان کتب کی ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

### تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے  
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرہن سے خرید کر تبلیغ دین کی  
کاؤشوں میں بھر پور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے  
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

- ✉ KitaboSunnat@gmail.com
- 🌐 library@mohaddis.com

Khadija Naveed

# تہذیب البلاغہ

تألیف

مولانا محمد عبید اللہ الاسعدی

مدرس جامعہ عربیہ تھورا (ضلع باندہ)

## مجلس شریعت اسلام

۱۔ کے۔ ۳، ناظم آباد سینٹش، ناظم آباد نیرا، کراچی۔ ۷۳۶۰۰

پاکستان میں جملہ حقوق طباعت و اشاعت  
بحق فضل ربانی ندوی محفوظ ہیں

ہندوکوئی فرد یا ادارہ ان کتب کو شائع نہ کرے  
ورنہ اس کے خلاف قانونی کارروائی کی جائیگی

نام کتاب	تسبیل البلاغۃ
مصنف	مولانا محمد عبید اللہ الاسعدی
کتابت	حسن اختر لکھنؤی
طباعت	احمد برادرز، ناظم آباد، کراچی
فحوا مت	۲۰۸ صفحات
ٹیلیفون	۷۴۰۱۸۱۶

اشاک : مکتبہ ند کوہ قائم سینٹر اردو بازار کراچی  
نون : ۲۶۳۸۹۱۶

ناشر  
فضل ربانی ندوی  
 مجلس نشریاتِ اسلام  
د۔ کے۔ ناظم آباد سینٹر ناظم آباد (لہٰجی)  
۰۹۰-۰۹۰۰۰۰۰۰۰۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

# فہرست مضمون

۲۶ تا ۲۸	مقدمة
۲۳ تا ۲۵	فصل اول : فصاحت
۱۶	۱. تعریف فصاحت ۲. اقسام
	(الف) فصاحت کلمہ
	تعریف و توضیح قیود
۲۰	(ب) فصاحت کلام
	تعریف و توضیح قیود
۲۲	(ج) فصاحت متکم
۲۴ تا ۲۳	فصل دوم - بلاغت
۲۳	۱. تعریف و اقسام
	(الف) بلاغت کلام، تعریف و توضیح
۲۵	(ب) بلاغت عکل، مرابت بلاغت
۲۶	فصاحت و بلاغت کو جانشے کے ذرائع
۲۷	کتب بلاغت کے مظاہر
۹۶ تا ۲۸	باب اول
	علم بیان
۲۹	تعریف علم بیان ، علم بیان کی حقیقت
۳۰	دلائل علم بیان کا مرضیوع
۳۱	محبت

	فصل اول ، تشبیہ
۷۵ - ۳۱	تعریف ، ارکان ، اسئلہ
۳۶	اداۃ شبہ اور وجہ شبہ متعلق بعض فضائل
۳۶	افتتاح تشبیہ
۲۹	شبہ مصل . شبہ مذکور
۲۹	شبیہ مفصل ، شبیہ محل ، شبیہ بیان
۳۱	شبہ عقول
۳۲	شبہ شخصی
۳۲	شبیہ ہر تشبیل و تشبیکشیں
۳۵	قسام باعتبار افراد و ترکیب مشبہ و مشبہ پر
۳۶	قسام باعتبار تعداد مشبہ و مشبہ پر
۵۲ - ۳۸	اعراض تشبیہ
۳۸	مشبہ کے امکان کا بیان
۳۹	مشبہ کے حال کا بیان
۴۰	حال و صفت کے معیار و مقدار کا بیان
۴۱	مشبہ کا حال ذہن نشین کرنا
۵۹ - ۵۳	مشبہ کی تعظیم یا تحفہ
۵۳	حسی و عقلی کی تفصیلات
۵۵	حسی کی تعریف سعی تو ضعی
۵۸	عقلی کی تعریف و تو ضعی - وہی ، خیالی ، وجدانی کی تعریفات
۵۹	مشبہ و مشبہ پر درنوں کا حسی ہونا ، دُنوں کا عقلی ہونا
۶۰ - ۶۰	ایک کا حسی اور ایک کا عقلی ہونا
۶۱	وجہ شبہ تحقیقی و تکمیلی
۶۲	وجہ شبہ داخل و خارج ، وصف حیقیقی و وصف افہانی
۶۳	وصف حیقیقی حسی و عقلی
	وجہ شبہ واحد و بدرجہ واحد

۶۲	و پہنچ شبهہ متعدد
۸۶ - ۹۶	فصل دوم۔ مجاز لغوی
۹۶	مجاز لغوی، تعریف و اقسام
۸۱ - ۹۶	سبحت اول۔ استعارہ
۹۶	تعریف، استعارہ کی حقیقت و ارکان
۹۸	قریسنه، تعریف و اقسام، قرینہ لفظیہ و حالیہ
۹۱	اقام استعارہ، استعارہ تصریحیہ
۹۷	استعارہ مکنیہ
۹۳	استعارہ اصلیہ و تبعیہ
۹۳	اقام مذکورہ اجتماع
۹۵	ستعارہ بُشْتَہ و الالفاظ
۹۶	استعارہ مطلقہ
۹۸	مجردہ، مرشحہ، مرشحہ
۹۹	مجردہ و مشحہ کی سشرط
۸۰	مراتب اقام مذکورہ، یہ اقسام اور اقسام سابقہ
۸۴ - ۸۲	بحث دوم۔ مجاز مرسل، تعریف و علائتے
۹۱ - ۸۸	فصل سوم۔ مجاز مکبہ و مجاز عقلی
۸۹	مجاز مکبہ کی تعریف و مثال، استعارہ تمثیلی
۹۰	مجاز عقلی، تعریف و شرائط، مثال و صور
۹۶ - ۹۲	فصل چہارم۔ کنایہ: تعریف، مثال و اقسام
۹۳	سلویخ، رمز
۹۵	اشارة، تعریف
۹۶	مجاز و کنایہ کا درجہ، کنایہ کا قریسنه
۱۰۰ - ۹۶	<b>باب دوم</b>
۹۸	<b>علوم معانی</b>

تعریف، مباحثہ علم معانی

## فصل اول۔ جزو اشار

### خبر

۱۰۰ - ۱۳۳	خبر کی تعریف
۱۰۰ - ۱۲۳	امثلہ و اکان
۱۰۱	اقام۔ جملہ اسیہ، فوائد
۱۰۲	جمل فعلیہ، فوائد
۱۰۳	خبر استدائی و خبر طبی
۱۰۴	خبر انکاری
۱۰۵	اغراض خبر
۱۰۶	خبر کی متفقینی سے مطابقت
۱۰۷	مسند الیہ کے احوال۔ فوائد تعریف
۱۰۸	ستنکرد توائیں
۱۰۹	ضمیمہ تنصل
۱۱۰	مسند کے احوال
۱۱۱	
۱۱۲	
۱۱۳	
۱۱۴	
۱۱۵	
۱۱۶	
۱۱۷	
۱۱۸	
۱۱۹	
۱۲۰	
۱۲۱	
۱۲۲	
۱۲۳	
۱۲۴	
۱۲۵	
۱۲۶	
۱۲۷	
۱۲۸	
۱۲۹	
۱۳۰	
۱۳۱	
۱۳۲	
۱۳۳	
۱۳۴	
۱۳۵	
۱۳۶	
۱۳۷	
۱۳۸	

### النشاء

۱۲۵	تعریف، اقام۔ اشارہ غیر طبی و طبی
۱۲۶	امر، تعریف دھیغہ و دیگر معانی
۱۲۷	ہنی تعریف، صیغہ، دیگر معانی
۱۲۸	(ستھیام، تعریف، العناۃ) استھام
۱۲۹	کلمات استھام کے دیگر معانی
۱۳۰	تمہی، تعریف والعناظ و امثلہ
۱۳۱	ترجی، تعریف والفالاظ و امثلہ
۱۳۲	نداد، تعریف، کلمات و امثلہ۔ ندار کے دیگر معانی
۱۳۳ - ۱۳۹	فصل دهم۔ قصر
۱۳۴	تعریف، اورکان، طرق قصر
۱۳۵	قصر حقیقی و اضافی
۱۳۶	قصر صفت و قصر موصوف
۱۳۷	
۱۳۸	

١٥٥-١٥٦	فصل سوم - وصل فصل
١٥٠	وصل کی تعریف، کلمات دموائی
١٥٢	فصل - تعریف و مراض
١٥٨-١٥٩	فصل چهارم - تقدیم دنایر، دو اعلیٰ تقدیم دنایر
١٦٢-١٦٩	فصل پنجم - ذکر ده خدوت
١٥٩	ذکر - تعریف در رواجی
١٦٠	خدوت - تعریف در رواجی
١٤٩-١٤٧	فصل ششم - ایجاز و اطباب
١٦٣	ایجاز - تعریف و اقسام
١٦٣	دواجی، مرابت، اخلاق
١٦٥	سادات - تعریف و امثال
١٩٤	اطباب - تعریف در رواجی و مصور
١٦٨	اعترافیں
٢٠٦-١٤١	تغییل و ایقان

## باب ششم

### علم بدایع

١٦٢	تعریف و توضیح و تقسیم
١٩٣-١٤٣	فصل اول - معنات لفظیہ
١٦٣	تعریف، جناس تعریف و اقسام
١٤٥	اقنایاں، تعریف و حکم
١٦٤	بعن، تعریف و احکام
١٤٩	تشابه، تصدیر
١٨٠	قلب
١٨١	عکس، تشریح، مواریہ
١٨٢	استلاف
١٨٣	فصل دوم - معنات معنیہ

١٨٣	تعريف، وصور توريث
١٨٥	طريق - تعريف وبيان
١٨٤	مقابلة، حسن تعليل، تأكيد الدفع بما يشبه النزاع
١٨٦	تأكيد النزاع بما يشبه الدفع
١٨٩	مراقبة النظر، استخدام
١٩٠	جمع، تفرق، تقسيم
١٩١	استلاف
١٩٢	أسلوب الحكم
١٩٣	الإصاد، مشاكله
١٩٤	مزادجت، رجوع الفوافر
١٩٥	لفظ ونشر رتب دغير مرتب، بحريمه
١٩٦	بيان عن
١٩٧	تفويض، ابهام، استفراط
١٩٩	المستان، ادماج
٢٠٠	النفقات، احتجاج
٢٠١	لوزيم وحذف
٢٠٢	تفصين، عقد و حل تبعي
٢٠٣	حسن (بتدا)، برق، استهلال
٢٠٤	حسن تخلص، حسن انتها
٢٠٥	براعة طلب



## پیش لفظ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي عَلِمَ الْبَيَانَ وَالتَّبَيَانَ  
 وَالصَّلَاةَ وَالسَّلَامَ عَلَى مَبْعَدِ الْفَضَاحَةِ  
 وَالْبَلاغَةِ صَاحِبُ الْمَعْنَى الْبَدِيعَةِ  
 وَالْكَلْمَ الْجَامِعَةِ سَيِّدُ النَّاسِ مُحَمَّدُ رَسُولُ  
 الْإِنْسَانِ وَالْجَانِ وَعَلَى أَلْهِ الْكَرَامَ وَأَصْحَابِهِ  
 الْعَظَامَ وَكُلِّ مَنْ تَبَعَهُمْ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ بِالْحَمْدِ

اما بعد

”ہستورا“ (جس کا اصل نام اس بھی کو آباد کرنے والے بزرگ سید حسین احمد  
 صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نام پر ہے اور ان کی ایک کرامت کی وجہ سے  
 ہستورا مشہور ہے) لکھ و صورت پر کیا قلم کی ایک غیر معروف چند سلسلہ گھروں پر مشتمل  
 بنتی تھی جس کے ایک فرزندے وقت پڑنے پر وقت کے ایک بڑے عالم دوست  
 اور بزرگ مولانا تاریخی عبدالگنون صاحب پانچتی رحمۃ اللہ علیہ (شاگرد رشید

حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی تقدس سرہ کو اپنے زیر سلیمان پناہ دی تھی اور اس فرد نے ان بزرگ کی ہنورا سے لے کر پانچ سال تک خدمت کی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا شرہ اس بھائی کو موجودہ شہرت اور دین و علم کا مرکز بنانے کے ذریعہ اور ان بزرگ کو ایک عالم بाहل پوتے کی صورت میں دیا، جس کی شہرت و عزت اس گاؤں اور اس کے دینی مرکز کی شہرت و عزت پر فائدہ ہے۔

درستہ کی عمر آئتی نہیں جتنا کہ نہ اس کا بڑا ہے اور احاطہ بھی اتنا دیسی نہیں جتنا کہ اس کے کارنا سے اور خدمات و دیسیں ہیں۔ سے ۳۴۱ ہمیں، علاقہ کے مسلمانوں کی انتہائی جہالت اور علم و عمل دونوں سے دُوری کی بدولت از تدار میں بنتا ہو جانے کی خبر سے بیس چین و مغرب ہو کر اسی بزرگ دادا کے پوتے نے اس گاؤں سے علم دین کی اشاعت کا کام کرنے کا ارادہ کیا اور ہر سر چمار طرف کسی دینی علم کی بیان دلانے اور اسے پامار بنانے کی ہر عمل کو کوشش سے ماجزاً کر اپنے ہی گاؤں اور مولود و مختار میں صبر و قناعت اور خدمت دین و علم کے ارادہ سے سرشار ہو کر پڑ رہنے کا ارادہ کر لیا اور دیکھتے ہی دیکھتے تیس سال کا عرصہ نہیں گزرا کہ اس کے آفتاب علمی کی کریں ہند کے آنات سے تجاوز کر کے آنات عالم تک پہونچنے لگیں اور جس گاؤں کو اس کا جوار و ضلع نہیں جاتا تھا، اس گاؤں تک دور درانی کے طکوں کے رہنے والوں کی دوڑ شروع ہو گئی بمحض اس لیے کہ اس گاؤں کے دریاۓ علم سے خود کو سیراب کر کیس اور اس کے بھر میزانت سے اپنی نشانگی دُور کر سکیں۔

الحمد للہ اس درستہ روز اول سے علم دین کی عظیم خدمات انجام

دیں اور بانخصول اس اطراف و علاقے میں جو "بندیل کھنڈ" کے نام سے جانا  
جاتا ہے اور دلک و صوبہ میں ہر اعتبار سے پسندیدہ سمجھا جاتا ہے۔

علاقہ کی پسندگی، باشندگان کے مزاج کی تندی و تیزی اور علم کے  
ذریعہ حاصل ہونے والے فائدہ و ثمرات کے پیش نظر حضرت ابن درہ مولانا صرفی  
احمد صاحب ذلیل العالی نے طالبان علم کے لیے ہر رہ راہ تکالی جس کی بنار  
پر محمدی ان کے خدمت میں نہ آئے اور شہری توکم ازکم" ایمان ہی باقی رہے اور  
اعقادِ رحمی صحیح رہے۔ اس لیے یہاں سال کے دوڑاٹل سے لے کر  
روز آخر تک طلب اکادا خلد ہوتا ہے اور یہاں داخلہ کے بعد کسب علم سے  
محروم ہونے کی کوئی صورت ان کے لیے پیدا نہیں کی جاتی۔

"علم" کی عام اشاعت اور اس کے حصول کے سلسلے میں تسلیم  
کی ایک کڑی یہ بھی ہے کہ کم ازکم وقت میں زیادہ کتابیں پڑھانے  
کی کوشش ہوتی ہے۔

اور اس کی دوسری اہم کڑی یہ ہے کہ اصول و تواریخ کی تعلیم کے لیے  
ابتداء اور زبان اختیار کی گئی ہے جو کہ جن فنون میں اور وہ میں کوئی ابتدائی  
کتاب نہیں ہے ان میں ابتدائی رسائل کی ترتیب و تصنیف کا منصوبہ بنا  
اور جن فنون میں رسائل موجود ہیں ان کو داخل نصاب کیا گیا اور بسا اوقات  
ان کے اسلوب کی دقت یا فن کے جملہ رسائل کے عدم اعمالہ کو محسوس  
کر کے ان فنون میں بھی مستقل رسائل کی تصنیف کا ارادہ کیا گیا اور الحمد للہ  
اس سلسلہ میں تصنیف و اشاعت کا سلسلہ چل پڑا۔

اس سلسلہ کی ابتدائی سائی اس ذاتِ گرامی سے مسوب ہیں جن کا لگایا ہوا رجمن ہے اور جن کا بنایا یہ منصوبہ ہے اور آج ان کے طفیل انھیں کے زیر سایہ دوستکار خدام بھی ان کے حمین کی آبیاری کر رہے ہیں اور ان کے منصوبے کو زیادہ سے زیادہ تو سین دینے کی کوشش کر رہے ہیں۔ حضرت موسوف نے بذات خود تعداد رسمی تصنیف فرمائے جو شائع ہو چکے ہیں۔

**تَسْهِيلُ التَّجْوِيدِ** بخوبی کے اصول و قاعدہ پر نہایت مختصر و جامع اور سهل اسلوب پر مشتمل رسالہ "تَسْهِيلُ الْمَنْطَقَ" ملنک کے ابتدائی اصول و قاعدہ پر نہایت جامع و سهل اسلوب رسالہ جو اس سے پہلے لکھئے گئے دو رسالوں یعنی "تَسْيِيرُ الْمَنْطَقَ" اور "الملنک" دونوں کی کفایت کرتا ہے۔

"تَسْهِيلُ الصرف" عربی صرف کے اصول و قاعدہ پر مشتمل تین حصوں میں حصہ اول و دوم کی اشاعت ہو چکی ہے۔ تیسرا زیر طبع ہے، اس میں بالخصوص تیسرا زیادہ اہمیت کا حال ہے کہ مصنف گرامی سے اسے بڑی عرق ریزی و تحقیق کے ساتھ ترتیب دیا ہے۔ وہ صرف طلباء ہی نہیں بلکہ اساتذہ کے لیے بھی میند ہے۔

آنذہ اسی انداز پر فنِ نحو میں بھی تسهیل التحو کے نام سے کام کرنے کا حضرت موصوف کا ارادہ ہے۔

اور اب اسی سلسلہ کی ایک حقیر کو مشتمل بنام "تسهیل البلاغۃ" آپ حضرات کے انہوں میں ہے۔ یہ ظاہری کو مشتمل کئی اور کی بیکن در پرده حضرت گرامی کا ہی فیض ہے۔ انھیں کامکم انھیں کی نجگان، انھیں کے مشورے

اور انہیں کی تصحیح اور پھر تیار ہو مانے پر اشاعت کے سلسلے میں انہیں کا ہمارا  
یعنی انہیں کے طلب کی کردہ ہوں۔ زبانِ میری ہے بات ان کی حق تعالیٰ  
حضرت کے سائی عاطفہ کو درستک ہم خدام کے سروں پر باقی رکھے۔ احقر تو  
کبھی کبھی حق تعالیٰ سے یہ بھی دعا مانگتا ہے کہ مجھ نہ کار و ناکارہ کی باقی ماندہ  
عمر کا حقد حضرت کو دے دے کر ان سے ذمہ کو نیض پہنچے گا اور یہ ناکارہ اسے بھی  
گناہوں سے موت کر دے گا۔ لکھن یہ دعا قبول ہو سکتی کہ شاید اسی کی بدولت  
کچھ کام بن جائے۔

**رَاللَّهُمَّ عَلَيْكِ شَفَاعَيِّ فَتَدِينِ وَمَا ذَلِكَ**

**عَلَيَّ اللَّهُ يَعْزِيزِ**

کتاب ساختے ہے۔ یوں تو کسی بھی علم و فن میں کچھ نہیں آتا اور بالخصوص  
یہ فنون عالیہ ان سے تو بالکل ہی محروم ہوں، چند کتابوں کی مرد سے یہ مجموعہ تیار ہو گیا ہے  
جو حسب ذیل ہیں:

(۱) تلخیص الفتاوح اور اسکی مشہور شرح (۲) مختصر المعالی

(۳) البلاغۃ الواضحة (۴) کتاب قواعد اللغة العربية

(۵) دروس البلاغۃ اور اس کی شرح (۶) شرح البلاغۃ

(۷) سفينة البلفار

فن اور اس کے اصول و قواعد کے سلسلہ میں مرتب کی دائیں تیزیت کے انتہائی سحد و اور  
ماتفص ہرنے کی وجہ سے اس کا بہت توی امکان ہے کہ تعبیرات یا امثالوں میں غلطیاں  
نہیں بکوئی نہ غلطیاں ہو گئی ہوں۔ حضرت موصوف نے الگچہ اس مجموعہ کو ملاحظہ

خود فرمایا ہے، ان کی شمولیات و معرفات اس سلسلہ کی کسی چیز کو بُنظر غائر طالع کرنے کا موقع نہیں دیتیں۔ اس لیے ضرور کوتا ہیاں رہ گئی ہوں گی جو اس ناکارہ کی درست مسوب ہوں گی، اور اسکی کی ہیں۔ اکابر و اساتذہ سے بعد طالع ان غلظیروں اور کتابوں کی نشان رہی کی درخواست ہے۔ اور جو حضرات کتاب سے استفادہ کریں ان سے بالخصوص حضرت موصوف کی صحت و عافیت اور عمر میں برکت کے لیے اور اس کے بعد اگر خیال رہے اور مناسب بھیجا جائے تو اس ناکارہ کے لیے دین و عمل کی خدمت کرتے ہوئے ایمان پر خاتمہ کی دعا فرمائیں۔ حق تعالیٰ میرے والدین جن کی نظر انتخاب نے مجھے اس راہ پر لگایا اور فراغت کے بعد اس سلسلہ کی خدمات میں مشغول فرمایا، اور اساتذہ جن کی نظر عنایات و توجہات نے ان حقیقتی خدمات کے لائق بنایا۔ کی منفعت فرمائے اور ترقی درجات سے نوانے۔

نقط

**محمد عبد اللہ الاسعدی**

# دیباچہ طبع دوم

الحمد لله رب العالمين وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ كَمَا دُوَرَ الْمِرْسَلُونَ اَپ کے دھنوں میں ہے  
 ظاہر ہے کہ دوسرے ایڈیشن کی فوبت کتاب سے دل چسپی اور اس کی افادت کے  
 احساس کی بنیاد پر ہی آئی ہے۔ اگرچہ پہلے ایڈیشن کی طباعت کے کئی سال بعد فوبت  
 آرہی ہے مگر کسی نوآموز مؤلف اور نئی تالیف کے تعارف میں وقت لگتا ہی ہے۔  
 یہ دریانی و قدر اتنا طولی رہا ہے کہ تسلیل نصاب کا جو منصوبہ بنایا گیا  
 تھا، الحمد لله کہ وہ منصوبہ پائی تکمیل کو پوری نسبت چکا ہے اور اس منصوبہ کے تحت  
 جن کتابوں کی تالیف پیش نظر تھی، محسن اللہ کے فعل سے نہ صرف ان کی تالیف تکمیل  
 ہو چکی ہے بلکہ وہ شائع ہو کر متعارف ہو چکی ہیں جنہوں نے "تسلیل الفہرست"  
 کے چار حصے تکمیل فرازیئے اور اس کے بعد "تسلیل الخواہ" کا نہایت جامع و مفید  
 کام کیا۔ یہ بھی شائع ہو چکی ہے۔

حضرت نے "تسلیل البلاعہ" کے بعد "الاصول الفقهی" کی تالیف کر رہا تھا۔

سہیل کی اور اس کے بعد "علوم الحدیث" کے نام سے اصول حدیث پر کام کیا۔ الحمد للہ دونوں کتابیں شائع ہو چکی ہیں اور اکابر سے خراج تحقیقین حاصل کر چکی ہیں۔ فلک لہ الحمدہ۔ ایک دو کام مزید پیش نظر ہیں، حق تعالیٰ مد فرمائے۔

یہ دوسرا ایڈیشن پہلے سے مختلف ہے۔ افواز تو براۓ نام ہے  
البتہ ترتیب و تہذیب اور کتابت و طباعت کا نیا ان فرق ہے۔ ایڈ سے کم  
اثراء اشہر اس کی وجہ سے کتاب کی افادیت کچھ زیادہ ہی محسوس کی جائے گا  
حق تعالیٰ ان باچیز کو ششوں کو شرف قبولیت سے نواز کران کے واسطے  
سے بخنا کارہ کو علم دین کے خدام میں شامل فرمائے۔

کتاب کی افادیت کو بڑھانے کے لیے ہر بین کے ساتھ سوالات بھو  
ر کئے گئے ہیں جن میں امثلہ سے متعلق بھی سوالات ہیں، ان کے حل کے لیے  
البلاغۃ الواضحة اور اس کی مکملی سے مددی جا سکتی ہے۔

فقط

**محمد عبد اللہ الاسعدی**

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## مقدمہ

فَضْلُهُ أَوَلَىٰ

## فضاحرت ۱

فَضْلُهُ دُومٌ

## بلاغر ۲

# فصل اول

## فصاحت

(۱)

### ۱۔ تعریف :

(الف) لغوی۔ ظاہر ہونا، واضح ہونا۔

(ب) اصطلاحی۔ چونکہ فصاحت کی متعدد اقسام ہیں اور ہر قسم کی تعریف دوسری قسم سے مختلف ہے اس لئے فصاحت کی کوئی جامع تعریف، جو تینوں اقسام کو حادی و شال ہو، منقول نہیں ہے۔

### ۲۔ اقسام : فصاحت کی تین اقسام ہیں :

(الف) فصاحتِ کلمہ، (ب) فصاحتِ کلام، (ج) فصاحتِ متكلم

(الف) فصاحتِ کلمہ

۱۔ تعریف: کلمہ کا (الف) تنافر ہر دو (ب) مخالفت قیاس اور (ج) غرائب سے خالی ہونا۔

۲۔ توضیح: (الف) تنافر ہر دو، کلمہ کا ایسے ہر دو سے مرکب ہونا کہ زبان سے اس کے ادا کرنے میں دشواری ہو اور اس کا سنتنا سہاعت کے لئے گراں ہو۔

جیسے: صَفْحَةٌ رَاوِيَّةٌ کے چار سے میں کام آنے والا یک پوادہ)  
النفاخ (صات و شیر پانی)

(ب) مخالفت قیاس۔ کلمہ کا وزن کے اعتبار سے صرف قواعد کے خلاف ہے ہونا، جیسے "بوق" کی جمع "بوقات" یہ خلاف قواعدہ و قیاس ہے۔ قیاسًا اس کی جمع "ابواق" ہونی چاہئے، اس لئے کہ جو اسم اجوفت ہو اس کی جمع "افعال" کے وزن پر آتی ہے۔  
(ج) غرایت۔ کلمہ کا استعمال اگر انوس ہونا اور معنی غیر واضح ہونا یعنی یہ کہ اس کا استعمال بھی کم ہو اور اس کے معنی و مراد کی طرف ذہن جلدی منتقل ہجی نہ ہو۔

جیسے شکاع (معنی جمیع) افرانقع (معنی الفرق)

## سوالات

(۱) فصاحت کے معنی تائیئے (۲) فصاحت کی کتنی اقسام ہیں اور کیا کیا ہے (۳) فصاحت کلمہ کی تعریف کیجیے (۴) تنافس حروف، مخالفت قیاس و غرایت، ہر ایک کی تعریف و توضیح کیجیے (۵) امثلہ زیل میں فصاحت کلمہ کی تعریف ہیں ذکر کردہ میں تو دی کی نشانہ ہی کیجیے، مثلاً المستشرس (الرتفع۔ بد) عز البُعْاق (السحابة الممطرة، برنسنے والا بادل) سے حال، بیحلل رحل بیحل سے) بڑا اطلخم (اشتم)

بڑا مسیتیں (منسوب الى السرکجی او السراج)

## فصاحت

(۲)

(ب) فصاحت کلام

۱۔ تعریف۔ کلام کا (الف) ہر ہر کلمہ کی فصاحت کے ساتھ

(ب) تنافر کلمات (ج) ضعف تالیف (د) تعقید لفظی ۱

(۲) تعقید معنوی سے خالی ہونا۔

۲۔ توضیح : (الف) ہر ہر کلمہ کے فضیل ہونے سے مراد یہ ہے کہ کلام میں جتنے کلمات ہوں وہ ان یعنی اوصاف سے خالی ہوں جن کا ذکر فصاحت کلمہ کے بیان میں گزرا چکا ہے۔

(ب) تنافر کلمات۔ کلمات کا باہم اس طرح مرکب ہونا کہ زبان سے ان کا لفظ و شوارہ اور کانوں پر ان کا سنا گراں گز رہے، ایسا اس وقت ہوتا ہے جبکہ اکثر حروف کے مخارج ایک ہی ہوں یا ایک دوسرے سے قریب ہوں۔

جیسے ۴۔ وَ فِي رُفْعِ عَرْشِ الشَّرْعِ مِثْلًا يُشَبَّعُ رَخْتَ شَرْعٍ كَوْلَدْ  
کرنے کا کلام آپ ہی جیسا اور شروع کرتا ہے

(ج) ضعف تالیف۔ کلام کا مشہور تواعد نجیبہ کے خلاف مرکب ہونا مثلاً "اضمار قبل الذکر" لفظاً درتبہ دونوں طرح پایا جائے، یعنی کلام میں ایسی ضمیر لائی جائے کہ جس کا مرتع لفظاً بھی

بعد میں ہو اور رتبہ بھی کرتا عذر سے کے اعتبار سے اسے بعد میں ہی  
ہونا چاہئے جیسے ہے

جزی بنوہ ابوالغیلان عن کبر

(ابوالغیلان کو اس کے میں نے بڑھا پے کا)

وَحُسْنٌ فَعِلٌ كَمَا يُجْزِي سِينَمَارُ

(اور حسن کردار کا ایسا ہی بدل دیا جیسا بلہ سنار نامی معاشر کو دیا گیا)

اس شعر کے اندر "بنوہ" میں مضاف الیہ کی ضمیر کا مرتع ابوالغیلان

ہے، جو کہ لفظوں میں ضمیر کے بعد ہے اور رتبہ بھی اس کا وقوع بعد

ہی میں ہے اسلئے کہ ضمیر اپنے مفاد کے ساتھ مل کر فاعل ہے،

اور "ابوالغیلان" مفعول ہے اور مفعول یہ فاعل کے بعد ہو اکرتا ہے

(۵) تَعْقِيْدٌ لِفَظٍ: کسی لفظی کو تاہمی کی بناء پر معنی مقصود پر

کلام کی دلالت کا واضح نہ ہونا۔

لفظی کوتاہمی مثلاً یہ کہ کلمات کو ان کی اہل جگہ سے مقدم و مؤخر

کر دینا یا جن کلمات کو باہم متصل ہونا چاہئے ان کے درمیان فصل کر دینا

جیسے، ماقر العاداً محدثاً مع کتاباً الخ، کہ اس کی اہل

لہ سنار معاشر کا نقہ یہ ہے کہ اس سے بادشاہ وقت نے ایک عمل تعمیر کرایا جو نہایت عالیشان تیار ہوا تو بادشاہ نے اس جذبہ کے تحت گوئی دوسرا اس معاشر سے ایسا ہی عمل تعمیر کرائے  
میرا مقابله کر کے، سنار معاشر کے دونوں ہاتھ کٹوادیئے۔

ہے ماقرئہ محمدؐ مع اخیہ، الاکتاباً واحداً۔ مثال میں یہ کیا گیا ہے کہ اداۃ استثناء و مستثنی یعنی الاکتابا کے درمیان نیز مضاف و مضاف الیہ یعنی مع اخیہ کے درمیان فصل کر دیا گیا ہے، اور صفت واحداً کو اس کے موصوف کتاباً پر تقدم کر دیا گیا ہے (۴) تعقید معنوی، کسی معنوی کو تابہی کی وجہ سے معنی مقصود پر کلام کی دلالت کا مخفی ہونا، مثلاً ایسے کنایات و مجازات کا لانا جن کا استعمال معنی مقصود کی ادائیگی کے لئے متعارف نہ ہو۔

جیسے نَسْرَالْمَلَكِ الْيَسْتَأْنِ فِي الْمَدِينَةِ۔ اس جملہ میں السنۃ کا استعمال جناسوں کے لئے کیا گیا ہے جبکہ اس کے لئے الفاظ ”عینون“ کا استعمال متعارف ہے اور یہ استعمال غیر معروف ہے۔

### (ج) فصاحت متكلم

وہ ملکہ و صلاحیت ہے جس کی وجہ سے ان ان اپنے مقصود کو کلام فصح کے ساتھ ادا کرنے پر قادر ہوتا ہے۔

## سوالات

- (۱) فصاحت کلام کی تعریف کیجئے۔ (۲) فصاحت کلام کے لئے کن قیود کا پایا جانا ضروری ہے؟ (۳) تنازع کلمات کیا ہے؟ (۴) ضعف تالیف کا کیا مطلب ہے؟ مثالوں سے بھائیتے (۵) تعقید کی کتنی اقسام ہیں اور کیا کیا؟ (۶) تعقید کی دونوں اقسام کی تعریف و توضیح کیجئے۔ (۷) فصاحت متكلم کی تعریف کیجئے۔

## فصل دوم

### بلاغت

#### ۱۔ تعریف

(الف) لغوی :- پہنچنا۔

(ب) اصطلاحی : طور پر چونکہ بلاغت کی دو اقسام ہیں اور ہر قسم کی متعلق تعریف ہے اس لئے بلاغت کی کوئی جامع تعریف نہیں کی جاتی۔

۲۔ اقسام : بلاغت کی دو اقسام ہیں : (الف) بلاغت کلام  
 (ب) بلاغت منکلم۔

(الف) بلاغت کلام

۱۔ تعریف : کلام کا فضیح ہونے کے ساتھ مقصضی حال یعنی موقع و مخاطب کے مناسب ہونا۔

۲۔ توضیح : ایک بات جو کسی موقع کے لئے مناسب ہوتی ہے وہ اگر کے لئے بے محل ہوتی ہے ایسے ہی ایک شخص کے حق میں موزول ہوتی ہے مگر دوسرے کے لئے ناموزول ہوتی ہے، اس لئے موقع و مخاطب کی رعایت کلام کے اندر بڑی اہمیت رکھتی ہے، اسی کو "مقضی حال" سے تعبیر کیا گیا ہے۔

**س۔ مقتضی:** (اسی کو "اعتبار مناسب" بھی کہتے ہیں) کلام کی دو مخصوص صورت جو حال کی رعایت کی بنا پر پیدا ہوتی ہے۔  
م۔ حال: دو امر معنوی جو متکلم کے لئے اپنے کلام میں کسی مخصوص صورت دہیت کو اپنانے کا داعی و باعث ہے۔

مثلاً درج ایک حال ہے جو عبارت میں طول کا تقاضا کرتا ہے، اسی طرح مخاطب کی ذہانت ایک حال ہے جو کلام کے اندر اخْصَار کا تقاضا کرتی ہے۔

یعنی بلاught کے سلسلہ میں تین چیزیں سامنے آتی ہیں اول درج و ذہانت غیرہ، دوم کلام کا اٹھاب یعنی طول، یا ایجاد یعنی اخْصَار، سوم اٹھاب یا ایجاد کے ساتھ کلام کو اختیار کرنا۔

اول ہر دو امر یعنی درج و ذہانت اور ان جیسے امور "حال و احوال" کہلاتے ہیں، دوم ہر دو امر یعنی اٹھاب و ایجاد کو مقتضی کہتے ہیں۔ سوم ہر دو امر کو مقتضی کے حال کی مطابقت و رعایت کہتے ہیں۔

### (ب) بلاught متکلم

دہ ملکہ و صلاحیت ہے جس کی مدد سے انسان اپنے تقضیہ کو کلام بلش کے ساتھ تعبیر کرنے پر قادر ہو، خواہ گفتگو کا تعلق جس موضوع سے بھی ہو۔

**۳۔ بلاught کے مراتب:** بلاught کا مدار چونکہ حال مقتضی

کی رعایت پر ہے لہذا انہیں دونوں کی رعایت کے مطابق بلاغت کے مراتب تعین کئے جاتے ہیں، اور علم بدین کے اصول کی رعایت بھی مرتب کو گٹھاتی و بڑھاتی ہے السَّمْتَةُ دَرَجَاتٍ تَعِينُهُ میں، اعلیٰ و اسفل۔

اعلیٰ وہ مرتبہ جو کہ اعجاز کی حدود کو چھوٹے مگر اس میں داخل نہ ہو سکے، اس لئے کہ اعجاز میں داخل ہونا انسان کے نہیں ممکن ہے۔ اعجاز کا مطلب یہ ہے کہ کلام ایسا ہو کہ لوگ اسے سمجھ زہجیں اور دوسرے اس کی تفہیر پیش کر سکیں۔

اسفل وہ مرتبہ کہ جس کی رعایت ہر انسان کے کلام میں بہر حال ضروری ہے ورنہ اس کا کلام حیوانات کی اصوات کے قبیل سے شمار ہوتا ہے۔

### ۳۔ فصاحت و بلاغت کو جاننے کے ذرائع

کلام کے فصیح و بیفع ہونے کے لئے جن امور کا پایا جانا ضروری ہے ان سے واقفیت مختلف علوم کے ذریعہ ہوتی ہے اس لیے ملخ کے لیے ان علوم کا حال ہونا اور ان میں کامل ہونا ضروری ہے۔

(الف) مخالفت قیاس کو "علم صرف" کے ذریعہ جانا جاتا ہے۔

(ب) صفت تالیف اور تعقید لفظی کو جاننے کا ذریعہ "علم خود" ہے۔

(ج) غربت کلمات، کا علم "لغت" کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے یعنی لغت میں مہارت اور خصوصی شفعت کے ذریعہ۔

- (د) تعمید معنوی کو "علم بیان" کے ذریعہ جانا جاتا ہے۔  
 (e) احوال و مقتضیات کو جاننے کا ذریعہ "علم معانی" ہے۔

(و) تنافر خواہ حروف کا ہو یا کلمات کا، اس کا ادراک مخفف "ذوقِ سلیم" کے ذریعہ ہوتا ہے جو مذکورہ بالا علوم میں مہارت و مناسبت کے پرداہ ہوتا ہے۔

## ۵۔ کتب بلاوغت کے مضامین اور علم بلاوغت کا مصداق

فصاحت و بلاوغت کے لئے مطلوب انور کو مختلف علوم کی مدد سے جانا جاتا ہے جن میں سے اکثر پرستقلال بہت سی کتابیں موجود ہیں، اس لئے بلاوغت کی کتابوں میں عموماً دو علوم ذکر کئے جاتے ہیں اور انھیں کو علم بلاوغت کا مصداق قرار دیا جاتا ہے۔ بہت سے لوگ ایک تیرسرے علم کو بھی شامل کر لیتے ہیں اول بیان، دوم معانی اور سوم بدیع۔

## سوالات

- (۱) بلاوغت کے لغوی و اصطلاحی معنی بتائیے۔ (۲) بلاوغت کی ترقی اقسام ہیں اور کیا کیا ہے؟  
 (۳) ہر دو اقسام کا تعریف کیجئے۔ (۴) متفقینی و حال کا کیا مطلب ہے تعریف و توضیح کیجئے۔  
 (۵) بیان کے لئے کن کن خلوم سے واقع ہونا ضروری ہے۔ (۶) نیز بتائیے کہ کسی بڑے سے کتاب کا تمکب آئے؟ کسی کو مبارکباد دینے میں روشنے کا انداز اپنانا اور تعزیرت کے موقع پر مسروت آئیز جملہ و انداز کا استعمال ہڈو در بلاوغت کے اندر ہے یا اس سے نہ ہے؟

بَابُ أَوَّلٍ

عِلْمٌ بِسَانٍ

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

## ۱۔ تعریف علم بیان

ان اصول و قواعد کا جانا جن کے ذریعہ انسان ایک ہمی معنی کو اپنے فتنے طریقوں و جملوں سے ادا کرنے پر قادر ہو کر دہ طریقے و جملے مصنی مراد پر دلالت کرنے میں باعتبار وضاحت ایک دوسرے پر فائی ہوں۔

۲۔ توضیح : مثلاً ہمیں زید کی سخاوت کو بیان کرنا ہے یا سورج کے دن بھر روشن رہنے کو، تو ان دونوں مضمونوں کو مختلف تعبیروں میں ادا کرنا، درآنفالیکہ و تعبیرات وضاحت میں ایک دوسرے سے مختلف ہوں، ”علم بیان“ کہلاتے گا۔

(الف) زیدِ کریم، زیدِ سخی، زیدِ جواد، لزیدِ یہ علیا  
مذکورہ طبیل الباع۔

(ب) سورج ایسا چراغ ہے جو کبھی گل نہیں ہوتا۔ سورج قدرت کا جگہ کتاب ہو ادیا ہے، آسمان ہمیشہ اس سماں سے پھول سے فائدہ حاصل کرتا رہتا ہے۔

عربی کے پانچوں جملے زید کی سخاوت کو بیان کرتے ہیں اور لفظ و تعبیر کے اختلاف کی وجہ سے معنی مقصود پر سب کی دلالت مختلف مراحل کی ہے ان میں سے اولین جملے سب سے زیادہ واضح ہیں جیسے کہ اڑو کے جلوں میں پہلا سب سے زیادہ سورج کے مستقل روشن رہنے کو بتانا ہے۔

۳۔ علم بیان کی حقیقت یہ نہیں ہے کہ انسان محفوظ ایک یا چند معانی و مفہومیں کو مختلف تعبیرات سے ادا کر لے، بلکہ اس کے لئے انسان

میں اس کا ملکہ ہونا ضروری ہے کہ جس معنی و مضمون کو چاہیے مختلف الفاظ و بیرایے میں ذکر کر سکے۔

۴- دلالت : "علم بیان" کی تعریف میں دلالت کا ذکر آیا ہے۔ اس دلالت کا وہی نفوذ ہے جو کہ منطق میں معروف ہے، یعنی ایک چیز کے جان لینے کی وجہ سے دوسری کو جانتا یا ایک چیز کا کسی دوسری چیز کو بتانا اور جیسا کہ معروف ہے دلالت کی چند اقسام ہیں، جن کا ذکر منطق کی کتابوں میں عام ہے اس لئے ہم اس سلسلہ میں یہاں مخفی ایک امر کے ذکر پر اتفاق اکرتے ہیں جو اس سلسلہ میں "علم بیان" کے خواص میں سے ہے اور اس کا منطقی دلالت کو ٹھیک نہیں کرنے کے لئے۔

اور وہ یہ کہ علم بیان کی اصطلاح میں علم منطق کی "دلالت لفظی ضعیفہ" کی قسم اول یعنی دلالت "مطابقی" کو "دلالت وضیعہ" کہتے ہیں اور دوسری و تیسرا قسم یعنی دلالت تضمنی و دلالت التزامی کو "دلالت عقلیہ" کہتے ہیں۔

"دلالت مطابقی" کا مطلب ہے لفظ کا اپنے پورے موصوع لا کر بتانا، اور "دلالت تضمنی" یہ ہے کہ لفظ اپنے معنی کے کسی جزو پر دلالت کرے اور "دلالت التزامی" یہ ہے کہ لفظ اپنے معنی کے کسی الزم کو بتائے۔

۵- علم بیان کا موصوع : "محض دلالت عقلیہ" یعنی دلالت تضمنی و التزامی

ہے، اس لئے کہ ایک معنی کو مختلف پیرایہ میں ذکر کرنا، جو کہ علم بیان کی حقیقت ہے، دلالتِ تضمنی والترزامی میں ہی ممکن ہے۔

دلالتِ تضمنی میں اس لئے کہ ایک شی کے چند اجزاء ہو سکتے ہیں، اور کبھی ان اجزاء کے بھی اعضا ہوتے ہیں، ایعنی ایک شے میں کبھی جزو یو بھی ہوتا ہے اور جزو الجزر بھی، اور جزو الجزر کے مقابلے میں جزو کی دلالت معنی پر زیادہ واضح ہوتی ہے مثلاً "حیوان" بھی جسم پر دلالت کرتا ہے اور "الانسان" بھی۔ مگر حیوان کی دلالت زیادہ واضح ہے، اس لئے کہ حیوان جسم کا جزو ہے اور انسان جزو الجزر ہے۔

اسی طرح "دلالت الترزامی" کا معاملہ یہ ہے کہ ایک شے کے کئی لوازم ہو سکتے ہیں اور ایسے کہ ان میں سے بعض ہر مقابلہ دوسرے بعفون کے اپنے مژوم کے زیادہ قریب ہوتے ہیں، اور جو زیادہ قریب ہوتے ہیں ان کے ذریعہ فرموم کو جلدی سمجھا جاتا ہے۔

۶۔ تنبیہہم: تفضیل بالا سے ظاہر ہے کہ "علم بیان" کے مطابق معنی مقصود کی ادائیگی کے لئے ان الفاظ کا استعمال نہیں ہوتا جو کہ اس کی ادائیگی کے لئے وضع ہوتے ہیں بلکہ ان الفاظ کا استعمال ہوتا ہے جو کہ معنی مقصود سے تضمن والترزام کے طور پر عمل رکھنے والے امور پر دلالت کریں۔

## سوالات

- (۱) علم بیان کی تعریف کیجئے اور مثالوں سے توضیح کیجئے۔
- (۲) علم بیان کی حقیقت ذکر کیجئے۔ (۳) دلالت کی کافی اقسام سے الہ بلاغت بحث کرتے ہیں اور ان کو کیا عزاں دیتے ہیں؟ (۴) علم بیان کا موضوع کیا ہے؟
- (۵) دلالت، تضمنی و التزامی ہیں علم بیان کا موضوع کیوں ہیں؟
- (۶) علم بیان کے مطالب، الفاظ کی دلالت کس قسم کے معانی پر ہوتی ہے؟
-

## محباز

ذکر کیا جا پڑتا ہے کہ علم بیان کا حامل یہ ہے کہ معنی مقصود کی ادائیگی کے لئے جو الفاظ وضع ہوتے ہیں، معنی مقصود کے لئے ان کا استعمال نہ کر کے دوسرے الفاظ لائے جائیں جو کہ تضمن یا التزام کے طور پر معنی مقصود پر دلالت کریں۔

لفظ کو جس معنی کے لئے وضع کیا جاتا ہے اس معنی کو "موضوع لہ" اور دوسرے معنی جس کے لئے اس کا استعمال ہوتا ہے اس کو "غیر موضوع لہ" کہتے ہیں۔

کسی لفظ کو جب معنی موضوع لہ کے علاوہ کسی دوسرے معنی کے لئے استعمال کیا جائے تو معنی موضوع لہ اور غیر موضوع لہ دونوں کے درمیان تعلق تو ہو گا ہی، اس لئے کہ تعلق و منابعست کی بنیاد پر ہی ایک معنی کے بجائے دوسرے معنی کو مراد لینا جاتا ہے۔ ساتھ ہی معنی غیر موضوع لہ کے مراد لینے

لہ تضمن کا مطلب ہے کہ لفظ استعمل فاصلہ مداری اہل معنی مقصود کا ہجڑا ہو جو کہ ملزم کو بتائے اور التزام یہ ہے کہ مداری لازم ہو جو کہ ملزم کو بتائے۔

پر کوئی قرینہ بھی ہونا چاہیے۔ اگر لفظ کے معنی موضوع لہ، اور غیر موضوع لہ کے درمیان تعلق کے ہوتے ہوئے کسی قرینہ کی بنا، پر غیر موضوع لہ، معنی کو مراد یا جائے "تولفظ کو" مجاز" کہتے ہیں۔

پھر اگر معنی موضوع لہ، اور غیر موضوع لہ، دونوں کے درمیان تعلق "تشیہ" کا ہو تو مجاز کو "استعارہ" کہتے ہیں۔ اور اگر کوئی دوسرے تعلق ہو، جس کا ذکر آگے آئے گا، تو اس کو "مجاز مُرشَّل" کہتے ہیں۔

جیسے جو لفظ مجاز کے طور پر استعمال ہوتا ہے اس کے ایک معنی اصلی موضوع لہ اور دوسرے معنی موقع پر مقصود غیر موضوع لہ ہوتے ہیں۔ اسی طرح "کنایہ" کے طور پر جو لفظ استعمال ہوتا ہے اس کے کبھی دو معانی ہوتے ہیں مگر دونوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ مجاز کے ساتھ جو قرینہ ہوتا ہے اس کی بنا پر اس کے اصلی معنی مراد نہیں لئے جاسکتے اور کنایہ کا معاملہ یہ ہے کہ اصلی معنی کو بھی مراد لیا جاسکتا ہے۔

مجاز کا استعمال دو طرح ہوتا ہے ایک یہ کہ فعل کی اسناد و نسبت حقیقت جس کی طرف پڑنی چاہیے اس کے بھائے غیر کی طرف کردی جائے اس کو "مجاز عقلی" کہتے ہیں۔

دوسری صورت یہ ہے کہ لفظ کے اصلی معنی کے بھائے کوئی دوسرے معنی مراد لئے جائیں، اس کو "مجاز لغوی" کہتے ہیں اور مجاز کی زیادہ تر بحثیں "مجاز لغوی" کے تحت ہی آتی ہیں۔

اور "مجاز" کے اندر معنی موضوع لہ، اور غیر موضوع لہ کے درمیان جو تعلق د

مناسبت کی بحث آتی ہے اس کا تعلق "مجاز لغوی" سے ہی ہے۔ گز رچکا ہے کہ تعلق اگر "تشبیہ" کا ہر تو "مجاز" کو "استعارہ" ورنہ "مجاز مرسل" کہتے ہیں پہلے ہم "تشبیہ" سے متعلق ضروری تفصیلات ذکر کر رہے ہیں پھر "استعارہ" و "مجاز مرسل" کی تفصیلات آئیں گی۔

## سوالات

- (۱) مرضوع لاد غیر مرضوع لاد کس کو کہتے ہیں۔ ؟ (۲) جب کسی الفاظ سے غیر مرضوع لاد مسمی کہواد یا جائے تو کیا کیا چیزیں ضروری ہیں ؟ (۳) "استعارہ" اور "مجاز مرسل" کس کو کہتے ہیں ؟ (۴) مجاز و کنایہ میں کیا مناسبت ہے اور کیا فرق ہے ؟ (۵) مجاز عقلی اور مجاز لغوی میں کیا فرق ہے ؟ (۶) استعارہ و مجاز مرسل، مجاز کی کس قسم کی اقسام ہیں ؟

# فصل اول

## تشبیہ

- ۱۔ **تعریف :** کلمات تشبیہ میں سے کسی کے ذریعہ دو یادو سے زائد پیزوں کی ایک یا ایک سے زائد صفت میں شرکت کو بیان کرنا خواہ کلمات تشبیہ مذکور ہوں یا مذکور نہ ہوں لیکن لمحظہ ہوں۔
۲. **ارکانِ تشبیہ :** یہ چار ہیں : (الف) مشبیہ (ب) مشبیہ (ج) اداۃ مشبیہ (د) وجہ مشبیہ۔
  - (الف) مشبیہ : وہ امر جسے شریک بتایا جائے۔
  - (ب) مشبیہ بہرہ : وہ امر جس کے ساتھ شریک بتایا جائے۔ ان دونوں کو "طرقاً للتشبیہ" (تشبیہ کے ذکر نارے و درستھے) بھی کہہ دیا کرتے ہیں کہ تشبیہ کے باب میں اہل یہی دونوں ہوتے ہیں۔
  - (ج) اداۃ مشبیہ : وہ کلمہ جو مشابہت کے معنی دے۔
  - (د) وجہ مشبیہ : وہ صفت جس میں مشبیہ اور مشبیہ بہرہ کی شرکت بیان کی جائے۔
۳. **امثلہ مع توضیح :** (الف) زید بھادری میں شیرکی مانند ہے
  - (ب) انت کا الشمس فی الضیاء

پہلی مثال میں لفظ "زید" اور دوسری میں "انت" مشبیہ ہے۔ اور پہلی میں "شیرک" اور دوسری میں "الشمس" مشبیہ ہے۔ پہلی میں

”ماند“ اور دوسری میں ک“ کلمات تشبیہ میں اور پہلی میں ”بہادری“ اور دوسری میں ”الضیار“ وہ رسم تشبیہ ہیں۔

۴- تنبیہ بابت اداۃ شبہ، مشابہت کے معنی دینے والا کلمہ اسم بھی ہوتا ہے اور فعل حرف بھی۔

اسم جیسے مثل و شبہ و نحو فعل جیسے شبہ، شبہ، تشبیہ مشابہ، تشابہ وغیرہ حرف جیسے ک اور کائن۔

البستہ ک وکائی کے استعمال میں یہ فرق ہے کہ ک“ کے بعد آنے والا اسم مشتبہ ہوتا ہے اور ”کائن“ کے بعد مشتبہ نہ کوہوتا ہے۔ مشتبہ بہ کائن کی خبر کے طور پر لایا جاتا ہے جیسے زید کا اسد اور کائن زید اسد، دونوں مثالوں میں زید“ مشتبہ اور ”اُسد“ مشتبہ ہے مگر پہلی میں ”اداة شبہ۔ لٹ۔“ کے بعد اسد غور کر ہے جو کہ مشتبہ ہے اور دوسری میں ”اداة شبہ“ کائن کے بعد ”زید“ ہے جو کہ مشتبہ ہے۔

دوسری بات یہ کہ ”کائن“ تشبیہ کے معنی اسی وقت دیتا ہے جبکہ اس کی خبر حاصل ہو جیسے مثال مذکور میں اور اگر اس کی خبر مشق ہو تو وہ شک کے معنی دیتا ہے جیسے کائن قائم

۵- تنبیہ بابت وجہ شبہ:

(الف) وجہ شبہ، مشتبہ کے اندر مقابلہ مشتبہ کے زیادہ اور قوی ہوتی ہے جیسے بہادری، شیر میں مقابلہ انسان کے زیادہ ہوتی ہے۔

رب) وجہ شبہ کو عموماً "فی" کا مجرور بنا کر ذکر کیا جاتا ہے مگر کبھی بطور تمیز و مفعول مطلق بھی لائے ہیں جیسے قلبہ کالحجارة قسرۃ وصلابة اس میں "CSR و صلابة" جو کہ تمیز ہیں، وجہ شبہ ہیں۔

ایسے ہی "شارفلان ثوران الاسد" (فلان شیر کی طرح بہرک انہا) ثوران مفعول مطلق ہے جو کہ وجہ شبہ ہے مگر اس صورت میں وجہ شبہ کو مشتبہ ہے کی طرف مضات کر کے ذکر کیا کرتے ہیں۔

## سوالات

(۱) تشبیہ کی تعریف کیجئے (۲) تشبیہ کے ارکان کتنے ہیں اور کیا کیا؟ شال سے سمجھائیے (۳) اداہ شبہ کیا چیزیں ہو سکتی ہیں؟ (۴) اداہ کا ان میں کیا فرق ہے نیز کان شک کے معنی کب دیتا ہے؟ (۵) وجہ شبہ کی کتنی اقسام ہیں اور کیا کیا؟ سمجھائیے۔ (۶) اشد زیل میں اداہ تشبیہ کی نشان دری کیجئے،

۱ رُبِّ لَيْلٍ كَانَ الصِّبْعُ فِي الْحَسْنِ وَانْ كَانَ اسْوَدُ الطِّيلِ  
 ۲ اَنْتَ كَالْبَحْرُ فِي السَّمَاجَةِ وَالشَّمْسُ عَلَوْا وَالْبَدْرُ فِي الْأَشْرَاقِ  
 ۳ الْعَدْرُ مثَلُ الضَّيْفِ أَوْ كَالطَّيفِ لَيْسَ لَهُ إِقَامَةٌ  
 ۴ جَبَّينَ فَلَانَ كَصَفَحةِ الْمَرْأَةِ صَفَاءُ وَتَلَاءُ

## اقامٰت شبیہ

(۱)

۱۔ تہیید : ذکر کیا جا پکا ہے کہ شبیہ کے چار اركان ہیں۔ مشبه، مشبہ، اداۃ شبہ، ادراۃ شبہ۔ آخری دونوں رکن کمی حذف کر دیئے جاتے ہیں کبھی دونوں، اور کبھی کوئی ایک۔ اس طرح کل پانچ اقسام ممکن ہیں:  
 (الف) شبیہ مرسل (ب) شبیہ مؤکد (ج) شبیہ مفصل (د) شبیہ محل  
 (۴) شبیہ بلین۔

(الف) شبیہ مرسل : وہ شبیہ جس میں اداۃ شبہ مذکور ہو، جیسے شبیہ کی گذشتہ امثلہ۔

(ب) شبیہ مؤکد : وہ شبیہ جس میں اداۃ شبہ مذکور نہ ہو، جیسے :- زید بہادری میں شیر ہے۔ زید حاتم فی الجود پہلی مثال میں "امد" اور دری میں ک و مثل۔ محدودت ہے۔

۲۔ تنبیہ، اداۃ شبہ کے حذف کی صورتیں  
 "اداۃ شبہ" کے حذف کی صورت میں شبیہ کے استعمال کی آنکھ صورتیں ذکر کی گئی ہیں،

(۱) مشبہ پ خبر ہو، جیسے، الماء لجعین (پانڈی)

(۲) مشبہ پ حال ہو، جیسے سال الماء لجعین

(۱۳) مشبہہ مصدر مضاف ہو اور نوعیت کو بیان کرتا ہو، جیسے،

**صفا الْبَاء صفَا الْحَبِين**

(۱۴) مشبہہ خود مشبہہ کی جانب مضاف ہو، جیسے، سال لجین الماء  
(چاہیے جیسا پان بردہ ہے)

(۱۵) مشبہہ افعال قلوب میں سے کسی کا مفعول ثالی ہو جیسے، .. علمت  
الْمَاء لجِئْنَا

(۱۶) مشبہہ صفت ہو جیسے، سال ماء لجین (لیاں لجین جادہ)  
مگر اسے صفت بنایا گیا ہے مشتبہہ کی تاویل میں مان کر

(۱۷) مشبہہ مشبہہ کی طرف اس طور پر مضاف ہو کہ مضاف الیہ یعنی مشبہہ  
مضاف یعنی مشبہہ کا بیان واقع ہو جیسے، سال ماء الحبین  
ای سال ماء هوالحبین

(۱۸) مشبہہ کو مشبہہ کے ذریعہ بیان واضح کیا جائے جیسے جری  
ماء من لجین، کہ اس میں من لجین، ماء کی تغیر ہے۔

(ج) تشبیہ مفصل :- وہ تشبیہ جس میں وجہ شبہ مذکور ہو، جیسے تشبیہ مرسل  
و مؤکد کی مذکورہ مثالیں۔

(د) تشبیہ محل :- وہ تشبیہ جس میں وجہ شبہ مذکورہ ہو جیسے "زید انہ  
شیر ہے" اور "زید کھاتم" دونوں میں وجہ شبہ محدود ہے۔

(ل) تشبیہ بلیغ :- وہ تشبیہ جس کے اداۃ شبہ اور وجہ شبہ دونوں کو حذف  
کر دیا جائے جیسے "زید شیر ہے" "زید حاتم"۔

اس کو بلیغ اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں وجہ شبہ و اداہ شبہ دلوں کو حذف کر دیا گیا ہے اور تشبیہ لمونڈ ہے تو اس صورت میں یا اس سی مبالغہ پیدا ہو گیا ہے کہ "مشتبہ" کو بعدہ "مشتبہ" بنادیا گیا ہے، اس لئے پانچوں صورتوں میں سب سے بُوی و فائن یہی قسم و صورت ہے، اور اس سے بھی فائن یہ صورت ہے کہ "مشتبہ" کو یا مشتبہ کو بھی چھوڑ دیا جائے۔ بس صرف ایک کو ذکر کیا جائے اور دوسرے کے بعض لوازم کو ذکر کیا جائے جیسے "رأیت اسدًا يخاطب الناس" اس میں "أسد" کا مشتبہ مذکور نہیں ہے، یہ صورت اس لئے سب سے فائن ہے کہ تشبیہ میں حذف سے قوت پیدا ہوتی ہے۔

**م۔ تشبیہ:** اگر تشبیہ میں مشتبہ و مشتبہ بہ میں سے کسی کو حذف کر دیا جائے تو یہ صورت "تشبیہ" کی نہیں کہلاتی ہے بلکہ اصطلاحی طور پر اس کو "استعارہ" کہتے ہیں۔

---

## سوالات

(۱) اداة شیہ و درجہ شیہ کے ذکر و حذف کے اعتبار سے تشبیر کی کل کتنی اقسام ممکن ہیں؟

(۲) ہر ایک کی تعریف و امثلہ ذکر کیجئے۔ (۳) اداة شیہ کے حذف کی صورتیں تفصیل سے بیان کیجئے

(۴) تشبیر بیان اور جس تشبیر سے رشیہ محفوظ ہو، وہ توہی و نافع کیون ہے؟ (۵) امثال ذیل میں اقسام ذکر کی تعدادیں کیجئے۔

بِكَانِهِ النَّهَارِ الزَّاهِرِ

بِزُرْنَا حَدِيقَةً كَانَهَا الْفَرْدَوْسُ فِي الْجَمَالِ وَالنَّهَارِ

بِالْعَالَمِ سَرَاجٌ أَمْتَهِ

بِرَأْيِتِ الْحَاتِمِ فِي قَرِيبِي

وَإِذَا نَلَمْتُ مِنْكَ الْوَدَ فَالْمَالَ هَيْنَ " وَكُلُّ الَّذِي فَوْقَ الْتَّرَابِ تَرَابٌ  
(جست)

## اقامِ شبیہ

(۲)

گذشتہ اقسامِ شبیہ کی بنیاد ارکان کے ذکر و حذف پر ہے۔ ان اقسام کے علاوہ شبیہ کی بعض دوسری اقسام بھی معروف ہیں۔ یہاں ان میں سے چند کا ذکر کیا جا رہا ہے:

(الف) شبیہ مقلوب (ب) شبیہ ضمیری (ج) شبیہ غیر تمثیل (د) شبیہ مکتیلی

۱۔ تعریف: وہ شبیہ ہے جس میں مشتبہ کو مشتبہ بنا لایا جائے۔  
کم. غرض۔ ایسا کرنے کی بنیاد یہ ہوتی ہے کہ "وجہ شبہ" کو بجا لئے اصل مشتبہ کے محل مشتبہ میں زیادہ تو یہ بتایا یا پایا جائے ہے اور قاعدہ کی رو سے وجہ شبہ کو مشتبہ کے اندر زیادہ تو یہ ہونا چاہئے اس لئے جب وجہ شبہ کو خود مشتبہ کے اندر کمزور بتایا یا پایا جائے تو "مشتبہ" کو "مشتبہ" کے درجہ میں قرار دے دیا گرتے ہیں۔

۲۔ مثال: رَبَّهُ الظَّبَاحُ كَائِنٌ غَرْتَهُ

وجهُ الخليفةِ حينِ هُمَّتْدَحُ

رمی ہوتی ہے اس درجہ کر اس کی چمک، خلیفہ کے چہرے کی چمک معلوم ہوتی ہے جبکہ اس کی درج کی جادہ ہی نہ ہو۔

اس مثال کے اندر چمک میں صباح کو مشیرہ قرار دیا گیا ہے اور خلیفہ کے  
چہرے کو مشیرہ ہے۔ حالانکہ اصلًا صباح مشیرہ ہے، مگر بالغہ<sup>۱</sup> اس کا کردیا گیا ہے  
تاکہ اصل مشیرہ کے اندر وہ بہتر کی قوت کو تباہا جائے اور درج میں زیادہ سے

زیادہ بالغہ ہو۔

### ب) تشبیہ ضمنی

۱۔ تعریف : وہ تشبیہ جو کلام کے اندر اشارہ و تلمیح واقع ہو، یعنی  
شبیہ کے معروف طریقے و معروف ارکان کے ساتھ نہ ہو۔

۲۔ غرض : اس کی یہ ہوتی ہے کہ مشیرہ کی طرف فضوب امر کے امکان کو بیان  
کیا جائے۔

اور چونکہ اس میں ارکانِ تشبیہ کم از کم صراحت کے ساتھ ذکور نہیں  
ہوتے اس لئے یہ صورتِ تشبیہ کی بقیہ تمام صورتوں سے زیادہ بلیغ و قوی ہوتی  
ہے۔ تشبیہ کے اندرجتن اخفاو ہوتا ہی کلام کے حسن میں اضافہ ہوتا ہے

۳۔ مثال :- قدیشیب الفتی ولیس عجیباً  
(ربور ہائونا)

ان پیری السنور فی القصیبۃ الرطیب  
(پھول و پھل) (رشاد) (تازہ)

شاعرنے اس شعر میں یہ فنون ذکر کیا ہے کہ کبھی بعض نوجوانوں میں جوانی کی  
ایام میں ہی بڑھاپے کے آثار دکالات ظاہر ہونے لگتے ہیں اور یہ کوئی عجیب  
بات نہیں ہے اس لئے کہ کبھی نئی و تازہ شاخیں بھی پھل و پھول دینے لگتی  
ہیں۔ اس شعر میں شاعرنے ایسے جوان کو فوپیدہ پھل دینے والی شہنسہ

تشبیہ دی ہے مگر کلام میں نہ تو اداۃ شبہ و وجہ شبہ ہے اور نہ بظاہر مشتبہ و  
مشتبہ پر تشبیہ ہے، اس لئے تشبیہ صفحی ہے۔  
(ج) تشبیہ غیر ممکن

- ۱۔ تعریف۔ وہ تشبیہ جس میں وجہ شبہ صفت را کیک شے ہو یا متعدد ہوں مگر سب الگ الگ مقصود ہوں۔
- ۲۔ امثلہ۔ (الف) گذشتہ مثالیں سب وصف واحد کے وجہ شبہ ہونے کی ہیں (ب) ایک ہی کلام میں متعدد اوصاف کا الگ الگ وجہ شبہ ہونا اس کی مثال ہے۔

ولیلِ کوچِ الجراحتی سُدُولہ علیٰ بانواع الہوم لی بتلی  
(ڈھینہ کرنا) (برد سے) (تم قسم کے رخ) اس شعر میں شاعر نے رات کو سمندر کی ہوجوں سے دو چیزوں میں تشبیہ دی ہے  
ایک تاریکی میں دوسرا سے خوف و درست میں پہلے کی طرف ارجح اسادلہ  
سے اشارہ ہے اور دوسرا کی طرف "بانواع الہوم" سے۔  
(د) تشبیہ ممکن

- ۱۔ تعریف۔ وہ تشبیہ جس میں متعدد اوصاف اس طرح و وجہ شبہ بنائے جائیں کہ تشبیہ میں ان متعدد اوصاف کی مجموعی ہیئت مقصود ہو، افراد الگ الگ نہیں۔
- ۲۔ مثال۔ کائناتِ الْهَلَالِ نُونُ الْجَنِّ خَرِيقَةٌ فِي صَعِيفَةٍ زَرَقاءٍ  
(گویا کچاند چاند کا نون "زعنون" ہے، جو کہ نیلے درق میں ڈوبا ہوا ہے۔)

اس میں شاعر نے نیلے آسمان پر مانند قوس پہنچتے ہوئے چاند کو نیلے درق پر چاندی کے بننے ہوئے حرف "فون" نے تشبیہ دی ہے۔ اس میں وجد شہر نہ امر واحد ہے اور نہ متعدد امور الگ الگ بلکہ ایک مجموعی ہیئت وحالت جس کا حاصل ہے "کسی سفید و چمک دار نئے کا کسی نسلی نہ کے اندر پایا جانا"۔

(۱) اقسام باعتبار افراد و ترکیب مشبہ و مشبہ بہ : مشبہ و مشبہ بہ خود کبھی مفرد ہوتے ہیں اور کبھی مرکب، اس اعتبار سے تشبیہ کی حیثیت صورتیں بنتی ہیں : (۱) مشبہ و مشبہ بہ دونوں مفرد ہوں (۲) دونوں مرکب ہوں (۳) مشبہ مفرد اور مشبہ بہ مفرد ہو، (۴) مشبہ مرکب اور مشبہ بہ مفرد ہو۔

"مرکب" سے "تشبیہ تمثیل" والی ترکیب، یعنی چند ایشاد اور امور کی مجموعی ہیئت کا مقصود ہونا، مراد ہے۔ اسی لئے "تشبیہ تمثیل" کو مرکب اور مولف کہتے ہیں اور تشبیہ غیر تمثیل کو "مفرد" و "منفرد" کہہ دیا کرتے ہیں اور تشبیہ غیر تمثیل کے وجہ سب سے کو "وجہ شہر مفرد" اور تشبیہ تمثیل کے وجہ سب کو "وجہ شہر مرکب" کہتے ہیں۔

(۲) اقسام باعتبار تعداد مشبہ و مشبہ بہ بدولن ترکیب کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک ہی جملے یاد و جملوں میں متعدد مشبہ اور مشبہ بہ مذکور ہوتے ہیں اور تشبیہ غیر تمثیل و تشبیہ مفرد کی صورت ہوتی ہے، اور اس میں دو حالتیں ہوتی ہیں، ایک یہ کہ پہلے جتنے مشبہ

ہوں ان کو ذکر کیا جائے، پھر ترتیب کے ساتھ شہرہ کو لایا جائے۔ اسے ”تشبیہ ملفوظ“ کہتے ہیں۔ دوسری حالت یہ کہ ہر مشتبہ کے ساتھ اس کے مشتبہ کو ذکر کیا جائے، اسے ”تشبیہ مفرد ق“ کہتے ہیں۔ اول کو ملفوظ اسلئے کہ تمام مشتبہ اور مشتبہ یہ ایک دوسرے متعلق ہوتے ہیں، اور دوم کو مفرد ق اس لئے کہ ہر مشتبہ و مشتبہ ہر دوسرے سے الگ ہوتا ہے۔

## سوالات

- (۱) تشبیہ قلب کی تعریف و پیش کیجئے (۲) تشبیہ قلوب کی فرض بتائیے۔ (۳) تشبیہ صحنی کا کیم طلب ہے وضاحت کیجئے اور فرض بتائیے۔ (۴) تشبیہ تمثیل وغیر تمثیل میں کیا فرق ہے؟ شالودہ سے سمجھائیے۔ (۵) مشتبہ و مشتبہ کے افراد و ترکیب کی کتنی صورتیں ہیں؟ (۶) تمثیل وغیر تمثیل کے دیگر عنادیں کیا ہیں؟ (۷) تشبیہ ملفوظ کس کو کہتے ہیں؟ (۸) تشبیہ مفرد ق کیا ہے۔ (۹) امثلہ ذیل میں اقسام ذکرہ کی نشاندہی کیجئے۔ —

٦١ كَأَنَ النَّسِيمَ فِي الرِّقَّةِ إِخْلَافٌ ۖ مَا كَانَ الْمَاءُ فِي الصَّفَاعِ طَبَاعَةً  
 ۶۲ أَصْبَحَ شَعْرِي مِنْهُمَا فِي مَكَانٍ ۖ وَفِي عَنْقِ الْحَسَنَاءِ لِسْخِنِ الْعَقْدِ  
 ۶۳ مِيرَا شرِّ مودَّعٍ كَمْ جَنَّ مِنْ مُزْدَوْنَ بِهِ رُغْيَا ۖ اُوْرَجِينَ عَوْدَتْ كَمْ لَحَّى  
 ۶۴ كَرْمٌ تَبَيِّنَ فِي كَلَامَكَ مَاثِلًا ۖ وَبِيَبِينَ عِنْتُ الْخَيلِ مِنْ أَصْوَاتِهَا  
 ۶۵ وَتَرَاهُ فِي ظَلْمِ الْوَغْيِ مُنْخَالًا ۖ قَمَرٌ أَيْكَرُ عَلَى الرِّجَالِ بِكُوكِ  
 ۶۶ رَتَارِيجِي جَلَّ ۖ (رِحَالِ كَرَنا) وَمَا الْمَوْتُ الْإِسْارِقُ ۖ دَقْ شَخْصَه بِصَوْلِ بِلَاكُفْ وَسِعِيْ بِلَادِ جَبَلْ

## اغراضِ شبیہ

بلیغ اپنے کلام میں جو بھی اسلوب اپنا آتا ہے، اس کی کوئی نکوئی معنوی حکمت ہوا کرتی ہے، تشبیہ بھی اساب بلاغت میں سے ہے، لہذا اس کا اپنا نام بھی مختلف معنوی حکتوں کی بناء پر ہوتا ہے، جن سے صاحب کلام بخوبی واقع ہوتا ہے، اور سُنْنَةِ دَلَلَةِ بَحْبُوْن سے متعلق اپنی معلومات کی بناء پر ان کو خوب سمجھتے ہیں، یہ معنوی حکتیں "اغراضِ شبیہ" کہلاتی ہیں جو کم متعدد ہیں۔ سہال ان میں سے چند کا ذکر کیا جائے ہے:

۱۔ مشتبہ کے امکان کو بیان کرنا، ۲۔ مشتبہ کے حال کو بیان کرنا۔

۳۔ مشتبہ کے حال و صفت کے معیار و مقدار کو بیان کرنا، ۴۔ مشتبہ کا

حال ساتھ کے ذہن نشین کرنا، ۵۔ مشتبہ کی تعظیم یا تحقیر

۶۔ مشتبہ کے امکان کو بیان کرنا

بھی ایسا ہوتا ہے کہ مشتبہ کی طرف کسی ایسی چیز کی نسبت ہوتی ہے جو اپنی ذات کے اعتبار سے عجیب و غریب ہوتی ہے اور بظاہر ناممکن معلوم ہوتی ہے، تو تشبیہ کے ذریعہ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ جس طرح مشتبہ ہے ممکن ہے اسی طرح مشتبہ بھی ممکن ہے کہ عجیب و غریب کا پہلو مشتبہ بر میں بھی ہوتا ہے۔ مثلاً سہ

دانِ الی ایدی العفاة و شاسع من كل ندی فی الندی و ضریب  
قریب ضر و مکند در سخاوت مثید و تغیر

اس شعر میں شاعر نے اپنے مددوچ کے لئے دو متفاہ صفات بیان کئے ہیں، اول قریب ہونا، دوم دور ہونا۔ قریب ہونا سماج و ضرورت مذکور کے لئے اور دور ہونا سخاوت میں اپنے احباب یا کسی ہم شل کے لئے۔ اور کسی کے اندر متفاہ صفات کا پایا جاتا ممکن نہیں ہے۔ اس لئے اس شعر کے بعد دوسرے شعر میں شاعر نے صدین کے اجتماع کے امکان کو بصورت تشبیہ یوں ذکر کیا ہے ۔

كالبدرِ أفترط في العلوِّ وضوئه للعصبة السارين جد قریب  
(بہت بلندی میں ہوتا ہے) (بلندی والے لوگوں کے لئے بہت قریب)  
یعنی میرے مددوچ کے اندر قریب دل بعد کے جمع ہونے پر کیا اشکال ہے کہ  
چاند کے اندر بیرونی و صفت جمع ہیں وہ بلندی میں انسانوں سے بہت دور  
ہوتا ہے مگر اس کی روشنی میں انسان ہنیا ہوا ہوتا ہے۔

#### ۴۔ مشتبیہ کے حال کا بیان

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ مشتبیہ تشبیہ سے پہلے محظوظ ہوتا ہے  
کہ کوئی اس کے حال و کمال سے واقع نہیں ہوتا، تو تشبیہ کے ذریعے اس کے  
حال و کمال کو واضح کیا جاتا ہے۔ مثلاً

كأنك شمسٌ والملوك كواكب اذا طلعت لم يبدُ منهان كوكب  
اس شعر میں شاعر نے اپنے مددوچ باادشاہ کے کمال کو ذریعہ تشبیہ<sup>یوں واضح کیا ہے کہ تیرا حال تو سورج کے جیسا ہے اور تیرے سامنے باقی سلاطین ستاروں کی ماند ہیں کہ سورج جب طلوع ہوتا ہے تو سارے</sup>

تارے نگاہوں سے اوچل ہو جلتے ہیں، اسی طرح تیری شہرت عزت کے آگے سارے سلاطین کی شہرت و عزت انہوں کی ہے۔

۳۔ مشبہ کے حال و صفت کے معیار و مرتبہ کا بیان

کبھی سامع کو مشبہ کی کسی خاص صفت کا تو علم ہوتا ہے مگر مشبہ کو اس صفت میں جو کمال و معیار حاصل ہوتا ہے اس کا علم اس کو نہیں ہوتا، ایسی صورت میں تشبیہ کے ذریعے اس کے کمال و مرتبہ کو بیان کیا جاتا ہے،

جیسے ۵

فِيهَا الشَّتَانُ وَارْبَعُونَ حَلْوَةً سُودًا كَحَافِنَةَ الْغَرَابِ الْأَسْحَمِ

(ران اونڈوں میں ۴۷ دودھاری اونٹیاں ہیں، ایسی کالی جیسے انتہائی کالے کوتے کے بازوں کے اندر کے بال)

سامع کو متکلم کے پاس کالے رنگ کے اونڈوں کے ہونے کا علم تھا اگر ان کے کالے پن کے معیار کا اس کو علم نہیں تھا، شعر کے درسے مصروع میں تشبیہ کے ذریعہ اسی چیز کو واضح کیا گیا ہے۔

۴۔ مشبہ کا حال سامع کے ذہن نشین کرنا

سامع ایک حال سے واقف ہوتا ہے مگر وہ حال سامع کے ذہن نشین نہیں ہوتا جس کی وجہ سے وہ اس حال کے مناسب معاملہ نہیں کرتا، تو تشبیہ کے ذریعہ ایسے حال کو مخاطب کے ذہن نشین کرایا جاتا ہے تاکہ وہ اس حال کا لحاظ رکھے اور اپنی اس نامناسب حرکت سے باز رہے جیسے

إِنَّ الْقُلُوبَ إِذَا تَنَافَرَ وَدَّهَا مُثْلِ الزَّجَابَةَ كَسْرَهَا لَا يَجُبُّهُ

(جن دلوں کا لگا دُنل عرگشہ ہر جا آسیے، وہ شبیث کی اندھرستے ہیں کہ ٹوٹا ہوا شبیث جوڑا نہیں جاسکتا)۔

مخاطب اس امر سے واقف ہے کہ دل جب کسی شے یا کسی شخص سے پھر جاتا ہے تو دوبارہ اس کی طرف بمشکل متوجہ ہوتا ہے پھر بھی اس سے ایسی حرکتیں سرزد ہوتی رہتی ہیں جن سے احباب کے دل ٹوٹتے ہیں۔ شاعر نے اس شعر میں شبیث کے ذریعہ دل کا یہ حال مخاطب کو دہن فشین کرنے کی کوشش کی ہے یہ کہکر کر دل کا معاملہ شبیث کی اندھر ہے کہ جیسے ٹوٹا ہوا شبیث نہیں جوڑا جاسکتا، ٹوٹا ہوا وہ برگشت دل بھی نہیں جوڑا وہ مور جاسکتا۔

**شبیثہ:** شبیثہ کی پر غرض ان موقع کے ساتھ خاص ہے جہاں شبیثہ کوی امر معنوی ہو۔

۵۔ **شبیثہ کی تعظیم یا تحقیر**  
کبھی شبیثہ کی عنصر من شبیثہ کی تعظیم یعنی اس کی براہی و حسن و خوبی کو بیان کرنا ہوتا ہے، جیسے کہ کبھی اس کے ذریعہ شبیثہ کی براہی و بد صورتی کو بیان کیا جاتا ہے جیسے

وتفتح، لا کانت، فمَا لورأيته، توهسته باباً من المغاريف  
روزہ کھولتی ہے۔ الشکرے دہ نہ رہے۔ ایسا من کہ لگر تم اس کو دیکھو، تو اے جہنم کا کوئی دروازہ خیال کرو جسے کھول دیا گیا ہو)

اس شعر میں محض تحقیر کی غرض سے شاعر نے اپنی بیوی کے کھلے ہوئے بھٹک کو جہنم کے کھلے ہوئے دروازہ سے تشبیح دیا ہے۔

۶۔ تشبیہ: عموماً اعراض تشبیہ کا تعلق مشبہ سے ہوتا ہے، جیسا کہ گزشتہ تفضیلات سے واضح ہے۔ لیکن کبھی ان اعراض کا تعلق مشبہ سے بھی ہوتا ہے مگر اسی وقت جبکہ مشبہ کو مشبہ بننا کر ذکر و پیش کیا جائے۔ یعنی تشبیہ قلوب میں اور چونکہ مشبہ ہے سے تعلق اس کو مشبہ بنانے کی وجہ سے ہی فاعل ہوتا ہے اس لئے یہی کہا جائے گا کہ اعراض تشبیہ کا تعلق صرف مشبہ سے ہوتا ہے خواہ حقیقتاً مشبہ ہو بالقدر یا تقدیر کا مطلب یہ ہے کہ اصلاً مشبہ ہے ہو مگر اسے مشبہ مان لیا گیا ہو۔

## سوالات

(۱) اعراض تشبیہ سے کیا مراد ہے؟ (۲) مشبہ کے امکان کا کیا مطلب ہے؟ (۳) مشبہ کے حال اور مقدار حال کے بیان کا کیا مطلب ہے؟ ثال سے واضح کیجیے۔ (۴) مشبہ کا حال سامنے کے زین فشیں کرنے کی ضرورت کب پڑتی ہے؟ (۵) مشبہ کی تعظیم و تحریر کی شاید اپنی طرف سے دیجئے۔ (۶) اندیزیل میں اعراض تشبیہ کی نشاندہی کیجیے:

مَكْرَابْ قَدْ عَلَابِابِنِ ذَرِّاً مُشْرُفْ كَمَا عَلَابِرْسُولُ اللَّهِ عَذَنَانَ  
(رَكْعَةٌ: خَانَانَ مِيْوَنَ کی وجہ سے عَزَّتْ کی بلندی پر پہنچ گئے جیسے کہ خَانَانَ عَذَنَ حضور صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَسَرَ بلندی کو پہنچ گیا)

۷۔ اریٰ کل ذی جود الیٰ مصہیرہ کائنات بحْرُ وَ الْمَلُوكُ كَوَاكِبُ

(رُخاوات)

۸۔ مَا قُوْبَلَتْ عَيْنَاهُ الْأَظْسَتَتا تَحْتَ الدُّجَى نَارُ الْفَرِيقِ حَلُولًا

۹۔ مَدْدَتْ يَدِيَّكَ عَوْهُمْ احْتِفَاءُ كَهْدَهَا لِيَهُمْ بِالْعَبَاتِ  
(پھیانا) (باب) رَأَيْمَ وَعَرَازَ کے لئے

۱۰۔ وَإِذَا شَارَ مُحَمَّدًا فَكَانَتْهُ قِرْدِ يَقْهَقَهُ وَعَجَزَ تَلْطِيمُ  
(ٹھپنگا ایسا)

## حسی و عقلی کی تعریفیات

۱۔ تمہریہ: آگے تفصیل آنے والی ہے کہ ارکان فتنہ میں سے مشبہ و مرتبہ نیز و جو شبہ کبھی حسی ہوتے ہیں اور جو عقلی علم بیان کی اصطلاح میں ان دونوں کا مخصوص غہوٹ ہے اسلئے پہلے ان سے متعلق تفصیلات ذکر کی جا رہی ہیں پھر تفصیل آئے گی کہ ارکان کے حسی و عقلی ہونے کی صورتیں و احکام کیا ہیں۔

یہ تو سخنی معلوم ہے کہ فتنوں سے مقصود عام طور پر صرف الفاظ انہیں ہوتے بلکہ معانی اور الفاظ کے مدلولات مقصود ہوتے ہیں۔ یہ معانی و مدلولات کبھی تو ایسے ہوتے ہیں کہ انسان ان کا اور ان کا ظاہرہ کے ذریعہ کرتا ہے، مثلاً انہوں سے ان کو دیکھتا ہے یا زبان سے چکتا ہے، اسی طرح ناک سے سنگھنا ہے، ہاتھ سے پکڑنا و پھوٹنا ہے، ایسے معانی کو "امورِ حسیہ" سے تعبیر کیا کرتے ہیں اور انہیں کو "محسات" کہتے ہیں۔

اوپر بعض معانی ایسے ہوتے ہیں کہ جن کو ظاہری اعفار سے نہیں سمجھا جاسکتا بلکہ محض عقل سے ان کو جانا و سمجھا جاتا ہے، ایسے معانی کو "امورِ عقلیہ" اور "معقولات" کا عنوان دیتے ہیں۔ عرفِ عام میں حسی و عقلی کا یہی غہوٹ ہے لیکن چونکہ مشبہ و مرتبہ ایسے بھی امور ہوتے ہیں جو کہ مذکورہ تفصیلات کے مطابق مذکورہ دونوں اصطلاحات میں سے کسی کے تحت نہیں آتے،

اس لئے کہ ان کا ادراک نہ توقع کے ذریعہ ہوتا ہے اور نہ اعضا ر ظاہرہ کے ذریعہ اور علماء بیان ایسے امور کو بھی یا "حستی" کہتے ہیں یا "عقلی" اسلئے "علم بیان" کی اصطلاح میں ان ہر دو الفاظ کا معرفت مفہوم سے جو گاہنہ مفہوم اختیار کیا گیا ہے تاکہ وہ ایسے مشتبہ و مشتبہ کو بھی شامل ہو سکے جو عرفِ عام کے طبق نہ "حستی" کہہ جا سکتے ہیں نہ "عقلی"۔ نیز یہ بھی مقصود ہے کہ ارکان متعلق تفصیلات میں زیادہ طول نہ پیدا ہو۔

## (الف) حستی

۱۔ تعریف: حستی وہ امر ہے کہ خود اس کیا اس کے مادہ کا ادراک عسلم، حواسِ خسر ظاہرہ میں سے کسی کے ذریعہ کیا جائے۔

۲۔ توضیح و تنبیہات: (الف) حواسِ خسر ظاہرہ، یعنی پانچ ظاہری حواس جو حسبِ ذیل ہیں: ۱۔ قوت باصرہ (دیکھنے کی طاقت و صلاحیت) ۲۔ قوت شامش (سونگھنے کی طاقت و صلاحیت) ۳۔ قوتِ ذائقہ (چھکھنے کی قوت و صلاحیت) ۴۔ قوتِ لامسہ (پکڑنے و چھوٹنے کی طاقت و صلاحیت)

(ب) تعریف میں مادہ کی قید کی وجہ سے حستی کے تحت "امورِ خیالیہ" بھی آگئے، کہ خود ان امور کا ادراک حواسِ ظاہرہ سے نہیں ہوتا، بلکہ ان کے مادہ کا ہوتا ہے۔

(ج) علم بیان کی اصطلاح میں "خیالی" سے مُراد وہ مرکب ہے جس کے

اجزاء خارج میں موجود ہوں یعنی حقیقی ہوں مگر خود وہ مرکب اور ان کا  
مجموعہ وجود حقیقی نہ رکھتا ہو بلکہ معروف ہوا اس کو "خيالی" اس وجہ سے  
کہتے ہیں کہ اس کے اجزاء کی صورت "خيال" میں رہتی ہے یا یہ کہ  
قوتِ خیالیہ اسے ترکیب دیتی ہے جیسے ۵

وكان محتر الشقيق اذ اتصعد او تصوب

(اور گویا کہ سُرْخَ سُرْخَ گل لال جبکہ نیچے کو جھکتے ہا اور پر کو اٹھتے ہیں۔

اعلامُ یاقوت نشرٰن علی رماح من زیر جد

تو وہ یاقوت کے جھنڈے ہوتے ہیں جو کہ زبرجد کے نیزوں پر پھیلائے ہوئے ہوں  
اس شعر میں مشتبہ و مشبہ پر اعلام، یاقوت، رماح، زبرجد، چاروں سے  
مرکب ہے، یہ چاروں الگ الگ تو ارتقیل محسوسات ہیں کہ سب کا  
وجود حقیقی ہے، لیکن جس مرکب کے یہ اجزاء ہیں اور مادہ ہیں، اور  
جس کو ہمارا مشتبہ پر بنانا مقصود ہے وہ محسوس نہیں ہے اور حس  
صرف موجود کا ادراک کرنی ہے۔

(ب) عقلی

۱. تعریف: عقلی وہ امر ہے کہ اس کا اس کے مادہ کا ادراک حواس  
خمس، ظاہرہ میں کسی سے نہ کیا جائے۔

۲. توضیح و تنبیهات۔ (الف) چونکہ عقلی کا ادراک حواس ظاہرہ  
سے نہیں ہوتا، اس لئے اس کے تحت محسوسات و خیالیات کے علاوہ  
تکام عقلیات، وہیات و وجدانیات داخل ہیں۔

(ب) وہی.. وہ امر ہے کہ جس کا ادراک یا اس کے ماذہ کا ادراک حواسِ ظاہر سے ہو لیکن اگر ہو سکے جبکہ وہ کسی طرح خارج میں پالیا جائے تو اس کا ادراک انھیں حواس کے ذریعہ ہو جیسے ہے۔

ایقتالنی والمشرق مضاحی

و مسلونۃ "زرق" کا نیاب انوار

کیا وہ مجھے قتل کرے گا حالانکہ مشرق تلاذیم سے ساتھ دہتی ہے اور صفاتِ سترے نیز سے جو کہ بجز توں کے دامنوں کی مانند ہیں

اس شعر میں مشہور، "انیاب انوار" ہے اور چونکہ خارج میں اس کا کوئی وجود نہیں یعنی ان کا کوئی حقیقی وجود نہیں ہے، اس لئے ان کا ادراک حواسِ خمسہ ظاہرہ سے نہیں ہو سکتا، لیکن اگر بالفرض ان کا وجود حقیقی طور پر ہو تو ادراک انھیں حواس کے ذریعہ ہو گا۔

(ج) خیالی اور وہی کے درمیان فرق یہ ہے کہ "خیالی" کا مادہ خارج میں یعنی حقیقت پر ایسا جاتا ہے، لیکن مجموعی ہدایت کا کوئی حقیقی وجود نہیں ہوتا، اور "وہی" کا نہ تواناہی حقیقی وجود رکھتا ہے اور نہ مجموعی ہدایت، اگرچہ تصرف دونوں میں ایک ہی قوت کا ہوتا ہے، جسے قوتِ تخيّل ہے تبیر کرتے ہیں۔ البته دونوں کے درمیان اس تصرف کی نسبت سے یہ فرق ہے کہ "خیالی" میں یہ قوت عقل کی مدد کے ساتھ تصرف کرتی ہے اور "وہی" میں محض وہم اس کا معاون ہوتا ہے۔ اسی لئے خیالیات کے حق میں اس کو "تخيّلہ" ہی کہتے ہیں جیسے اہل عرب نے سنا کہ "غول"

درندوں کی اندکوئی شے نہ ہے جو کہ انسانوں کو ہلاک کر دلتی ہے، اس بیان پر ان کی "قوتِ متحیله" نے اس کے لئے درندوں جیسی صورت فرض کی اور درندوں کے جیسے اعتبار بھی تجویز کئے۔

(۱) وجہ اپنی: وہ امر ہے جس کا ادراک بالہنی توتوں کے ذریعہ ہوتا ہے، اس کے ادراک میں نہ توحہ اس خمسہ ظاہرہ کا داخل ہوتا ہے اور نہ قوتِ عقلیہ کا رہی۔

جیسے بھرک و آسودگی، پیاس و سیرابی، خوشی و غم، خوف و غصہ، غیرہ کہیرہ سارے امور و جملہ "متعلق ہیں" قدرت نے انسان کے اندر جو اندر ورنی قویٰ و حواس رکھے ہیں لبھ ان سے ہی ان کا احساس و ادراک ہوتا ہے۔

## سوالات

- (۱) عرف عام میں جسی عقلی کی کیا تعریفات ہیں؟ (۲) علماء بیان تھی عقلی کی کیا تعریفات کرتے ہیں؟
  - (۳) علماء بیان کوئی اصطلاح یا نام صدقہ متعلق کرنے کے ضرورت کیوں پیش آئی؟ (۴) حواس خمسہ ظاہرہ کی کیا ہیں؟ (۵) خیالی کی تعریف کچھے اور بتائیجے کہ اس کو خیالی کیوں کہتے ہیں؟ (۶) عقلی کے تحت کیوں کوں سے اور کتنے ہیں؟ (۷) وہی کی تعریف و توضیح کچھے۔ (۸) خیالی وہ ہی کے درمیان نظر کو داشت کچھے۔
  - (۹) ان درنوں کا تعلق یک ہی قوت سے ہے یا الگ توتوں سے اور ہر ایک میں مفترض قوت کو کیا کہتے ہیں؟ (۱۰) وجہ اپنے کا مصداق بتائیے۔
-

## مشبہ اور مشبہ بہ کا حصی عقلی ہونا

مشبہ اور مشبہ بہ حصی بھی ہو سکتے ہیں اور عقلی بھی، اور اس کی کل تین صورتیں ہوتی ہیں:

(۱) دونوں حصی ہوں، (۲) دونوں عقلی ہوں، (۳) ایک حصی اور ایک عقلی ہو

### دونوں کا حصی ہونا

جیسے مرپات (دیکھی جانے والی چیزوں میں) رخسار و گلاب، اول مشبہ اور ثانی مشبہ ہے۔

سموعات (یعنی سُنْ جانے والی چیزوں میں) صوت ضعیف (ریکھی آواز) اور ہر سر راتنی ٹکنی آواز جو کویا منہ سے ہے (ہر سی نہیں آتی) اول مشبہ اور دوم مشبہ ہے۔ مشہمات (سننگھی جانے والی چیزوں میں) نکھت (منہ کی خوشبو) اور عنبر، اول مشبہ اور دوم مشبہ ہے۔

مذوقات (کھانے پینے کی چیزوں میں) یعنی (لکھوک) اور حسر (شراب) اول مشبہ، دوم مشبہ ہے۔

ملو سات (چھوٹی جانے والی چیزوں میں) نرم کھال اور رشم اول مشبہ اور دوم مشبہ ہے۔

### ۲۔ دونوں کا عقلی ہونا

جیسے علم اور زندگی، اول مشبہ و دوم مشبہ ہے، اسی نسبت سے عالم کو زندہ اور جاہل کو مُردہ کہ دیا کرتے ہیں، دونوں کے درمیان وجد مشبہ

ادرک و احساس ہے کہ جیسے زندہ زندگی کی بنیا پر ادرک و احساس کیا کرتا ہے۔ عالم اپنے علم کی بنیا پر بہت سی اشیا کا ادرک کرتا ہے۔ ۳۔ ایک کا حصہ اور ایک کا عقلی ہونا

اس صورت میں دو شقین نکلتی ہیں، اول یہ کہ مشبہ حسی ہوا درمشبہ عقلی ہو جیسے عطر اور اچھے اخلاق، اول مشبہ دوم مشبہ ہے۔ دوسرا صورت یہ ہے کہ مشبہ عقلی اور مشبہ حصہ ہو جیسے موت اور زندہ، اول مشبہ اور دوم مشبہ ہے۔ پہلی صورت میں عطر (مشبہ) اور دوسرا صورت میں زندہ (مشبہ) حصی ہیں، اور پہلی میں اچھے اخلاق (مشبہ) اور دوسرا میں موت (مشبہ) عقلی ہیں۔

۴۔ تنبیہ: اصل یہ ہے کہ مشبہ حصی ہو، اس لئے کہ ابو عقیلؑ کا تعلق اگرچہ عقل سے ہوتا ہے مگر ان کا حصول حواس ظاہرہ کے ذریعہ ہی ہوتا ہے اس لئے آگر جو کو معقول کے ساتھ تشبیہ دی جائے تو یہ قلب ہو گا کہ انس کو فرع اور فرع کو حاصل بنا لازم آئے گا۔ اگرچہ کبھی کبھی معقول کو جو کوں کے درجہ میں ان کر "مشبہ" بنادیا کرتے ہیں۔

## سوالات

(۱) حسی و عقلی ہونے کے اعتبار سے مشبہ و مشبہ کی کتنی صورتیں نکلتی ہیں؟ (۲) دونوں کے حصی ہونے کی شان اپنے ذہن سے رسمیجئے (۳) عقلی ہونے کی بھی، (۴) دونوں کے مختلف ہونے کی تالیں دیجئے، (۵) اشنازی میں حسی و عقلی کی تعیین کیجئے۔  
ملا زید و اسد مذاہد و مرتفع مذاہد آنکھ دزگن مذاہد بات دعوی  
مذہبیت دفتر علام گرامی و تاریخی۔

## وجہ شبہ

وجہ شبہ میں متعدد تفہیمات جاری ہوتی ہیں : (الف) مشبہ و مشبہہ دو نوں کے اندر حقیقت پائے جانے یا ان پائے جانے کے اعتبار سے۔  
 (ب) مشبہ و مشبہہ دو نوں کی حقیقت کے اندر داخل ہونے یا ان ہونے کے اعتبار سے (ج) توحد بالعدد کے اعتبار سے۔

### (الف) تقسیم اول

مشبہ و مشبہہ دو نوں کے اندر حقیقت پائے جانے یا ان پائے جانے کے اعتبار سے وجہ شبہ کی دو اقسام ہیں : ۱۔ تحقیقی ۲۔ تخيیلی  
 ۱. وجہ شبہ تحقیقی

(الف) تعریف : وہ وجہ شبہ جو کہ مشبہ و مشبہہ بہ کے اندر حقیقت موجود ہو  
 (ب) مثال : بہادر آدمی کو "انت کا اللہ" کہنے میں وجہ شبہ "بہادری" دو نوں کے اندر تحقیقی ہے۔

### ۲. وجہ شبہ تخيیلی

(الف) تعریف : وہ وجہ شبہ جس کا وجود دو نوں میں یا کسی ایک میں محض خیالی ہو۔

(ب) مثال : عَلَى اَنْتَ كَالشَّمْسُ فِي الْفَضَاءِ، اس میں وجہ شبہ "الفضاء مشبہ یعنی شمس کے اندر تو تحقیقی ہے مگر مشبہ یعنی انت

کے اندر تجھیلی" ہے۔

ب) ربت لیل کائنۃ الصبح فی الحسن و ان کان اسود الطیلسان  
 اس میں لیل پر شب اور صبح مشبہ ہے اور حسن و جہر شبه ہے جو کہ  
 دونوں کے اندر تجھیلی ہے۔

(ب) تقسیم دوم  
 مشبہ اور مشبہ یہ کی حقیقت کے اندر داخل ہونے از ہونے کے  
 اعتبار سے بھی وجہ شہر کی دو اقسام ہیں: (۱) داخل (۲) خارج  
 ۱۔ داخل ہوئے جنہیں جنیت کے اعتبار سے یا نوعیت فصل کے  
 اعتبار سے یعنی ایک کپڑے کو دوسرا سے تشبیہ دینا۔ مابین میں  
 یعنی دونوں کے کپڑا ہونے میں، رُّوز نواع میں یعنی دونوں کے بناری  
 یا بھاگپوری ہونے میں، رُّوز فصل میں یعنی دونوں کے اونی یا سوتی  
 ہونے میں۔

۲۔ خارج۔ یعنی وجہ شہر دونوں کی حقیقت سے خارج ہو مگر اس صورت  
 میں صفت ہونا ضروری ہے، اس لئے کہ وجہ شہر میں ہی مشبہ و مشبہ  
 کی شرکت ہوتی ہے۔ یہ شرکت حقیقت سے خارج ہرنے کی صورت میں  
 صفت میں ہی ہو سکتی ہے۔ السبّة اس صفت کی دو اقسام ہیں:-  
 (الف) حقیقی رب (ب) اضافی۔

(الف) وصف حقيقی: وہ وصف جو خود موصوف کی ذات میں  
 پایا جائے، اور اس کا ثبوت کسی غیرہ مقیاس اور غیر کو صحنه کی بنیاد پر ہو

(ب) وصف اضافی : وہ وصف جو کہ مشتبہ اور مشتبہ کی ذات کے اندر نہ پایا جائے بلکہ دو چیزوں سے متعلق ہو، ایسے معنی کہ اس کا سمجھنا ان دو چیزوں کے سمجھنے پر موقوت ہو، جیسے "ابوہ" (باپ ہونا)، "اخوة" (بھائی ہو) وغیرہ جیسے اوصان، کہ ان کا سمجھنا دو چیزوں کے سمجھنے پر موقوت ہے "ابوہ" کو "اب اور ابن" کو سمجھے بغیر اور اخوة کو اخوین کو سمجھے بغیر نہیں جانا جاسکتا۔

(ج) وصفِ حقیقی کی اقسام، وصفِ حقیقی کی بھی دو اقسام ہیں (۱) حسی (۲) عقلی۔

۱۔ وصفِ حقیقی حسی۔ جس کا ادراک حواسِ خمسہ ظاہرہ میں سے کسی کے ذریعہ کیا جائے۔ مثلاً اس جسم کی وہ کیفیات جن کا ادراک "قوتِ باصرہ" سے ہوتا ہے یعنی رنگ اور شکل و صورت، اور جو چیزوں ان سے متعلق ہوتی ہیں، یعنی خوبصورتی و بد صورتی کہ ان دونوں کا تعلق رنگ و شکل سے ہے۔

۲۔ جسم کی وہ کیفیات جن کا ادراک "قوتِ ذالقدر" کے ذریعہ ہوتا ہے، جیسے اشیاء کے مزے کھانا ہونا، میٹھا ہونا، نکین ہونا۔

۳۔ جسم کی وہ کیفیات جن کا ادراک "قوتِ شامرة" کے ذریعہ ہوتا ہے یعنی اشیاء کی بوآپھی ہو یا بری۔

۴۔ جسم کی وہ کیفیات جن کا ادراک "قوتِ لامر" کے ذریعہ ہوتا ہے، مثلاً کھنگ ہونا، ٹھنڈا ہونا، تریا خشک ہونا، نرم یا سخت ہونا وغیرہ۔

برہ جسم کی وہ کیفیات جن کا ادراک "قوتِ سامعہ" کے ذریعہ ہوتا ہے یعنی آواز خواہ توی ہر یا ملکی، ابھی ہو یا بُری۔

۲۔ وصف حقيقی عقلی، وہ وصف ہے جس کا ادراک عقل کے ذریعہ کیا جائے، جیسے وہ تمام کیفیاتِ نفاذیہ جن کا تعلق جسم سے نہیں بلکہ دل سے ہوتا ہے اور وہ نباتات و جمادات کے اندر نہیں پائی جائیں شلاؤ علم و جہل، غصب و بُردباری، سخاوت و بخل، بُرزدلی و شجاعت وغیرہ۔  
**تشبیہ:** (الف) وجہ شبہ اگر حتیٰ ہو خواہ ایک ہوایا مقدر مگر سب حتیٰ ہوں تو شبہ و شبہ دنوں کا حصیٰ ہونا ضروری ہے۔ (ب) اگر وجہ شبہ عقلی ہو تو دنوں حصیٰ بھی ہو سکتے ہیں، اور عقلی بھی اور بھی صحیح ہے کہ کوئی ایک حصیٰ اور ایک عقلی ہو۔

### (ج) تقسیم سوم

وجہ شبہ کبھی امر واحد ہوتا ہے اور بھی مقدار۔

۱۔ وجہ شبہ واحد: کی دو صورتیں ہیں اکبھی حقیقتہ ایک ہوتا ہے اور کبھی واحد کے درجہ میں ہوتا ہے، اگرچہ حقیقتہ مقدر امور سے مرکب ہوتا ہے، اسی لیے اس صورت میں اسے مرکب "بھی کہدا کرتے ہیں۔  
 گذشتہ مثالیں "وجہ شبہ واحد حقیقی" کی ہیں۔

وجہ شبہ بدرجہ واحد کبھی دو صورتیں ہیں: (۱) مرکب اعتباری (۲) مرکب حصیقی۔

(۱) مرکب اعتباری وہ وجہ شبہ واحد ہے جس میں وجہ شبہ

ایسی ہیئت ہو جے عقل نے متعدد امور سے حاصل کیا ہو، جیسے  
”تبیہ تشبیہ“ میں وجوہ شہر

(۱۲) مرکب حقيقة، وہ وجہ شبہ واحد ہے جس میں وجہ شبہ حقیقت چند امور کا مجموعہ ہو، جیسے اس کی حقیقت ڈا امور جوان دناتھ کا مجموعہ  
تبیہ تشبیہ؛ وجہ شبہ واحد کی ہر صورت ”حستی“ بھی ہو سکتی ہے، اور ”عقلی“ بھی۔

۲۔ وجہ شبہ متنعدّد، وہ چند امور کو جن میں سے ہر ایک میں شبہ و شبہ بہ کی شرکت کا قصد کیا جائے اور ہر ایک کو وجہ شبہ بنانے کا قصد کیا جائے۔

تبیہ تشبیہ؛ وجہ شبہ بہ نہ واحد (مرکب) اور وجہ شبہ متعدد کے دریان فرق یہ ہے کہ اول میں جتنے امور پیشِ نظر موتے ہیں ان سب کی مجموعی حقیقت وہیست میں شرکت مقصود ہوتی ہے، اور دوم میں جتنے امور پیشِ نظر موتے ہیں، ہر ایک میں مستقلًا شرکت مقصود ہوتی ہے۔  
۳۔ امثلہ؛ وجہ شبہ بہ نہ واحد کی مثال ”تبیہ تشبیہ“ کے تحت گذر چکی ہے دو میں یعنی متعدد کی مثال ”انت کا البعر فی السماحة والجود“ ان میں ”سماحت وجود“ دونوں میں سے ہر ایک کو وجہ شبہ بنایا گیا ہے مجموعے کو نہیں

تبیہ تشبیہ؛ وجہ شبہ متعدد بھی حسی و عقلی دونوں ہو سکتا ہے۔ خواہ سب کے مثبٰح حستی ہوں یا سب عقلی ہوں، یا بعض حستی اور بعض عقلی ہوں

## سوالات

- (۱۱) مشبہ و مشبہ کے اندر پائے جانے کے اعتبار سے وجہ مشبہ کی کتنی اقسام ہیں اور کیا ہے؟
- (۱۲) مشبہ و مشبہ کی حقیقت میں داخل ہونے والے ہونے کے اعتبار سے کتنی اقسام ہیں اور کیا ہے؟
- (۱۳) خارج کے لئے صفت ہو ناکری ضروری ہے؟ (۱۴) وصف حقیقی کی تعریف و اقسام تعمیل ہے ذکر کیجئے۔
- (۱۵) وصف اضافی کا کیا مطلب ہے؟ (۱۶) حسی عقلی کی تعریف و اشادہ سے وضاحت کیجئے۔
- (۱۷) وجہ مشبہ واحد کی کتنی صورتیں ہیں اور کیا ہے؟ (۱۸) ترکیب حقیقی و اعتباری کا کیا مطلب ہے؟
- (۱۹) متعدد کی تعریف کیجئے۔ (۲۰) مرکب و متعدد میں کیا فرق ہے؟ (۲۱) وجہ مشبہ جسی عقلی ہونے کے حال میں مشبہ و مشبہ کے کیا احکام ہیں؟ (۲۲) اشاذیں میں وجہ مشبہ کی مختلف اقسام کی نشانی کیجئے۔

مَاءُ الْحَابِ فِي الْعَطَاءِ ۝ كلام فلان كالعسل في الحلاوة  
 مَاءُ الْعُمَرِ مثَلُ الضَّيْفِ لِيُسْلَمَ لِهِ إِقَامَةٌ ۝ الناس كأسنان المشط في الاستواء  
 وَ زَيْدٌ كَالْأَسَدِ ۝ الخلق الكريء كالعطر ۝ الرجل السخي كالبحر  
 مَاءُ اسْنَانِهِ كَالْهَدْرِ أو الْبَرِّ

# فصل دوم

## مجاز لغوی

مجاز سے متعلق کچھ تفصیلات گذر جکی ہیں، ان میں آیا ہے کہ "مجاز" کی دو اقسام ہیں: (۱) مجاز لغوی (۲) مجاز عقلی  
۱۔ مجاز لغوی

(الف) تعریف: مجاز لغوی وہ مجاز ہے جس میں کسی لفظ سے اس کے معنی موصوع لاء کے بجائے غیر موصوع لاء معنی مراد لئے جائیں، اس بنا پر کوئی موصوع لاء و غیر موصوع لاء کے درمیان کوئی تعلق و منابعت پائی جائے در آئخا یک کوئی موصوع لاء کے بجائے غیر موصوع لاء کے مراد لینے پر کوئی قریبہ بھی موجود ہو۔

(ب) توضیح: مجاز کے طور پر موصوع لاء کے بجائے غیر موصوع لاء کو مراد لینے کے لیے دو چیزیں ضروری ہیں، اول ڈونوں کے درمیان ایک خاص تعلق، دوم قریبہ جو اس ارادہ پر دلالت کرے۔

(ج) اقسام، مجاز لغوی کی دو اقسام ہیں، ۱۔ استعارہ، ۲۔ مجاز مرسل اس لئے کہ معنی موصوع لاء و غیر موصوع لاء کے درمیان تعلق یا تو شبہ و نشانہ کا ہوتا ہے کیا کوئی اول صورت میں "مجاز لغوی" کو "استعارہ" اور دوسری کو "مجاز مرسل" کہتے ہیں۔

## مبحث اول

# استعارہ

(الف) تعریف: استعارہ وہ مجاز لغتی ہے جس میں موضوع اور غیر موضوع کے درمیان مشابہت کا لفظ پایا جاتا ہے۔

(ب) استعارہ کی حقیقت: استعارہ کی بنیاد نکر مشابہت پر ہے اس لئے استعارہ درہل تشبیہ کی ہی ایک صورت ہے۔ البتہ تشبیہ کی معرف صورتوں میں اور اس میں فرق یہ ہے کہ "تشبیہ" کی صورتوں میں کم از کم "مشبہ و مشبہہ" کا ذکرہ ضرور ہوتا ہے۔ اور استعارہ میں اداۃ شہاد و جو شہر کے حذف کے ساتھ مشبہ و مشبہہ میں سے بھی کوئی ایک ضرور حذف ہوتا ہے۔

(ج) اركانِ استعارہ: جس طرح تشبیہ کے چار اركان ہیں اس کے بھی چار اركان ہوتے ہیں کہ اصلًاً یہ تشبیہ ہی ہے۔

۱۔ مستعارمنہ ۲۔ مستعارله ۳۔ مستعار ۴۔ وجہ جامع

(۱) مستعارمنہ، اصل مشبہہ (۲) مستعارله، اصل مشبہہ  
 (۳) مستعار، وہ لفظ جس کے معنی مجازی مراد لئے جائیں۔  
 (۴) وجہ جامع، وہ وصف جو کہ وجہ شہر کہلاتا ہے۔  
 ان اركان کے حسی عقلی ہونے کی بابت وہی تفصیلات ہیں، جو پچھے گزر جکی ہیں۔

(د) مثال، ارشاد باری: کتاب اَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ لِتُخْرِجَ الْمُنَاسَ  
 مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ۚ اس آیت میں درہل ظلمات (نار) کیوں

سے گراہی کو اور نور سے ہدایت کو تشبیہ دی گئی ہے، لیکن عبارت میں اداۃ شبہ اور وہ جو شبہ دنوں کو حذف کر دیا گیا ہے، اور دنوں مشبہ یعنی ہدایت و ضلالت کو بھی، بعض مشبہ بہ یعنی ظلمات دنوں کا ذکرہ کیا گیا ہے اس مثال میں ظلمات و نور کے معنی "ستعار منہ"۔ ہدایت و ضلالت "ستعار لہ" اور لفظ ظلمات و نور "ستعار" میں اور وہ جامع ایک کا مفید ہونا اور دوسرا سے کا فضیر ہونا ہے۔

**شبہ:** مجاز کی تعریف میں "قرینہ" کی قید ہے، اس کی بابت بعض ضروری تفصیلات ذکر کی جا رہی ہیں۔

## ۲- قرینہ

- (۱) تعریف: قرینہ وہ امر ہے جو معنی موصوع لہ کے بجائے غیر موصوع ادا کے مراد لینے پر دلالت کرے۔
  - (۲) اقسام: قرینہ میں دو تقیمات جاری ہوتی ہیں: —  
 (الف) باعتبار حقیقت (رب) باعتبار تو خود و ترکب  
 (الف) تقسیم باعتبار حقیقت
- قرینہ کی اپنی حقیقت کے اعتبار سے دو اقسام ہیں:-

### ۱- قرینۃ اللفظیہ ۲- قرینۃ الحالیہ

- ۱- قرینۃ اللفظیہ: وہ لفظ اخونی بوضوع لہ کے بجائے غیر موصوع لہ کے مراد لئے پر دلالت کرے جیسے غ فان امرض فَمَا مَرِضَ أصطباري (اگر میں بیمار ہو جاؤں تو میرا سب ترقیاں نہیں ہوتا) اس میں ستuar لفظ "مرض" اک

اور مستعار منہ مرض جسمانی ہے جس کی وجہ سے انسان کمزور ہوتا ہے، اور مستعار لہجہ کی قلت ہے اور قرینہ لفظی ہے اس لئے کہ مرض کی نسبت اصطہاب کی طرف صحیح نہیں ہے لہذا یہ نسبت یہ بتاتی ہے کہ "مرض" سے مجازی معنی مراد ہیں۔

۲۔ قرینہ حالیہ: وہ حال جو معنی موضوع اکے بجائے غیر موضوع اکے مراد لینے پر دلالت کرے، جیسے میزبرُمشی بینتغی هزارہ، ہزار اول سے معنی مجازی مراد ہے اور ثانی سے حقیقی، دونوں کے درمیان بہادری میں مشابہت ہے اور قرینہ حالی ہے، اس لئے کہ کلام ایک انسان کی درج کے سلسلہ میں ہے اور درج کا حال حقیقی معنی کے مراد لینے سے انش ہوتا ہے۔

### (ب) تقسیم باعتبار توحید و ترکب

اس اعتبار سے قرینہ کی تین صورتیں ہیں، اول یہ کہ قرینہ امر واحد ہو، دوم یہ کہ دو یا دو سے زائد امور مگر مستقل۔ سوم یہ کہ دو یا دو سے زائد امور میں مگر جمیعی طور پر اول جیسے "رأیت اسد ایرمی" اس میں صرف "یرمی" اس پر دلالت کر رہا ہے کہ "اسد" سے مجاز مراد ہے۔

وَمَمْ جِيَسِهُ فَإِنْ تَعَاافُوا الْعَدْلُ وَالإِيمَانُ

وَإِنْ كَارَ وَقْرَتْ كُرْنَا

فَإِنْ فِي إِيمَانِنَا سِيرَا نَا

اس میں ایمان و عدل ہر ایک کے ساتھ تعاقبوا کا اعلان بتاتا ہے کہ نیز ان سے حقیقت مراد نہیں ہے۔

سوم جیسے ہے

وَصَاعِقَةً مِنْ نَصْلِهِ تَنْكِفُ بِهَا

عَلَى رُؤُسِ الْأَقْرَانِ خَمْسَ سَحَابَ

رَبِّيْتُ سَيِّدِيْ بَجْلَانَ جَوَاسَ كَيْ تَلَوَارَ كَيْ تَلَوَارَ سَيِّدِيْتُ دَرِّيْ هِينَ،  
هَسْرَوْنَ كَيْ سَرَوْنَ پَرَ اَسَ كَيْ پَاپَخُونَ (انگلیان)

اس میں سحاب "سے جس کے اہل معنی بادل ہیں" محمدؐ کی انگلیان مراد ہیں  
کثرت سے دادودہش کی بنار پر اور قریبہ چند انور ہیں بجلی بجلی کا محمدؐ  
کی تلوار کے پھل سے پیدا ہونا، ہسروں کے سروں پر اس کا پلٹانا، پھر  
پانچ کا عدد جو کہ انگلیوں کا عدد ہے یہ تمام انور میں کو قریبہ ہیں کہ "سحاب" سے  
مجازاً انگلیان مراد ہیں۔

## سَوَالاتُ

(۱) مجاز لغوی کی تعریف راقم بیان کیجئے۔ (۲) استعارہ کی تعریف و حقیقت بیان کیجئے۔ (۳) استعارہ کے ارکان کو شال سے بھایئے۔ (۴) قریبہ کی تعریف راقم بھائیئے۔ (۵) قریبہ کی دوسری تقسیم کی تفصیل بیان کیجئے۔ (۶) امثلہ ذہل میں استعارہ کے ارکان اور قریبہ کی نوعیت کی تعین کیجئے۔

مَدْ وَانْ أَحْسِنْ فَمَا حَمْرَاعَتْ زَانِي  
(رَبَّخَارَ آنَا)

مَذْ تَعْرَضُ لِي السَّحَابُ وَقَدْ تَقْلِنَا  
(رَسَّاصَهَ آنَا) (رُوْدَهُنَا)

مَذْ عَيْبَ عَلَيْكَ تَرِيْ بِسِيفَ فِي الْوَعْنَى  
مَا يَفْعَلُ الصَّمْصَامَ بِالصَّمْصَامَ (رجگ) (تلوار)

مَذْ إِذَا اعْتَلَ سَيِّفَ الدَّارِلَهُ اعْتَلَتِ الْأَرْضُ  
(بَيْارَهُنَا)

## اقسام استعارہ

(۱)

استعارہ میں مختلف تعبیمات جاری ہوتی ہیں، یہاں صرف تین کے ذکر پر اکتفا کی جا رہی ہے : (الف) مشبہ ہے یا کسی لازم کے ذکر کرنے کے اعتبار سے (ب) لفظ استعارہ کے اعتبار سے (ج) استعارہ کے اندر مشبہ ہے کے مناسب کسی امر کے ذکر و عدم ذکر کے اعتبار سے۔

(الف) تقسیم اول باعتبار ذکر مشبہ ہے یا لازم استعارہ کے اندر خود مشبہ ہے یا اس کے کسی لازم کو ذکر کرنے کے اعتبار سے استعارہ کی دو اقسام ہیں : ۱۔ تصریحیہ ۲۔ مکہنیہ

### ۱۔ استعارہ تصریحیہ

(الف) تعریف : وہ استعارہ ہے جس میں مشبہ ہے کی تصریح کی ہو

(ب) مثال : امطرت الْوَادِيَ مِنْ نَرْجِسٍ وَسَقَتْ  
(برستا) (رُزگان) (رسرب کرنا)

وردأ و عصبت على العذاب بالبرد  
(رگاب) (کاث) (رادلا)

اس شعر میں "الْوَادِي" (ریو) سے آنسو کو، نرجس (رُزگان) سے انگوں کو، "ورد" (رگاب) سے ریشاروں کو، "عذاب" سے انگلیوں کے پوروں کو الی بود (رادلا) سے وائزوں کو تشبیہ دیے گئے۔ مشبہ کو حذف

٤٢

کر دیا گیا ہے اور صرف مشتبہ کو ذکر کیا گیا ہے۔

### ۲. استعارہ مبکنیۃ

(الف) تعریف: وہ استعارہ جس میں مشتبہ کا ذکر نہ ہو بلکہ اس کے کسی لازم کا ذکر ہو۔

(ب) مثال: وانخفض لهما جناح الذُّل رجكادوان دونون کے لئے زی کے بازو) اس آیت میں الذُّل (زمی) کو طارُ (پرنے) سے تشبیہ دے کر مشتبہ کو حذف کر دیا اور اس کے لازم جناح (بازو) کو ذکر کیا گیا ہے۔

(ج) تنبیہ: مشتبہ کے لوازم میں کسی لازم کا، مشتبہ کے لئے ثابت کرنا "استعارہ تنبیہ" کہلاتا ہے، اس لئے کہ اس لازم کا مشتبہ کے لئے ثبوت محض خیالی ہوتا ہے۔

اور "استعارہ تنبیہ" کے مقابلہ میں "استعارہ تحقیقیہ" کی تعبیر آتی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ "ستعارہ" ایسی شے ہو جس کا وجود حقیقی ہو، خواہ حتاً ہو یا عقلاءً حتاً جیسے "جائی اسد" میں جبکہ "اسد" سے "رجل شجاع" کو مراد لیا جائے اور عقلاءً جیسے اہدنا الصراط المستقیم کو صراط مستقیم کا استعارہ "دین حق" ہے اور اس کا وجود حقیقی عقلی ہے جسکی نہیں۔

### (ب) تقسیم دوم باعتبار لفظ استعار

لفظ استعار یعنی جس لفظ کو استعارہ میں استعمال کیا جاتا ہے اس کے

اعتبار سے استعارہ کی دو اقسام ہیں: (۱) اصلیہ (۲) تبعیہ

### ۱۔ استعارہ اصلیہ

(الف) تعریف: استعارہ اصلیہ وہ استعارہ ہے جس میں لفظ استعارہ کوئی اسم جا مدد ہو، خواہ اسکم جنس ہر یا مشابہ اسم جنس۔

(ب) مثال: "ظلمات و نور" جبکہ ان سے "گراہی و ہدایت" مرادی جائے۔

یہ اسکم جنس کی مثال ہے اور مشابہ اسکم جنس جیسے "لیکل فرعون پر موسیٰ" میں "فرعون و موسیٰ" مشابہ اسکم جنس ہیں، اسی کے مشابہ اسکم جنس وہ لفظ کہلاتا ہے جو اصلاً علم پر مگر جنس کے معنی میں استعمال کیا جائے یہاں ایسا ہی ہے اس لئے کہ "فرعون" سے "فرعونی صفات والا ہر فرد" اور "موسیٰ" سے "موسیٰ کی الات کا حامل ہر شخص" مراد ہے۔

### ۲۔ استعارہ تبعیہ

(الف) تعریف: وہ استعارہ ہے کہ جس میں لفظ استعارہ غیر جامد ہو، خواہ اسکم ہی نہ مراد اسکم تو، وہ مگر جامد نہ ہو۔

(ب) توضیح و امثلہ: استعارہ تبعیہ میں جو لفظ ہوتا ہے وہ کبھی فعل ہوتا ہے جیسے رکیبِ فلاں کتیفی غریدہ رفلان اپنے قریب کے کندھ پر سوار ہو گیا یعنی اس کا پیچا ماریا، اس میں "رکیب" فعل لفظ استعارہ ہے۔

یا حرف ہوتا ہے جیسے اولیٹ علی ہدی من ربہم اس آیت میں عَلَیٰ "حرف" جامد ہے اس کے حقیقی معنی مراد نہیں ہیں، یہاں

”علی“ حرف لفظ استعارہ ہے  
اور بھی اسم ہوتا ہے گر غیر جامد یعنی مشتقت ہوتا ہے جیسے ہے

لئن نطبقت بـ شکر بـ تراٹ مخصوصاً  
(ربان گرتا) (احان) (کمل کر)

فلسان حالی بالشکایۃ النطق

اس میں ”نطق“ اس قبیل لفظ استعارہ ہے۔

(ج) قَرْبَینَہ : استعارہ تبعیہ کا جوکہ لفظ استعارہ فعل یا اسم مشتق ہو، فاعل یا مفعول یہ ہوتا ہے، جیسے پہلی مثال میں تکفی غریب ہے، ”جو کہ مفعول ہے، قریبہ بن رہا ہے کہ رکب اپنے حصیقی معنی میں نہیں ہے اور تمہارا مثال میں ”لسان حالی“ قریبہ ہے جوکہ ”نطق“ کا فاعل ہے۔

(د) پہلی و دوسری تقسیم کی اقسام کا اجتماع  
پہلی تقسیم کی دونوں اقسام اور دوسری کی دونوں ایک دوسرے کے ساتھ جمع ہو سکتی ہیں اس طرح کل چار اقسام یوں بن جاتی ہیں : —

(۱) استعارہ تصریحیہ اصلیہ (۲) استعارہ تصریحیہ تبعیہ (۳) استعارہ مکنیہ اصلیہ (۴) استعارہ مکنیہ تبعیہ۔

تقسیم اول میں تصریحیہ کی مثال میں ”اصلیہ“ بھی ہے اور ”مکنیہ“ میں بھی اس لئے کہ دونوں میں لفظ استعارہ ”اسم جامد“ ہے اور تقسیم ثالث میں ”تبعیہ“ کی مثال میں ”تصریحیہ“ بھی ہے اس لیے کہ خود مشتبہ کا ذکر ہے اور مکنیہ تبعیہ کی مثال ہے ”اجنبیتی ارافۃ الصارب دم الـبـاغی“ اس میں صارب معنی قاتل ہے اور اسم مشتق ہے لہذا استعارہ تبعیہ ہے

اور اراقة (زون کا بہانا) مشہور یعنی قائل کے لوازم میں سے ہے اس لیے استعادہ ممکن ہے۔

### ۱۸۔ تقیم مذکور میں مستعار بننے والا لفظ

تقیم مذکور میں لفظ مستعار کی بابت جو تفصیل آئی ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ کوئی لفظ جو کہ علم شخصی "ہو" "علم" رہتے ہوئے مستعار نہیں بن سکتا اس لئے کہ علم شخصی تعین و شخص کو چاہتا ہے اور استعارہ کے ذریعہ مشہور مستعارہ کی جنس میں داخل کیا جاتا ہے، اس بیان پر مشتملہ کے افراد کی دو اقسام قرار دیتے ہیں، ایک متعارف، دوسرے غیر متعارف، متعارف مذکور غیر متعارف میں سے قرار دیتے ہیں، اس کا تقاضا یہ ہے کہ مستعار میں جنسیت پائی جائے اور علم میں جنسیت نہیں ہوتی۔ باقی اسم جامد میں جنسیت کا ہونا لٹا ہر ہے، فعل اور اسم مشتعل میں ان کے مصادر کے واسطے سے آتی ہے کہ دونوں مصادر پر مشتعل ہوتے ہیں اور مصادر اسم جنس ہو اکرتا ہے، اور حرف جاہیں اس کے متعلق کے اعتبار سے آتی ہے۔

علم کو مستعار بنانے کی صورت یہ ہے کہ اس کی علیست ختم کر دی جائے چنانچہ مثال اس کی مثال اسی پر یعنی ہے کہ اس میں "فرعون ذہوی" حقیقتہ علم ہیں مگر مثال مذکور میں ان کی علیست کو ختم کر کے ان کو اسم جنس کے معنی میں قرار دے کر استعارہ کیا گیا ہے۔

## سوالات

(۱) استعارہ کی کتنی تغییبات ہیں اور کیا کیا؟ (۲) شبہ یا الازم کے ذکر کے اعتبار سے کتنی اقسام ہیں؟ تعریفات و امثلہ ذکر کیجئے۔ (۳) استعارہ تھیلی کو واضح کیجئے۔ (۴) لفظ استعارہ کے اعتبار سے استعارہ کی اقسام کو دفعاتہ کیجئے۔ (۵) علم شخصی استعارہ کیوں نہیں بنتا، اور استعارہ بننے کے لئے کس چیز کی ضرورت ہوتی ہے۔ (۶) تقسیم اول و دوم کا اگرا جماعت ہو سکتا ہے تو کتنی اقسام بنی ہیں؟ امثلہ سے دفعاتہ کیجئے۔ (۷) استعارہ تبعیہ کا قریبہ کیا ہے؟ (۸) امثالِ زیل میں اقسام ذکورہ کی شان درج کیجئے۔

مَا أَقْبَلَ يَمْشِي فِي السَّاطِ فَمَادِرِي      إِلَى الْحَرِيْسِيِّ اِمَّا الْبَدْرِيِّ تَقْرِيْ  
مَّا كَانَ أَنْجَيْ يَقْرِيْ الْعَرِيْنِ جَمَالُ الرِّإِذْنِ بِبِيَانِا  
مَّا رَبَّ اَنْيَ وَهَنَّ الْعَظِيمُ مِنْيَ وَاسْتَعْلَمُ الرِّأْسُ شَيْبَا  
مَّا لَمْ اَسْكَتْ عَنْ مُوسَى الْفَضْبِ  
مَّا حَيَّلَتْ اَلِيْهِ مِنْ لَسَافِيْ حَدِيْقَةِ سَقاَهَا الْحَجَّاسِقِ الْرِيَاضِ  
الْتَّحَامِ۔

لَهُ چُرْعَنَا      لَهُ مُهْنَدِرَنَا      تَهُ كُرْدِرَنَا      مَهُ عَقْل      شَهُ بَنَات      تَهَابِر

## اقام استعارہ

(۲)

(ج) تقسیم سوم مشبہ و مشبہ بہ کے مناسبات کے ذکر و عدم ذکر  
کے اعتبار سے

استعارہ کے اندر کبھی مناسبات کا بھی تذکرہ ہوتا ہے خواہ مشبہ کے ہول  
یا مشبہ کے۔ اس اعتبار سے استعارہ کی چار اقسام ہیں : (۱) مطلقتہ  
(۲) مجرّدہ (۳) مرشحہ (۴) موشحہ۔  
۱۔ استعارہ مطلقة

(الف) تعریف : وہ استعارہ ہے جس میں مشبہ اور مشبہہ دونوں میں سے  
کسی کے مناسب احوال کا ذکر نہ ہو۔

(ب) مثال : قومٌ اذا الشِّرابِي ناجَذِيْه لعْم  
طَارُوا الْيَهِ زُرَّآفَاتٍ وَوُحْدَانًا

(”اپنے لوگ ہیں کہ جب شران کے لئے اپنے دامن کو کھو دیتے تو وہ اس کی طرف  
چھاٹوں میں اور زہادو پڑتے ہیں)

اس شعر میں ”مشر“ کو ”چیرنے پھاڑنے والے درندے سے تشبیہ دے کر  
مشبہہ کو حذف کر دیا گیا ہے اور اس کے لازم دامن کا ظاہر کرنا مقصود

ہے اس لئے یہ مثال استعارہ کی ہے اور اس میں مشبہ یا مشبہہ کسی کے کسی مناسب کا تذکرہ نہیں ہے اس لیے یہ "استعارہ مطلقہ" ہے۔

### ۲- استعارہ مجرّدہ

(الف) تعریف : وہ استعارہ ہے جس میں مشبہہ کا مناسب مذکور ہو۔  
 (ب) مثال : فَإِذَا قَاتَهُ اللَّهُ لِيَاسِ الْجُوعِ وَالْخُوفِ ، اس آیت میں بھوک اور خوف کی حالت میں انسان کو جو کیفیت لاحق ہوتی ہے اس کو "لباس" سے تشبیہ دی گئی ہے اور پھر "ربھوک" کے مناسب حال اذاقت (رچھانا) کو ذکر کیا گیا ہے۔

### ۳- استعارہ مُرشح

(الف) تعریف : وہ استعارہ ہے جس میں مشبہہ کا مناسب ذکر کیا جائے  
 (ب) مثال : أَوْلَئِكَ الَّذِينَ أَشْتَرَوُ الصَّدَلَةَ بِالْهُدَىٰ فَمَا رَجَحَتْ تِجَارَتُهُمْ وَإِنَّمَا أَشْتَرُوا نَعْوَنَ كَمَا سَأَلُوكُمْ "استبدال" کو تشبیہ دے کر "مشبہہ" (راشترا) کے مناسب حال یعنی "تجارت" کے فرع بخش ہونے کو ذکر کیا گیا ہے۔

### ۴- استعارہ مُوشح

(الف) تعریف : وہ استعارہ ہے جس میں مشبہہ اور مشبہہ دونوں کے منابع کا تذکرہ کیا جائے۔

(ب) مثال : هَلْدِي اَسْدِ شَائِكِ السَّلاَحِ مُقَدِّمٌ لِهِ لَبَدَّ اَظْفَارَهُ لَمْ تَقْلِمْ

دریک شیر کے پاس جو مہیار دل سے مس ہے اور جنگ کے میدانوں میں پھینکا جانا ہے  
اس کی گرد پر ایں اور اس کے ناخ کئے ہوئے نہیں ہیں)

اس شعر میں "اسد" لفظ استعارہ ہے اور "رجل لشجاع" مشہہ  
(استعارہ) اور شیر کی ذات مشہہ (ستقارہ) ہے۔ شعر میں مشہہ  
اور مشہہ ہے دونوں کے مناسبات مذکور ہیں۔ "شاکی السلاح" اور "مقدّت"  
مشہہ کے مناسبات میں سے ہیں اس لئے کہ مہیار سے لیں ہونا اور  
جنگوں میں پھرا و پھرایا جانا انسان کے خواص میں سے ہے جو کہ یہاں  
مشہہ ہے اور "لبد" اور "اظفارہ لم تقلم" مشہہ بر شیر کے  
مناسبات میں سے ہے۔

**تبیسیہ:** اکثر اہل بلاغت نے اس قسم کا ذکر ہی نہیں کیا ہے یا کیا ہے تو  
مستقل عنوان نہیں دیا ہے بلکہ "مطلقہ" کے درجہ میں رکھا ہے اسٹے  
کہ اس میں "تجزید و ترشیح" دونوں جمع ہو کر مستعار ض ہو جاتے ہیں اور متعارض  
کی وجہ سے اختلاف ساقط ہو جائے گا۔

**۵۔ مجرّدہ و فُرْشَحَہ کی شرط:** استعارہ میں تجزید و ترشیح کا اعتبار اسی وقت  
ہوتا ہے جبکہ استعارہ اپنے قریبہ کے ساخت مکمل ہو جکا ہو، یعنی ان دونوں کے  
لئے اصل استعارہ کے قریبہ کے علاوہ مزید کسی لفظ و قریبہ کی ضرورت  
ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ "نصریحہ" کا قریبہ جو کہ مشہہ کا مناسب ہوتا  
ہے "تجزید" نہیں کہلاتا، اور "مکینہ" کا قریبہ جو کہ "مشہہ" کے مناسبات  
میں سے ہوتا ہے "ترشیح" نہیں کہلاتا جیسے کہ "مطلقہ" کی مثال میں

”ابدی ناجذیہ“ مشبہ کے منابات میں سے ہے اور بھی فریز  
ہے استعارہ کے مکینہ ہونے کا۔

۶۔ مراتب اقسام مذکورہ: ان اقسام میں ”استعارہ ترشیح“ کا مرتبہ سے  
بڑھا ہوا ہے اس لئے کوگز بچکا ہے کہ استعارہ دراصل تشبیہ میں بالغہ کی  
ایک صورت ہے اور تشبیہ کے لیے مشبہ کے منابات کا ثابت کرنا تشبیہ میں  
مزید تاکید پیدا کرتا ہے جس سے استعارہ کے اندر پائے جانے والے اصل  
بالغہ کو مزید قوت حاصل ہو جاتی ہے۔

۷۔ مذکورہ اقسام اور اقسام تقییم اول  
چاروں اقسام تقییم اول کی دونوں اقسام نصریحہ و مکینہ کے ساتھ  
جمع ہو سکتی ہیں۔

## سوالات

(۱) تقییم الشک اقسام کتنی ہیں اور کیا کیا؟ (۲) مطلقة کی تعریف دشال (۳) مجرہ کی تعریف  
دشال (۴) مرشد کی تعریف دشال ذکر کیجیے۔ (۵) موشح کیا ہے اور اکثر اہل بلاغت نے اس کا  
اعتبار کیوں نہیں کیا ہے؟ (۶) بحریہ درستی شعراً اعتبار کب ہوتا ہے؟ (۷) ان اقسام میں اعلیٰ  
کون ہے اور کیوں؟ (۸) اشنا ذیل میں اقسام گزشتہ کی نشان دہی کیجیے۔

۸۔ خلق فلان ارق من انفاس الصبا اذا غازلت از هارالری  
(جمیع) (اصنکھیا کرنا) (پول) (پیندے)

۹۔ يُؤْدُونَ الْحَيَاةَ مِنْ بَعْدِهِ      الْقَمَرُ مِنَ الْإِيَّانِ بَادِ  
(رمل) (ظاہر ہوتا ہے)

﴿ رَأَى الْمَنَّا يَا أَنْ رَأَتْ بِكَ شَيْبَةً جَعَلْتَكَ مُرْجِي نَبَاهَا الْمُتَوَاتِرُ  
﴾ (رسوت) (سفير بال) (نشاء)  
﴿ فَانِيهَلَكَ فَكُلْ عَمُودَ قَوْمٍ مِّنَ الدُّنْيَا إِلَى هَلَكَ يَصِيرُ  
﴾ (برهار)  
﴿ وَلِيلَةٌ مَرْضِتَ مِنْ كُلِّ نَاحِيَةٍ فَمَا يَفْتَنُ لَهَا بَحْرٌ وَلَا قَمَرٌ  
﴾ كَانَ فِلَانَ أَكْتَبَ النَّاسَ إِذَا شَرِبَ قَلِيلًا مِّنْ دَوْاتِهِ أَوْ غَسَّى  
فوق قرطاسه .

---

## مبحث دوم

# مجازِ مرسل

گذر پکا ہے کہ ”مجاز لغوی“ کی دو اقسام ہیں اول استعارہ، اور  
دوسری مجاز مرسل۔

### ۱۔ تعریفِ مجاز مرسل

مجاز مرسل دو مجاز لغوی ہے جس کے اندر معنی موضوع لئے وغیر موضوع لئے  
کے درمیان پایا جانے والا تعلق شاہد ہے ہو بلکہ اس کے علاوہ چون میں امور میں  
کسی ایک کا ہو۔

### ۲۔ مجاز مرسل کے علاقے

یہ بات پہلے بھی اور تعریف کے تحت بھی آپکی ہے کہ مجاز مرسل میں تعلق  
شاہد ہت کا نہیں ہوتا بلکہ دوسرا ہوتا ہے، دوسرا تعلق کو علمدار بلا غلط نے  
جو میں امور و وجود میں مصادر کیا ہے جو حسب ذیل ہیں:

(۱) سَبَبَيْتُ: یعنی موضوع لئے وغیر موضوع لئے کے لئے سبب ہونا جیسے  
عظمت یہ فلان عندي (فلان کے احسانات مجھ پر بہت ہیں) اس میں  
یہ سے احسان و انعام مراد ہے اس لئے کہ ما تھا احسان و انعام کا  
سبب ہوتا ہے۔

(۲) مُسَبَّبَيْتُ: یعنی موضوع لئے وغیر موضوع لئے کے لئے مسبب ہونا۔

یعنی غیر موضوع لہ بب اور موضوع لا سبب ہو، جیسے امطرت السماء  
نباتاً اس میں نباتاً سے بارش مرا دھے اس لئے کہ بارش نبات کا  
سبب بنیٰ ہے تو ”نبات“ سبب ہے۔

(۲) جزئیت : یعنی موضوع لہ کا غیر موضوع لہ کے لئے جزو ہونا،  
جیسے ارسلتُ العيون لتطلع علی احوال العدد۔ اس میں  
”عيون“ سے ”جاوس“ مرا دھیں، جبکہ ”عين“ (آنکھ) جاؤس  
کے جسم کا ایک جزو ہوتی ہے۔

(۳) گلیّت : معنی موضوع لہ کا غیر موضوع لہ کے لئے کل ہونا،  
جیسے یجعلون أصابعهم في اذا انهم ، اس آیت میں اصایع ”  
سے انگلیوں کے پورے مرا دھیں“ پوروا جزو ہوتا ہے انگلی کا۔  
(۴) اعتبار مکان : موضوع لہ کا غیر موضوع لہ کے سابق حال کے مطابق  
ہونا جیسے، وَأَنْتَ الْيَتَامَى إِمْوَالَهُمْ مِنْ “یتامی“ سے بے باپ  
کے کمن سچے مرا دھنیں ہیں جو اس کا موضوع لہ ہیں بلکہ وہ لوگ جو کہ  
قبل بلوغ اس وصف کے ساتھ موصوف تھے اور تمیم کھلاتے تھے، مگر  
اب بلوغ کے بعد وہ تمیم نہیں کھلاتے۔

(۵) اعتبار مایکون : موضوع لہ کا غیر موضوع لہ کے آئندہ حال  
کے مطابق ہونا جیسے، لَأَيَلِدُوا إِلَّا فَاجْرًا كفاراً (یہ کافر نہیں پیدا  
کریں گے مگر فاجر و کافر کو) معلوم ہے کہ کوئی سچے وقت ولادت کا فروض احسر  
نہیں ہوتا بلکہ بعد میں ان اوصاف کے ساتھ موصوف ہوتا ہے تو یہاں

متقبل کے حالات کو دنظر رکھتے ہر سے وقت ولادت سے ہی ان کو  
ان اوصاف کے ساتھ موصوف کر دیا گیا ہے۔

(۷) **مُحْلِّيَّةٌ** : موصوع لہ کا غیر موصوع لہ کے لئے محل ہونا کہ معنی غیر موصوع عل  
جو مراد ہوں اس کا "موصوع لہ" محل ہوا اور غیر موصوع لہ میں وہ پایا جائے  
ہو، جیسے قدر المجلس ذلك" کہیاں مجلس سے "اہل مجلس" مراد  
ہیں جن کے لئے مجلس محل ہوتی ہے۔

(۸) **حَالِيَّةٌ** : موصوع لہ کا غیر موصوع لہ کے لئے حال ہونا، معنی غیر  
موصوع لہ موصوع لہ کے لئے محل ہو،

جیسے: ان الابرار لفی نعیم میں "نعمیم" کرنیک لوگ "محل نعیم"  
میں، یعنی ایسی بگ بگ ہوں گے جہاں نعیم ہو گی، تیر کہ وہ خود نعیم میں ہی  
ہوں گے تو نعیم سے "محل نعیم" مراد ہے۔

**شَبَّيْهٌ** : محلیت و حالیت کو ہی "نظر فیت و ظرفیت" سے بھی  
تعبیر کر دیا کرتے ہیں۔

(۹) **مَلْزُومَيْتٌ** : موصوع لہ کا غیر موصوع لہ کے لئے ملزم ہونا، یعنی  
ملزم بول کر لازم مُراد ہینا۔

جیسے: الحال ناطقة بکذا میں نطق کو الحال کے معنی  
میں استعمال کرنا۔

(۱۰) **لَازْمَيْتٌ** : موصوع لہ کا غیر موصوع لہ کے لئے لازم ہونا۔  
جیسے شدہ از اہ کا استعارہ عورتوں سے دُور رہنے کے لئے کہ

- عورتوں سے علیحدہ رہنا استلزم ہے ستارا زار کو۔
- (۱۱) مطلق بول کر مقید مراد لینا۔
- جیسے "یوم" سے "یوم القيامۃ" مراد لینا۔
- (۱۲) مقید سے مطلق مراد لینا
- جیسے مشغیر (رادنٹ کے ہونٹ) سے مطلق ہونٹ کو مراد لینا۔
- (۱۳) خاص بول کر عام مراد لینا، یعنی موصوع لہ کا غیر موصوع لاسے فاءہ نہ
- جیسے زید سے مطلق انسان مراد لینا
- (۱۴) عام بول کر خاص مراد لینا، یعنی موصوع لہ کا غیر موصوع لاسے عام ہونا
- جیسے "انسان" سے "زید" کو مراد لینا۔
- (۱۵) موصوع ای مضاف الیہ کا غیر موصوع ای مضاف کی جگہ ذکر کرنا، یعنی مضافات کو حذف کر کے مضاف الیہ کو اس کی جگہ ذکر کرنا۔
- جیسے وسائل القریۃ کو محل میں وسائل اهل القریۃ ہے
- مضافات کو حذف کر کے مضاف الیہ کو اس کی جگہ ذکر کیا گیا ہے۔
- (۱۶) مضاف الیہ کا حذف، جیسے حینڑہ و پومنڈہ وغیرہ میں۔
- (۱۷) مجاورت: موصوع لہ کا غیر موصوع لہ سے متصل ہونا۔
- جیسے "میزاب" (ربنا) سے پانی مراد لینا، اس لئے کرپان کا میزاب سے اتصال ہوتا ہے۔
- (۱۸) الیت: موصوع لہ کا غیر موصوع لہ کے لئے آہ ہونا، یعنی کسی شے کے آکر کا نفس اس شے پر اطلاق۔

جیسے زبان جو کہ ذکر کا آلہ ہے اس سے ذکر کو مُراد لینا۔

(۱۹) بدلیت : موضوع ل، غیر موضوع ل کا باہم بدل ہونا۔

جیسے "زم" جو کہ حج کی غلطیوں کی مکافات کی ایک صورت ہے اس سے "دین" یعنی مقتول کے قتل کے مالی عوض کو مُراد لینا۔

(۲۰) معرفہ کا نکره کی جگہ استعمال جیسے "انی اخان الاسد" میں الاسد معرفہ غیر معین کے لئے مستعمل ہے۔

(۲۱) تضاد : موضوع ل، غیر موضوع ل کا ایک درستے کے لئے صند ہونا، جیسے بصیر (بینا) سے اعمی (نابینا) کو مُراد لینا۔

(۲۲) زیادت : یعنی عبارت میں کسی کلمہ کا اصل مراد سے زائد ہونا۔ جیسے لیس کمثلہ شیئی میں لفظ "ل" زائد ہے۔

(۲۳) حذف : کلام کے کسی جزو کو حذف کر دینا۔

(۲۴) نکره کا اثبات کے تحت واقع ہو کر عموم کا فائدہ دینا،

جیسے تمرا خیر من جرا دی

بعض حضرات نے ان علاقوں میں سے بعض کو بعض میں ضم و درغم کر کے ذکر کیا ہے تو کل ۱۲ علاقوے ذکر کئے ہیں بلکہ بعض نے پانچ اور چار کی تعداد بھی ذکر کی ہے۔

## سوالات

- (۱) مجاز مرسل کی تعریف کیجئے (۲) مجاز مرسل میں ملاتے کتنے ہو سکتے ہیں اور کیا کیا؟
- (۳) ان علاقوں کی تعداد انفصالی ہے یا اختلاف ہے، اگر اختلاف ہے تو کیا ہے؟
- (۴) امثلہ زیل میں علاقوں کی تعداد ہی کیجئے:-

لَيْلِبِسُ الْمُصْرِيبُونَ الْقَطْنُ الَّذِي شَنَجَ بِلَادِهِمْ رَدَارِقُ دَانَارًا  
 تَلَهُ أَيَادِ عَلَىٰ سَابِغَةَ أَعْدَّ مِنْهَا وَلَا أَعْدَّ هَا  
 (الحاقة) (ثُمَّ بُرْجَهُ) (شمارکنا)  
 لَمْ يَنْزِلْ لَكُمْ مِنَ السَّمَاءِ رِزْقًا وَلَا كَلْمَادُ عَوْنَهُمْ لَتَغْفِرُ لَهُمْ  
 جَعَلُوا أَصَابِعَهُمْ فِي أَذْانِهِمْ لَا فِي رِحْمَةِ اللَّهِ هُوَ فِيهَا خَالِدُونَ  
 وَجَعَلْنَا لَنَا نُومَكُمْ سَبَاتًا وَلَا وَجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا  
 (راحتِ کاسات)

---

وَإِنِّي إِذَا نَهَيْتُ إِلَيْهِمْ مِنْ زِينَتِهِنَّ الْأَمَاظِفُ مِنْهَا

## فصل سوم

### مجاز مرکب اور مجاز عقلی

(الف) مجاز مرکب

"مجاز لغوی" کی ایک قسم صورت مجاز مرکب بھی ہے اس لئے کہ مجاز جیسے مفردات میں ہوتا ہے، مرکبات میں بھی ہوتا ہے۔

یعنی جیسے مفرد میں معنی موضوع لے کر بجا سے غیر موضوع لے معنی کو مراد لیتے ہیں، ایسے ہی جلوں میں بھی ایسا ہوتا ہے کہ اصل معانی موضوع الہا کے بجا سے دوسرے معانی مراد لئے جاتے ہیں، اور جیسے مفرد میں ہر دو کے درمیان تعلق کا ہونا ضروری ہے خواہ مشاہد کا ہو یا کوئی دوسرا، ایسے ہی مرکب میں بھی دونوں قسم کے علاقے پائے جاتے ہیں اسی لئے ایسا جملہ دلام جس کے اصل معنی کے بجائے دوسرے معانی مراد ہوں، اس کی روایات میں ہیں :

(۱) مجاز مرکب (۲) استعارہ تمثیلیہ

#### ۱۔ مجاز مرکب

(الف) تعریف : مجاز مرکب وہ جملہ ہے کہ جس کے موضوع لے، معانی کے بجا سے غیر موضوع لے معانی مراد ہوں اس طور پر کہ دونوں کے درمیان مشاہد کا تعلق نہ ہو اور حقیقت کو مراد لینے سے باعث قرینة بھی موجود ہو۔

(ب) مثال : جملہ خبر یہ جبکہ انشائیہ کے معنی میں ہو مثلاً والوالدات پر رضعن اولاد ہن۔ یہ جملہ لفظاً خبر ہے مگر معنی انشائیہ ہے اسے کہ مفاد ای امر کے معنی میں ہے۔

### ۲. استعارہ تمثیلیہ

(الف) تعریف : وہ جملہ جس کے مدل معنی کے بجائے دوسرے معانی مراد ہوں دونوں معانی کے درمیان مشابہت کا تعلق ہونے کی وجہ سے۔

(ب) مثال ، کسی کام کے حق میں متعدد شخص سے کہنا، ارakk تقدّم رجل اوتھر اخri یہ جملہ شبیہ پرستی ہے۔

ضرب الامثال سب اسی قبیل سے ہیں۔

### (ب) مجاز عقلی

"ماجاز عقلی" سے تعلق مختصر تفصیل و توضیح ماجاز کی ابتدائی بحث میں "ماجاز لغوی" کے تذکرہ کے ساتھ گزر چکی ہے جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ :- "ماجاز لغوی" کا تعلق مندیاں مدنالیہ یا اس کے متعلقات سے ہوتا ہے۔ ا۔ تعریف : ماجاز عقلی وہ ماجاز ہے جس میں فعل یا معنی فعل کو غیر فاعل حقیقی کی طرف مسوب کیا جائے۔

۲۔ شرائط : ماجاز عقلی میں بھی دو امور کا پایا جانا ضروری ہے، ایک تعلق و مناسبت فاعل حقیقی و غیر حقیقی کے درمیان، دوسرے قرینة، اس لئے کہ "ماجاز عقلی" ماجاز مطلق کی ایک قسم ہے لور ماجاز مطلق کے لئے یہ دونوں امور ضروری ہیں۔

۳۔ مثال، هـ اشـابـ الصـغـيرـ وـ افـنـيـ الـكـبـيرـ  
(روى عاصم)

**مَرْأَةُ الْفَدَاةِ وَ حَكَرُ الْعَشِيِّ**  
(مبتدأ و شام کے آئندے جانے نے)

اس شعر میں "اشاب اور افني" دونوں کی نسبت، جن امور کی طرف ہے وہ فاعل غیر حقیقی ہیں، اس لئے کہ فاعل حقیقی تو اشد تعالیٰ ہے۔  
— صہوسر، مجاز عقلی کی اصولی رو سوتیں ہیں ।

۴۔ صہوسر، اذل یہ کہ فعل یا معنی فعل کی اسناد فاعل کے بجائے فعل کے سبب  
یا زمان یا مکان یا مصدر کی طرف کی جائے۔

جیسے رَبِّنِي الْأَمِيرُ الْمَدِينَةِ میں فعل کے سبب کی طرف اسناد ہے  
رَأَ تَجْرِيَ مِنْ تَجْهِيَّهَا الْإِنْهَارِ میں فعل کی نسبت مکان کی طرف ہے  
اس لئے کہ نہر کا پانی جاری ہوتا ہے خود نہر نہیں، جس کا مصادیق زمین  
کا گڑھا ہے جس میں پانی بہتا ہے۔ رَأَ إِنْهَارُ صَحَّامٍ اس میں معنی  
فعل کی زمان کی طرف نسبت ہے اس لئے کہ نہار تو روزے کا وقت  
ہے۔ رَأَ فَلَانُ جَدَّ جَدَّةٍ میں جدّ فعل کی نسبت مصدر جدّ کی  
طرف ہے۔

وَدَمْ يَرَ كَرَاسِمُ فَاعِلٍ كَمَعْنَى مِنْ اُوْرَاسِمُ مَفْعُولٍ کو اسم فاعل  
کے معنی میں استعمال کیا جائے جیسے راضیۃ بمعنی مرضیۃ اور  
جیسے "اَنَّهُ كَانَ وَعْدَهُ مَأْتِيَا" میں مأتیا اسم مفعول بمعنی  
"اتیا" رَأَنے والا ہے۔

## سوالات

- (۱) کیا جملوں میں بھی مجاز مرتا ہے؟ (۲) مجاز مرکب داستوارہ تمثیلیہ کا کیا مطلب ہے اور دونوں کے درمیان کی فرقہ ہے؟ (۳) مجاز عقلی کا قابل لفظ سے ہے یا اسناد سے؟ (۴) مجاز عقلی کی تعریف و شرائط کیا ہیں؟ (۵) مجاز عقلی کی صورتیں کتنی ہیں تفصیل کیجئے۔ (۶) اسلامی میں مجاز عقلی کی صورتوں کی نشانہ ہی کیجئے۔

مَنْ لَا يَعْصِمُ الْيَوْمَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ إِلَّا مَنْ رَحِمَ رَبُّ ذَهَبَنَا إِلَى حَدِيقَةِ غَنَّاءٍ  
 مَرَّ بِنَا إِسْمَاعِيلُ كَثِيرًا مِنَ الْمَدَارِسِ بَصَرٌ مَرَّ لَيْلَ الزَّاهِدِ قَائِمٌ  
 مَرَّ ازْدَحْمَتْ شَوَّارِعَ الْقَاهِرَةِ مَرَّ اَنَّهُ كَانَ وَعْدَهُ مَأْتِيَا  
 مَرَّ يَذْجَحُ اَبْنَاءَهُمْ مَرَّ يَنْزَعُ عَنْهُمَا الْبَاسِهْمَا  
 وَ حَفْرُ مُحَمَّدٍ عَلَى باشَا التَّرْعَةِ الْمَحْمُودِيَّةِ  
 مَرَّ اَنْخَافَاتِ مَنْ رَبَّنَا يَوْمًا عَبُوسًا

---

## فصل چہارم کنایہ

۱۔ تعریف، کسی لفظ سے معنی موصوع لئے کے بجائے معنی کا کوئی لازم مرا دینا اس احتمال کے ساتھ کہ شاید معنی موصوع لئے ہی مرا د ہوں۔

۲۔ مثال : "طول النجاد" سے طولی القامت مراد لینا، اس لئے کہ نجاد کے معنی ہیں تلوار کی نیام اور تلوار کی نیام وہی لمبی رکھنے گا جو خود لمبا ہو۔ تو "طول قاست" "طول نجاد" کے لئے لازم ہے۔

۳۔ عنوان معنی مراد در کنایہ : کنایہ کے ذریعہ لفظ کے جو معنی مراد لئے جاتے ہیں اصل معنی سے ہٹ کر، اس کو "مکنی عنہ" کہتے ہیں۔

۴۔ اقسام : کنایہ کی مکنی عنہ "یعنی اس سے مراد مخصوص معنی کے عبدال تے میں اقسام ہیں : (الف) مکنی عنہ صفت ہو، (ب) مکنی عنہ موصوف ہو (ج) مکنی عنہ نسبت ہو۔

(الف) مکنی عنہ کا صفت ہونا، جیسے

**طول النجاد، رفع العمام، کثیر الرماد، اذا ما استا**

ر مراد مرح تلوار کی لمبی نیام والا، او پنجے خیروں والا اور بڑی را کہ والا ہوتا ہو جبکہ سڑی کا سوکم (ہوا)

اس شعر میں طول النجاد، رفع العمام، کثیر الرماد، تینوں کنایات ہیں

تین اوصاف سے۔ اول بہادری سے اس لئے کہ لمبی تلوار رکھنے والا

خود بھی لمبا ہوتا ہے اور البا آدمی علاوہ بہادر ہوتا ہے۔ دوم سرداری سے

اس لئے کہ او پچھے نہیں سرداروں کے ہوتے ہیں کہ ان کے یہاں جلبیں لگتی ہیں اور آمد و رفت کی کثرت ہوتی ہے۔ سوم سخاوت و ضیافت سے اس لئے کہ راکھ کی کثرت ان اوصاف کا لازم ہے، سخنی و ہمان نواز کے یہاں آگ بکثرت جلتی ہے تو راکھ بھی خوب ہو گی۔

(ب) مکنی عنہ کا موصوف ہونا، جیسے ہے

**الضاربين بكل أبيض لحدن** والطاعنين بجامع الأضفان

روہ خوب ارنے والے ہیں ہر چیز ار خوب کائے والی تواریخ اور نہ والے ہیں بغض و عداوت کے جمع رہنے کی بھروسی دلوں میں ۱

اس میں "جامع الأضفان" کنایہ ہے "تاوب" سے اس لئے کہل ہی ان اوصاف کا موصوف بناتے ہیں۔

(ج) مکنی عنہ کا نسبت ہونا، جیسے کہا جاتا ہے **المجدلين ثوابيه** اور **الحکم تحت ردائه**، پہلا جملہ مددوح کی طرف مدد کی نسبت کے اور دوسرا کرم کی نسبت سے کنایہ ہے، اس لئے کہ کسی پیڑ کا کسی کے دو کپڑوں کے دریان یا پنجھے ہونا۔ اس کی دلیل ہے کہ وہ شے کپڑوں کے مالک کے پاس اور اس کی ملکیت میں ہے۔

۵. اقتام باعتبار تو سلطبراۓ مکنی عنہ

کنایہ میں ایک تقیم اور جماری ہوتی ہے جس کی بنا اس پر ہے کہ کنایہ میں جو معنی مراد ہوتے ہیں یعنی مکنی عنہ وہ اصل معنی کا لازم ہوتا ہے اور لازم کا اپنے مذدم کے لئے جو لازم ہوتا ہے وہ کبھی براہ راست ہوتا ہے

اوکھی بالواسطہ اور بالواسطہ ہونے میں واسطے کم بھی ہوتے ہیں اور زیادہ بھی نہیں کہ ان واسطوں کے مختلف حالات ہوتے ہیں، ان واسطوں کے پیش نظر کنایہ کی تین اقسام کی جاتی ہیں: —

رالف (الف) تلوٹک (ب) رمز (ج) اشارة

(الف) تلوٹک

- ۱۔ تعریف: لازم و ملزم کے درمیان متعدد واسطوں کا ہونا
- ۲۔ مثال: "فلان کثیر الرماد" کہ کسی مراد بیان کرنے والیا جائے۔ اس مثال میں "کثیر الرماد" کے چل معنی اور اس کے لازم کرم و سخاوت کے درمیان کئی واسطے نکلتے ہیں جس کی تفصیل یوں ہے کہ راہکہ کی کثرت اگ کی کثرت کو مستلزم ہے اور اگ کی کثرت زیادہ پکانے کو مستلزم ہے اور وہ مہماں کی کثرت کو اور مہماں کی کثرت سخاوت کو مستلزم ہے۔

(ب) رمز

- ۱۔ تعریف: لازم و ملزم کے درمیان واسطوں کا نہ ہونا، یا قلیل و مخفی واسطوں کا ہونا۔

- ۲۔ امثلہ: (الف) واسطے نہ ہونے کی شال جیسے فلان عریف القناء بیوقوف مراد لینے کی صورت میں، کہ اس کے لغوی معنی اور کہی عنہ کے درمیان کوئی واسطہ نہیں پایا دیانا جائے، اس لئے کہ گردن کی چوراٹی جائے کو مستلزم ای جاتی ہے۔

(ب) قلیل و مخفی واسطوں کی شال جیسے فلان عریض الوسادة

حافت مار دینا، اس لئے کہ تکریب کی چورائی گردن کی چورائی کو متلزم ہے اور وہ حافت کو اس میں ایک واسطہ ہے اور وہ بھی زیادہ واضح نہیں ہے

(ج) اشارہ

۱. تعریف: واسطوں کا کم مگر واضح ہونا

۲. مثال: او مار ایت المجد القی رحلہ فی ال طلحہ ثم لم یتحول اس میں ایک واسطہ ہے جو کہ واضح ہے، اس لئے کہ مجد و عزت کا اُل طلحہ کے درمیان اپنی سواری کو ڈال دینا اور زملا کنایہ ہے مجد کے ان کے مقام پر پائے جانے سے جو کہ متلزم ہے، مجد کی انکی طرف نسبت کو۔

(د) تعریض

یہ بھی کنایہ کی ایک معروف قسم ہے۔

۱. تعریف: مخاطب کی فہم پر اعتماد کر کے کسی لفظ سے معنی حقیقی کے سجائے اس کے کسی لازم کو مراد دینا۔

۲. مثال: ایسا آدمی جو لوگوں کو نقصان پہونچایا کرتا ہو، اس سے کہنا خیر للناس من یتفع الناس۔ اس کا ظاہری مفہوم تو یہ ہے کہ جو انسان دوسروں کو نفع پہونچائے وہ بہتر ہے، مگر مراد یہاں لازم ہے کہ تم چونکہ دوسروں کو نقصان پہونچاتے ہو، اس لئے اپنے آدمی نہیں ہو۔

## ۹۔ هجاء و کنایہ کا درجہ

علماء بلاغت کا اتفاق ہے کہ هجاء ب مقابلہ حقیقت کے اور کنایہ ب مقابلہ صریح کے ابلغ ہے، کہ ان دونوں سے کلام میں قوت پیدا ہوتی ہے۔ اگرچہ اصل کلام میں حقیقت و صریح ہے۔

کنایہ کے لئے قرینہ ہے: چونکہ کنایہ کے تحت بھی لفظ کے صل معنی مراد نہیں ہوتے اور غیر موصوع لہ کو مراد لینا بغیر کسی دلائی و باعث کے درست نہیں ہے اس لئے هجاء کی طرح کنایہ کے لئے بھی قرینہ کی ضرورت ہوتی ہے البتہ هجاء کا کنایہ یہ تعین کرتا ہے کہ حقیقت مراد ہی نہیں ہے اور کنایہ کا قرینہ مکنی عنہ کو تعین ضرور کرتا ہے مگر اس کے باوجود اصل معنی کو مراد لینے کی گنجائش رہتی ہے۔

## سوالات

(۱) کنایہ کیا ہے؟ تعریف و شال سے واضح کیجئے۔ (۲) مکنی عنہ کس کو کہتے ہیں؟ (۳) مکنی عنہ کے اعتبار کی کیا کتنی صورتیں ہوتی ہیں، ان اقسام کی سچ اشد و منامت کیجئے۔ (۴) واسطوں کے اعتبار سے کہاں کی کتنی اقسام ہیں اور کیا کیا؟ (۵) تعریف کیا ہے؟ (۶) رمز کس کو کہتے ہیں؟ (۷) اشارہ کیا کیجئے؟ (۸) تعریف کس کو کہتے ہیں؟ (۹) حقیقت و هجاء میں اور صریح و کنایہ میں کون ابلغ ہے؟ (۱۰) اشد و منامت میں کیا کیا کیا نامہ ہی کیجئے۔

مَدْ فَسَّا هَمْ وَ سَطْهَمْ حَوِيد  
(ثَامَ آٰءِ)

كَمْ نَفِي كَفْ، مَنْهَمْ قَنَاه  
وَمَنْ فِي كَفْ، مَنْهَمْ حَضَاب  
(بَيْزَوْ)

مَذَقَى فَلَانَ عَصَابَه مَذَى يَشَارَ إِلَيْهِ بِالْمَهَنَانِ رَأَيَّلَه  
نَوْ فَاصِحَّ يَقْلَبَ كَفِيهَ عَلَى مَا لَفَنَ فِيهَا وَهِيَ خَاوِيَةَ

بَابُ ۚ دُوْمٌ

عِلْمٌ مَعْنَىٰ

۱۔ تعریف علم معانی : ان اصول و قواعد کا جانا جن کے ذریعہ عربی زبان کے ان احوال سے واقفیت حاصل ہو جن کی بنیاد پر کلام کو مقتضائے حال کے مطابق بنایا جاتا ہے۔

۲۔ مثال : ارشاد باری ہے : انا لاندری اشڑُ اریدِ بھو، فی الارض ام اراد بعد ریھم درشدًا ، اس آیت میں دو جملے ہیں۔ پہلا جمل "اشڑُ اریدِ بھو فی الارض" اور دوسرا ام اراد بھم دریھم درشدًا ہے، صورۃ دنوں مختلف ہیں اس لئے کہ پہلے میں فعل مجہول لایا گیا ہے اور دوسرا میں فعل معروف ہے۔ اس اختلاف کا باعث یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات خیر و شر دنوں کی خالق ہے اس لئے دنوں کی نسبت اس کی طرف صحیح ہے لیکن شر کی خصوصیت کی وجہ سے شر کو پیدا کرنے کی نسبت اس کی طرف پسندیدہ نہیں ہے لہذا چونکہ پہلے جملے میں "شر" کا ذکر ہے اس لئے فعل معروف لا کر اللہ تعالیٰ کی طرف اس کی نسبت کی گئی ہے۔

۳۔ مباحثہ علم معانی، تعریف میں "احوال" کا ذکر آیا ہے اور احوال چونکہ مختلف ہوتے ہیں اس لئے ان کے تقاضے و مقتضیات بھی مختلف ہوتے ہیں اور "علم معانی" میں انھیں "احوال" کی رعایت ہوتی ہے اور ان کے مقتضیات کو اپنایا جاتا ہے اس لئے انھیں احوال کی نسبت سے اس علم کے مباحثہ ضبط کئے جاتے ہیں، اصلی طور پر ذکورہ ذیل مباحثہ

اس کے تحت آتے ہیں:-

خبر و اشار - قصر - فصل و مصل - تقدیم ذاتیز - ذکر و حزن  
ایجاز و اهناک اور مسادات۔  
ان مباحث کو پھر فصلوں میں ذکر کیا گیا ہے۔

## سوالات

(۱) علم معانی کی تعریف کیجئے (۲) مثال سے وضاحت کیجئے (۳) علم معانی میں کن امور سے بحث ہوتی ہے (۴) مثال ذیل میں اخلاق اسلوب و جمل کی توجیہ کیجئے  
مَرْءُ مَا أَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمَنِ اللَّهُ رَمَأَ أَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَنَفَّثَ

# فصل اول

## خبر و انشاء

۱۔ تمهیں دید: ہر جملہ کلام خواہ اس کی کوئی بھی شکل و صورت ہو، اپنے مفہوم کے اعتبار سے اس کی دو اقسام ہیں:

(الف) خبر (ب) انشاء

### خبر

۱۔ تعریف: خبر وہ کلام ہے جس کے قائل کو سچا یا جھوٹا کہا جاسکے۔  
 ۲۔ توضیح، جب کوئی کلام ایسا ہوتا ہے کہ اس کے اندر زمانہ ماضی یا آئندہ میں کسی کام کے ہونے یا نہ ہونے کا بطور واقعہ بیان ہو تو اس میں یہ احتمال ہوتا ہے کہ وہ سچا بھی ہو سکتا ہے جھوٹا بھی، اس کے سچے یا جھوٹے ہونے کا مدار اس پر ہوتا ہے کہ وہ واقعہ حقیقت کے عین مطابق ہے یا نہیں اگر وہ واقع کے عین مطابق ہو تو "سچا" کہلاتا ہے اور اگر مطابق نہ ہو تو جھوٹا کہلاتا ہے، اسی کو صدق و کذب اور صادق و کاذب سے تعبیر کیا کرتے ہیں۔

- ۲۔ صدق : کلام کا واقع کے مطابق ہونا۔  
ایسے کلام کے قائل کو "صدق" کہتے ہیں۔
- ۳۔ کذب : کلام کا واقع کے مطابق نہ ہونا۔  
ایسے کلام کے قائل کو "کاذب" کہتے ہیں۔
- ۴۔ امثالہ : زید فائم (زید کھڑا ہے) ، زید ذہب (زیرگا)  
زید ذہب رزید ہائے گا) ان جملوں میں زید کے متعلق جواباتیں کہی گئی  
ہیں اگر کہ واقع کے مطابق ہوں کہ زید واقعہ کھڑا ہو، یا گیا ہو، یا اس کا جانا ہو  
تو یہ کلام و متكلم "صدق" کہلاتیں گے، اور ان میں سے جو جملہ واقع کے مطابق  
نہیں ہو گا وہ اور اس کا متكلم "کاذب" کہلاتیں گے۔
- ۵۔ اركان : خبر کے بنیادی اجزاء اور کان دو ہیں۔

(الف) محكوم علیہ (ب) محكوم بہ

(الف) محكوم علیہ

(۱) تعریف : وہ ذات و شے جس کی طرف خبر میں مذکور حکم و صفت کی  
نسبت کی جائے۔

(۲) دیگر تعبیرات : اسی کو "ذی الیہ" اور "خبر عنہ" بھی کہا کرتے ہیں۔

(۳) امثالہ : مبداء، فاعل، نائب فاعل، نیز نواسخ یعنی افعال ثانیہ  
و حروف مشہرہ وغیرہ کے ابصار

(ب) محكوم بہ

(۴) تعریف : وہ صفت حکم جس کی حکوم علیہ کی طرف نسبت کی جائے۔

(۲) دیگر تعبیرات، اسی کو "مند" اور کبھی خبر پڑھی کہدا کرتے ہیں۔  
 (۳) امثلہ: فعل، شبہ فعل، خبر، نواسع کی خبر اندھہ مبتدا جو اپنے بعد  
 ایک اسم ظاہر کو رفع دیا کرتا ہے۔

### (ج) اركان سے زائد کلمات

خبر کے اندر پائے جانے والے وہ کلمات جو کہ حکوم علیہ یا حکوم نہیں  
 ہوتے وہ سب "قید" شمار ہوتے ہیں، بشرطیکہ وہ دونوں اركان میں سے  
 کسی کامضات الیہ یا اصل نہ ہوں ورنہ وہ اركان ہی کے حکم میں ہوتے ہیں۔  
 قید کے طور پر حسب ذیل امور آتے ہیں:-

الفااظ شرط۔ الفاظ نفی۔ مفعول کی تمام اقسام۔ حال۔ تمیز  
 توانع۔ نواسع۔

## سوالات

- (۱) کلام کی کتنی اقسام ہیں اور کیا کیا؟ (۲) خبر کی تعریف کیجئے (۳) صدق و کذب کا کیا مطلب ہے  
 مثال سے بھایجئے (۴) خبر کے اركان کتنے ہوتے ہیں اور کیا کیا؟ (۵) مند الیہ کی تعریف کیجئے اور  
 بتائیے کہ اس کو اور کیا کیا کہتے ہیں۔ (۶) مند کی تعریف کیجئے اور بتائیے کہ حکوم ہے و خبر یہ کس کو کہتے ہیں  
 (۷) حکوم علیہ اور حکوم ہے کیا کیا امور ہر سکتے ہیں۔ (۸) امثلہ ذیل میں صدق و کذب کی نشانی کیجئے  
 مگر ایک قائل قتل کے بعد کہتا ہے "میں۔ مُقتل نہیں کیا" یا کہتا ہے کہ "میں نے ہی قتل کیا ہے"  
 تو اس کا یہ کلام خبر کہلاتے گا یا نہیں، اور کون سا جلد صادق ہو گا اور کون سا کاذب ہے

## اقامِ خبر

خبر میں دو تقسیمات جاری ہوتی ہیں : (۱) باعتبار جزر اول  
 (۲) باعتبار حال نما طب  
**ا۔ تقسیم اول باعتبار جزر اول**

خبر کی اس کے جزر اول کے اعتبار سے دو اقسام ہیں : —

(الف) جملہ اسمیہ (ب) جملہ فعلیہ

(الف) جملہ اسمیہ

۱۔ تعریف : جملہ اسمیہ وہ کلام خبری ہے جس کا جزر اول اسم ہو۔  
 ۲۔ امثلہ : زید قائم۔ زید قافر، دونوں جملے اسمیہ ہیں  
 اس لئے کہ دونوں کا پہلا جزو اسم ہے۔

۳۔ فوائد : جملہ اسمیہ سے زد فوائد حاصل ہوتے ہیں : —

فائدہ اولیٰ تیری ہے کہ اس سے منداہی کے لئے مند کے ثبوت کا  
 علم ہوتا ہے، یہ اس کا عام فائدہ ہے جیسے اور دونوں جملوں میں  
 زید منداہی کے لئے، قایام (کھڑے ہونے) کے ثبوت کا عالم  
 ہو رہا ہے۔

فائدة ثانیہ : منداہی کے لئے مند کا استمرار دروازہ کے ساتھ

ثبت ای خصوصی فائدہ ہے جو ہر موقع پر نہیں حاصل ہوتا بلکہ کہیں کہیں اور قرآن کی بنیاد پر، قرینہ یہ ہوتا ہے کہ خبر " فعل " نہ ہو بلکہ " مشہ فعل " یعنی صفت کا کوئی صبغہ ہو جیسے گذشتہ دفعوں مثالوں میں پہلی شان زیدہ قائم میں چونکہ خبر قائم اُنہم ہے، اس لئے اس سے زید کے محض قیام کا ہی علم نہیں ہوتا ہے بلکہ قیام کے روام دامتراز کا بھی، مقابلہ " زیدہ قائم " کے اس سے کسی خاص موقع کی نسبت سے اس کے کھڑے ہونے کا علم ہوتا ہے۔

(ب) جملہ فعلیہ

۱۔ تعریف: وہ کلام خبری ہے جس کا پہلا جزو فعل ہو۔

۲۔ مثال: قام زیدہ

۳۔ فوائد: کسی خصوص زمانہ میں (خواہ وہ اپنی ہو یا حال و مستقبل) مسئلہ کے لئے مسئلہ کا حدوث وجود۔ جیسے مثال مذکور میں " قام " زمان گذشتہ میں " زیدہ " کے لئے " قیام " کے حدوث (پیش آنے) کو بتا رہا ہے۔

خصوصی فائدہ: استمرار تجدیدی، کا ہوتا ہے کہ فعل کسی چیز کے برابر بار بار پائے جاتے رہنے کو بتا آتا ہے۔ فائدہ کبھی کبھی قرآن کی بنیاد پر حاصل ہوتا ہے، اور قرینہ " فعل مفارع " ہوتا ہے۔

جیسے " یا تی المینا زید " میں یا تی " زید کے لئے صفت " ایمان " (آنے) کے حدوث کو نہیں بتا رہا ہے بلکہ وہ استمرار تجدیدی " پر "

دلالت کر رہا ہے اس لئے کہ یہاں اس کا غنوم و مغاہی ہے اور زیر ہمارے پاس برابر آتا ہوتا ہے "یعنی زید کی طرف سے انتہائی کے پانچ پانچ جاتے رہنے کو بتا رہا ہے۔

## ۲- تقسیم دو مباحثہ حال مخاطب

مخاطب کے احوال کے اعتبار سے خبر کی تین اقسام ہوتی ہیں، اس لئے کبھی مخاطب ایسا ہوتا ہے کہ اس کو خبر پہ کے متعلق کوئی علم نہیں ہوتا اور وہ کے ذہن میں ہوتا ہی نہیں، اور کبھی اس کو اس کی بابت شک و تردید یا انکار ہوتا ہے اس لئے تین اقسام غبیٰ ہیں : (الف) ابتدائی (ب) طلبی، اور (ج) انکاری۔

### (الف) خبر ابتدائی

- ۱- تعریف : وہ خبر کہ جس میں ذکور "خبر پڑھ کا مخاطب کو بالکل علم نہ ہو
- ۲- حکم : اس صورت میں خبر کے ذکر کے لئے کسی طرح کے کلمات تاکید کے لانے کی ضرورت نہیں ہوتی اور یہ خبر ان سے غالی ہوتی ہے
- ۳- مثال : ایک شخص کو اس کے والد کے آنے کی خبر نہ ہو تو اس سے کہنا کہ "تمہارے والد آئے ہیں، جاءہ ابوک۔"

### (ب) خبر طلبی

- ۱- تعریف : وہ خبر جس کے "خبر پڑھ کے ثبوت و وقوع کی بابت مخاطب کو مشہر ہو، اور وہ تحقیق و یقین چاہتا ہو۔"

۲. حکم : ایسی خبر میں تاکیدی کلمات و قیود کا اضافہ بہتر ہے اور محض ایک ایسا لکھ کافی ہوتا ہے۔

۳. مثال : وہ مخاطب جس کو اپنے والد کی آمد کی خبر میں تردید ہوا اور وہ یقین واطہ میان پھاہتا ہوا، اس سے کہا قد جاء ابوک رجع صحابہ  
والداتے ہیں) یا "ان اباک جاء" کہ ان شالوں میں "قد" اور "ان"  
کے ذریعہ مخاطب کے تردید کو دُور کیا گیا ہے، اور اس موقع پر اگر ان  
کلمات کو نہ لایا جائے تو بھی گنجائش ہے۔

### (ج) خبر انکاری

۱. تعریف : وہ خبر جس کے عنبر پر کے ثبوت کا مخاطب انکار کرتا ہے۔

۲. حکم : اس صورت میں خبر کی تاکید یعنی اس کے ساتھ کلمات تاکید کا لانا ضروری ہے، اور جس درجہ کا انکار ہوا میں کے مطابق کلمات تاکید  
لائے جائیں گے، اسی لئے کبھی ایک مؤکدہ (تاکید کرنے والا لکھ) لایا  
جائما ہے اور کبھی دو یا دو سے زائد بھی۔

۳. امثلہ : وہ مخاطب جسے زیر کی آمد سے انکار ہوا اس سے کہنا:

إِنَّ زِيَّدًا قَادِمٌ إِنَّ زِيَّدًا الْقَادِمُ اللَّهُ أَعْلَمُ

پہلی مثال میں ایک دوسری میں دو اور تیسرا میں تین کلمات تاکید  
کے لئے لائے گئے ہیں، تیسرا میں قسم بھی تاکید کے لئے ہے۔

۴. کلمات تاکید : تاکید کی اصولی دو صورتیں ہیں، اول توجیہ کر

۱۰۶

جس کلمہ کی تاکید مقصود ہوا سی کو مکرراً لایا جائے، جیسے جاء زیدِ ریدُ اور جاء زیدُ۔

ڈوم پر کروہ مخصوص کلمات جو کسی انداز میں اس مفہوم کو داکرتے ہیں حسب موقع ان کا استعمال کیا جائے۔

جیسے: اُنَّ، اُنَّ، لام ابتداء، نون ثقلیہ و نون خفیہ، حروف زائد، قد حروف تنیہ، حروف قسم، آما مشطیہ۔

## سوالات

- (۱) خبر کی تقسیم اول کی بنیاد و اقسام بتائیے۔ (۲) جملہ اسی کس کو کہتے ہیں اور اس کے فوائد کیا ہیں؟ (۳) جملہ فعلیہ کے فوائد کر کیجئے اور تعریف بھی کیجئے۔ (۴) درام و استرام۔ اور استرام بندگی کا کیا مطلب ہے؟ (۵) عمال کے احوال کے اعتبار سے خبر کی کتنی اقسام ہیں اور کیا کیا؟ (۶) کلمات تاکید کس میں لانے کی ضرورت نہیں ہے، کس میں بہتر ہے اور کس میں ضروری ہے؟
-

## اغراضِ خبر سر

یوں تو خبر کے ساتھ مختلف اغراض دانستہ ہوتی ہیں، لیکن ڈو یعنی  
پائی جاتی ہیں۔

(الف) جو حکم جملہ میں بیان کیا گیا ہے مخاطب کو اس کے علم کا فائدہ پہونچانا یعنی  
مخاطب جو کہ اس سے ناداقف ہے اس کو اس سے واقف کرنا۔

ایسے حکم کو "فائدة الخبر" کہتے ہیں اور یہ غرض ان تمام خبری  
جملوں میں ہوتی ہے جن کے ذریعہ مخاطب کو کسی نہ عالم امر کی خبر  
دی جاتی ہے۔

(ب) مخاطب کو یہ فائدہ پہونچانا اور بتانا کہ متکلم اس خبر کے مضمون سے واقف  
ہے اس کو "لازم الفائدہ" کہتے ہیں، ایسا دلیل ہوتا ہے جہاں  
متکلم مخاطب کے سامنے کسی چیز کا ذکر کر رہے جو مخاطب کے علم میں ہو  
اور کسی وجہ سے مخاطب یہ سوچ سکتا ہو کہ متکلم کو اس کا علم نہ ہو سکا یا  
نہیں ہے، جیسے لقدر نہضت من نومك الیوم مُبکراً راجع تو  
آپ نہیں سے بہت سوچ سے اٹھ گئے ہیں) اس جملہ میں جو مضمون ہے، متکلم کا  
مقصود یہ نہیں ہے کہ مخاطب کو اس سے واقف کرایا جائے بلکہ اس  
کا مقصد یہ بتانا ہے کہ متکلم مخاطب کے اس حال سے واقف ہے۔

۱۰۹

ان عمومی اغراض کے علاوہ مزید بعض اغراض ہوتی ہیں جنہیں  
کلام کے سیاق و سیاق سے سمجھا جانا ہے۔

۱- استرحام : مخاطب سے رحم کا سوال کرنا، جیسے حضرت موسیٰ کافر مان  
رب ان لہا انزلت الی من خیر فقیر را سیرے پر دو دگار بونت  
بھی آپ بچکوں کی تھیں میں اس کا حاجت نہ ہوں) یہ صورۃُ خبر ہے جس کے ذریعہ  
حضرت موسیٰؑ نے حق تعالیٰ سے اپنے لئے رحم و عنایت کا سوال کیا ہے  
۲- تحسر : یعنی کسی امر پر حضرت کا اظہار اجسیے حضرت مُریمؓ کی والدہ کا ارشاد ہے:  
رَبِّ انِي وَضَعْنَاهَا أَنْتَنِي (اسے سیرے پر دو دگار میں نے تودہ جل (ڈلکھنی) کر اس  
خبر میں اظہار حضرت مقصود ہے۔

۳- اظہار ضعف : جیسے حضرت زکریا کا ارشاد: — رَبِّ إِنِّي  
وَهَنَتِ الْعَظُمُ مِنِّي (اسے سیرے پر دو دگار میری ہڑیاں کر دو ہو گئیں)۔  
۴- اظہار خخر : جیسے ہے

اذا بَلَغَ الْفَطَامَ لِنَا صَبَّىٰ تَخْرِلَةً الْجَبَابُرُسَاجَدِيَا  
(زور دھرنے پر) (گننا) رَبِّهِ مَنْهُ مَحْرَانَ ظَالِمَ وَجَابِرَ

۵- تحریف : کسی امر پر ابعازنا جیسے ہے  
لیں اخوا الحال جات من بات نائما  
(مزدوروں کی فکر کرنے والا دنیس ہے جو رات کو آرام کی نیس سرے)  
ولَكِنَّ اخْوَهُمَا مِنْ بَاتِ عَلَى وَحْلٍ  
(بلکہ مزدوروں کی فکر کرنے والا دہ ہے جو خوت کے ساتھ رات گزارے)

## خبر کی مفہومی سے مطابقت و عدم مطابقت

علم معانی کے تحت یہ بات آتی ہے کہ کلام مفہوماً سے حال کے مطابق ہو، اور کلام کو ایسا ہی ہونا چاہئے۔ خبر میں بھی بھی ہوتا ہے، اور خبر کی مطابقت و موافقت کی تین صورتیں نکلتی ہیں جن کو یچھے تعمیر باعتبار احوال مخاطب کے تحت ذکر کیا گیا ہے مگر کبھی موافقت ہمیں بھی ہوتی۔ موافقت نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ موقع و محل بظاہر جس اسلوب و قسم کا تفاضال کرتا ہو اسے چھوڑ کر دوسرا اسلوب و قسم کو استعمال کیا جائے۔ اس کی بھی تین صورتیں ہوتی ہیں اور ان کی بنیاد پر امور و قرائن ہوتے ہیں جو منکم کے پیش نظر ہوتے ہیں۔

(الف) خالی الذہن و ناواقف مخاطب کو تردید (تردد و شک والی) کے درجہ میں مان لینا۔ اس بنا پر کہ گزشتہ کلام میں خبر کی طرف اشارہ کرنے والی کوئی چیز گزر چکی ہے اور مخاطب کے حال سے یہ سمجھا جانا ہے کہ اس کے حق میں تردید ہے، جیسے ارشاد باری: — إِنَّ النَّفْسَ لَا تَأْتِي بِالشُّوءُدْ مخاطب کا ذہن اس حکم سے خالی تھا پھر بھی اس اسلوب میں یہ حکم بیان کیا گیا ہے اس لئے کہ اس سے پہلے کے جملے اس کی طرف اشارہ موجود ہے یعنی "وَمَا أَبْرُئُ نَفْسِي" لہذا مخاطب کو اس سوال کے درجہ میں مان کر جسے تردید ہوا، اس کے اس حکم کو صراحتہ دیا کر کیا گی۔

(ب) غیر منکر کو منکر کا درجہ دینا۔ یعنی مخاطب ایک امر کا منکر نہیں ہے

لیکن اس کے اندر بظاہر انکار کی علامات پائی جا رہی ہیں، اس لئے اسے منکران کر "خبر انکاری" کا استعمال کیا جائے، جیسے ارشاد باری :—  
 ثم انکم بعد ذلك لم يتون د تاکید کایا اسلوب و انداز انکار کے موقع پر ہی اختیار کیا جاتا ہے۔ اس موقع پر اس کے مخاطب کفار، اگرچہ اس قادر یعنی موت کے حقیقت منکر نہیں تھے مگر دنیا سے ان کا تعلق اس انداز کا تھا کہ جس سے انکار ظاہر ہو تو انہا تو ان کے لئے اس مضمون کو "اسلوب انکاری و خبر انکاری" کی صورت میں ذکر کیا گی۔

(ج) منکر کو غیر منکر کا درج سے دینا۔ یعنی ایک شخص کسی امر کا منکر ہے، مگر اسے غیر منکر قرار دیا جائے، اس لئے کہ اس کے سامنے اس امر سے متعلق ایسے شواہد و دلائل موجود ہوں کہ اس کے لئے اس امر سے انکار کی کوئی لگنجائش نہ ہو جیسے ارشاد باری :— "الْحُكْمُ لِهِ وَاحِدٍ" مضمون نہایت اہم اور خطاب اہل مشرق و مغارب سے جو کہ وحدانیت کے منکر اعظم تھے بلکہ اس انکار کے علمبردار تھے منکران کے لئے اسلوب "خبر ابتدائی" کا اختیار کیا گی، مخفف اس درجے کے عالم میں ہر چیز اطرف وحدانیت کے دلائل دشواہد بکھرے پڑے ہیں، اگر یہ لوگ ان پر غور و فکر کرتے تو کبھی مشرق و مغارب میں نہ پڑتے، اس لئے ان کے منکر ہونے کے باوجود غیر منکروں کے اسلوب میں ان سے بات کی گئی ہے کہ یہ توکلی ہوئی حقیقت ہے۔

## سوالات

- (۱) خبر کی عرض افراد کتنی برقی میں اور کیا کیا؟ (۲) فائۂ الخبر، اور لازم الفائدہ کے کتنے ہیں؟  
 (۳) خبر کی دیگر افراد کیا کیا ہوتی ہیں؟ (۴) خبر کے مقضیا نے حال کے مطابق ہونے نہ ہونے کا کتنی صورتیں ہیں (۵) عدم موافقت کی صورتوں کی کیا بنیاد ہوتی ہے، مثالوں سے بھائیتے۔  
 (۶) امثلہ ذریل میں افراد کا نشانہ ہی کیجئے۔ ——————

بِارْلَدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّدَ عَامَ الْفَيْلِ

مَرَاثٌ تَعْمَلُ فِي حَدِيقَتِكَ كُلَّ يَوْمٍ

مَذَدٌ وَمَكَارٌ فِي عَدَدِ الْخَوَمِ رَمَذَنِيٌّ مَاوِيُّ الْكَرَامِ وَمَنْزَلُ الْأَضِيَافِ

(۷) امثلہ ذریل میں عدم موافقت کی صورت اور نیار کا نشانہ ہی کیجئے:

بِإِيمَانِهِ الْأَنْوَارِ بِكُمْ إِنْ زَلَّةً السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ

مَرَّ جُوْسْكُوفْسْ وَالدِّينُ كَاطِبُخُ دُهْرَاسِ سَكَنَاهُ، إِنْ بَرَّ الْوَالَدِينَ لَوْجَبَ

مَرَّ ظَالِمٌ شَغَلَ سَكَنَاهُ، إِنَّ اللَّهَ لَطَبِيعٌ عَلَى أَفْعَالِ الْمَلَادِ

مَرَّ جَهْلٌ كَمَغْرِبَتِ كَهْنَاهُ، الْجَهْلُ ضَارٌ

## مسند الیہ کے احوال

(۱)

مسند مسند الیہ جو کہ "خبر" کے بنیادی اجزاء اور لیبیہ ہیں ان پر مختلف احوال طاری ہوتے ہیں، کبھی ان کا حذف مناسب ہوتا ہے اور کبھی ذکر کہیں معرف لانا، فوائد کا باعث ہوتا ہے اور کہیں نکر لانا، اگرچہ اس انداز کے اندر کے فوائد آگے کے صفحات میں آتے، ولی ہیں مگر اس موقع پر خاص طور سے "مسند مسند الیہ" کی نسبت سے ان کے فوائد کا ذکر مقصود ہے، اس لئے کہ مسند مسند الیہ خبر کے ارکان ہیں۔

## احوال مسند الیہ

### ۱۔ تعریف

(یعنی معرف لانا) چونکہ معرف کی سات اقسام ہیں اور مسند مسند الیہ ان اقسام میں سے کسی بھی قسم کے ہو سکتے ہیں، اور ان اقسام کے بعض فوائد اگرچہ مشترک بھی ہیں لیکن بعض جدگانہ ہیں اس لئے ہر ایک کے فوائد علیحدہ علیحدہ بیان کیجئے جاتے ہیں: —

(الف) ضمیر: سکلم، خطاب، غائب کے موقع پر اختصار سے کام لینا اکہ کلام میں اکثر و بیشتر ایک ہی لفظ مثلاً متكلم یا فاعل کے نام کو بار بار ذکر

کرنے کی ضرورت ہوتی ہے اور بار بار نام لینے کے کلام میں طول بھی پیدا ہوتا ہے اور اکتا ہٹ بھی، ضمیر میں اسی طول و اکتا ہٹ سے چانے کا کام کرنی ہیں، اور بعض مرتبہ تو ایسا بھی ہوتا ہے کہ چند حروف پر شتم ضمیر مدد کلمات بلکہ متعاد جملوں پر شتم کلام پر دلالت کرتی ہے۔

(ب) علم: آغاز گفتگو میں مخاطب کے ذہن کے اندر مسند الیہ کو مستحضر کرنا، مثلاً زید آیا، یعنی تعظیم ہیے رکب علی مثہ اہانت و تحقیر جیسے ہر ب عمدرو، یعنی تلذذ کسی کے ذکر سے لذت حاصل کرنا) جیسے محبوب کا نام لینا، وہ تبرک، برکت حاصل کرنے کے لیے کسی کلام لینا جیسے اللہ تعالیٰ کا نام لینا، مثلاً "ابوالہب" سے "جہنمی" اور "فرعون" سے "سرکش و جابر" مرا دلینا۔

(ج) اسم اشارہ: ملکی شے و شخص کو غیرے مقابلہ کرنا، جیسے کسی شے تقصور کی طرف اشارہ کرنا جبکہ وہ سامنے ہو اور اس کی جیسی دوسری چیزیں بھی اس پاس موجود ہوں۔ مثلاً مسند الیہ کے قرب یا دوری یا سافت کے وسط پر تنبیہ کرنا جیسے هذا زید، جبکہ زید قریب ہو ذالک زید، جبکہ زید کی دوری درمیانی ہو، ذلک زید، جبکہ زید کافی دور ہو مثلاً مخاطب کی گندز ہمنی سے تعریف کرنا جیسے کسی معروف و معلوم شخص کا نام لینے کے موقع پر اسم اشارہ کو لانا، گویا کہ مخاطب اس کو جانتا ہی نہیں، وہ ضمیر کی طرح تعظیم و تحقیر وغیرہ کا بھی نامدہ دیتا ہے، جیسے

ذلک الكتاب قرآن کریم کے لئے کہا گیا ہے، تعظیم کے لئے ہے اور  
کسی قریب شخص کے لئے ذلک اللعین کنا۔ لا انہمار تعجب، جیسے  
هذا الذي ترك اولاده م حائلاً (رسی) ہے جس نے عقول کو برداشت کر دیا ہے  
و من الیکی جانب مخاطب کی پوری توجہ بندول کرانا، جیسے فرزدق کا شعر  
حضرت زین العابدین کے متعلق ہے

هذا الذي تعرف البطحاء و نظائره

(رسزین بک) (پمال)

والبيت يعرفه والحيان والحدائق

وہ اسم اشارہ سے پہلے جو اوصاف مذکور ہوں ان کی وجہ سے بال بعد کے حکم کے  
اسحقان کا بیان جیسے: اولیاً علی هُدَیٰ مِنْ رَّبِّهِمْ وَأَوْلَادُكُ  
هم المفلعون کہ اس آیت میں اس اشارہ اولیاً کے ذریعہ پہلے جو  
اووصاف مذکور ہیں الذین یوم منون بالغیب سے لے کر وبالآخرة  
هم یوقنون تک ان کی وجہ سے بعد کے حکم کا استحقاق بیان کیا  
جاتا ہے یعنی ایسے اوصاف کے حال لوگوں کے لئے ہر ایت پر ہونا، اور  
کامیابی کا حاصل کرنا بیان کیا جاتا ہے۔

(د) ائمہ موصول: لا مخاطب کے زہن میں من الیکی استحضار جبکہ  
مخاطب من الیکی باہت اس حال کے علاوہ کسی دوسرے حال سے  
واقف نہ ہو جسے صدھ کے طور پر ذکر کیا جائے۔ لا نام لینے سے احتراز  
جبکہ کسی وجہ نام لینے کو برا سمجھا جائے۔ لا کسی چیز کے اثاث  
میں نایک و مبالغہ جیسے: دراودتہ الی ہو فی بیهاد اس آیت

میں جو موصول وصلہ لایا گیا ہے تو اس سے تقصد حضرت یوسف علیہ السلام کی برائت میں بالغہ ہے، <sup>و</sup> غیر مخاطب سے کسی امر کا اخبار اور اس میں دُو صورتیں ہوتی ہیں۔ کبھی تو مقلع شخص کا اخبار مقصود ہوتا ہے، جیسے: جاءَ الَّذِي كُنْتَ تَنْتَظِرُهُ میں، اور کبھی مقلعہ معاملہ یا شے کا اخبار مقصود ہوتا ہے جیسے: وَجَدْتَ مَا كُنْتَ أَطْلَبْهُ <sup>و</sup> تعظیم ہے اَنَّ الَّذِي سَمِّيَ السَّمَاءُ <sup>(بِنَزَرِكَ)</sup> لَا كُسْيَ بِنْزَرٍ كُو بُرُّ هَا پُرْ هَا کر بیان کرنا خواہ عنظرت کے لئے جیسے فَقَشَّهُمْ مِنَ الْيَمَّةِ مَا غَشَّيَهُمْ رُؤْسَهُمْ <sup>(رُؤْسَهُمْ)</sup> ایخارات کے طور پر جیسے من لَمْ يَهُدِ رَحْقِيقَةَ الْحَالِ قَالَ مَا قَالَ۔

وَلَعْلَىٰ پَرْتَبِيهِ، جیسے: اَنَّ الَّذِي تَرَاهُ صَدِيقُكَ عَدُوُّكَ۔

وَهُدْ بَخْرُکَ عَلَتْ بِيَانَ کرنا جیسے ان الذی فَعَلَ كَذَافَلَهُ كَذَا

(۸) مُعْرَفَ بِاللَّام: - رَأَى مَعْبُودٌ مُعِينٌ شَخْصٌ دَشَّةٌ کی طرف اشارہ۔ خواہ پُلے سے ذکر کی وجہ سے متین ہو یا علم کی وجہ سے ہو، جیسے: .. اذ يَبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ مِنْ "الشجرة" کا ذکر پُلے نہیں آیا، مگر مخاطب کو علم تھا، ایک صورت یہ ہے کہ بر موقع موجود ہونے کی وجہ سے ایسا کیا جائے جیسے "اليوم أكملتِ لِكَمْ دِينَكَ" میں "اليوم" سے خاص دن مراد ہے جو کہ بوقت کلام موجود ہے۔ یہ عہد اول و دوسری میں "عہد خارجی" اور آخری میں "عہد حضوری" ہے۔

وَ جَنْسٌ وَنَفْسٌ حَقْيَقَتُ کی طرف اشارہ جیسے: الْإِنْسَانُ حِيَوانٌ ناطقٌ اس میں "ال" جنسی ہے۔ مُكْلِيَّت کی طرف اشارہ جیسے اَنَّ الْإِنْسَانَ

لفی خسیر اس میں "ال" استفراط کا ہے اس لئے سارے انسانوں کو  
شال ہے۔ <sup>کبھی تین عجس کا فرد غیر متعین مراد ہوتا ہے، جیسے</sup>  
دلقد امر عمل اللیئم <sup>(کیتہ، رکھنا)</sup> کر اس میں اللیئم۔ عجس کا فرد غیر متعین  
مراد ہے۔ اس صورت میں "ال" عمدۃ عجس کا کہلاتا ہے۔

(و) اضافت : لام تعریف و تخصیص جیسے کتاب سیبوبیہ کتابِ رجال۔

"اخصار" جیسے ٹھہرای مع الرکب الیمانیین مصعد" <sup>(جاہا، بلند کر پڑھنا)</sup>  
(سبویہ سرا) (تافذ) (سبویہ پڑھنا)

اس میں ہوا کون هو الذی کی جگہ لایا گیا ہے۔ <sup>چند چیزوں کی آپس</sup>  
میں تقدیم رتا خیر سے پہنا، جیسے حضر امراء الجنad الگ الگ نام یکر  
ذکر کرنے کے بجائے "امراء الجناد" کی تعبیر اختیار کرنے میں یہ فائدہ ہوا  
کسب کی احوالاً حاضری کا ذکر ہرگیا۔ اس سے قطع نظر کر ساختہ ساختہ آئے  
یا آگے پیچھے۔ <sup>تعلیم مصنات کی جیسے کتابِ السلطان یا اصفان الیہ</sup>  
کی تقطیم جیسے "خادمی" کر تکلم نے اپنے خادم کا ذکر کر کے اپنے پاس  
خادم کے ہونے کو ثابت و ظاہر کیا ہے اور اس سے اپنی عزت جتنا و بتائی  
ہے۔ <sup>علیحدہ علیحدہ شمار کی زحمت سے بچنا، جیسے اجمع اهل الحق</sup>  
علی کذا کنا، بجائے ہر ہر ایک کا الگ الگ نام لینے کے بلا تحریر  
خواہ مصنات کی ہو جیسے ابن اللص <sup>(عور)</sup> یا اصفان الیہ کی جیسے اللص رفیق هذا  
(ز) منادی : لام تعریف جیسے یا رجل یا فتی وغیرہ، نیز دوسرے  
اغراض و فوائد جو "اثار" کے بیان میں آئیں گے۔

## سوالات

(۱۱) ضیر کے فوائد بیان کیجئے۔ (۱۲) علم کے فوائد کیا ہیں؟ (۱۳) لفظ "مزدود" سے ہگر کرش مراد ہیں تو کس فوائد کو متفضن ہوگا؟ (۱۴) اسم اشارہ کے کتنے فوائد ہیں اور کیا کیا؟ (۱۵) اسم موصول کے فوائد بتائیے۔ (۱۶) غیر مخاطب سے اختصار معاشر کی کتنی صورتیں ہیں؟ (۱۷) صرف بالا مکمل کے فوائد بتائیے۔ (۱۸) عدل کی کتنی اقسام ہیں اور کیا کیا؟ عہد حارجی اور عہد نہیں میں کیا فرق ہے؟ (۱۹) اضافات کے فوائد بتائیے۔ (۲۰) امثلہ ازیل میں فوائد کی نشاندہی کیجئے:-

وَعِيدُكَ مَرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّكَ الَّذِي بَيْدَهُ الْمُلْكُ

## مسند الیہ کے احوال

(۲)

### ۲۔ تنکیر

یعنی نکرہ لانا، مسند الیہ کے نکرہ ہونے کے بھی بہت سے فوائد ہیں، مثلاً رہ افراد یعنی کسی حکم کی نسبت میں مسند الیہ کی تہائی و اکیلہ پن کو بتانا،— جیسے جاءَ رَجُلٌ رَّا يَكَادْ آتَاهُ (رہ نعمت) یعنی کسی شے کی نوع و قسم کو بیان کرنا جیسے عَلَى ابْصَارِهِمْ غَثَارةً رَّا كَانَ كَانُوا پَرَّا يَكَادْ نَاءِمْ قَسْمَ كَادَ (رہ تعظیم) گذشتہ شال تعظیم کی بھی ہو سکتی ہے۔ رہ تحریر پہلی شال اس کی بھی ہو سکتی ہے۔ رہ تکشیر یعنی کثرت کو بتانا جیسے: لفلان مال ای مال کثیر بلا تقلیل، کسی چیز کی کمی کو بتانا جیسے: رضوان من الله اکبر (رہ تقدیر) رہنا بھی بہت بڑی چیز ہے) رہ عدم تعین، جیسے: هل هنارِ جل، رہ اختصار عالم جیسے قالِ رجل یا وجدت مشیعَ بِجَمِيعِ شَخْصٍ ذُكْرٍ بِرَايَتِهِ ذُكْرُ كَاظِمَاتِ كَسْيِ وَ جَسَرَ مَنْاسِبَ نَسْجِمَا جَاءَ رَه نفی کے بعد علوم جیسے مالک من الـ رہ تھارے لئے کوئی موجود نہیں، رہنا اثبات کے بعد علوم جیسے علمت کل نفس

### ۳۔ توابع

(الف) وصف: رہ تخصیص و تمیز، جیسے: حضر علی الحکاتب رہ تاکید، جیسے تلک عشرۃ کاملۃ، رہ درج و ذم، جیسے: رجل صالح

اور جل طالع۔ رسم کشف و بیان جبکہ صفت موصوف کے معنی و مصدقہ کی وضاحت کرے، جیسے الجسد الطویل العریف المعین۔ الجسم کے بعد کے تینوں الفاظ دراصل جسم کی حقیقت و مفہوم کو واضح کر دیتے ہیں اسکے کہ "جسم" ہرودہ شے کہلاتی ہے جو کہ طول، عرض، عمن رکھتی ہو۔

تنبیہ: انھیں مذکورہ فوائد کی بنابر صفت کے لئے مختلف اقسام و تعبیرات ذکر کی جاتی ہیں۔ اول کو "محضہ" دوم کو "مولا" سوم کو "ادھر وذاشہ" چارام کو کاشف اور مرضحہ و مبینہ بھی کہتے ہیں۔

(ب) تایید: ردا اثبات و توضیح جیسے جام زید زید رہا مجاز کے تو ہم کو دو دکرنا، جیسے ذہبت بینفسی (میں خود گیا) یعنی اپنے کسی متعلق کے جانے کو "ذہبت" سے تعبیر نہیں کیا گیا ہے۔ اسی وہم کو یہاں "بینفسی" سے دور کیا گیا ہے۔ مگر سوچ کے تو ہم کو دو دکرنا، مثال اول اس کی بھی بنیختی ہے۔ مگر عدم شمول کے تو ہم کو دو دکرنا، جیسے "جاو القوم کاهم" میں کلمہ "میں" کاہم سے یہ بتایا گیا ہے کہ آنے میں پوری قوم شریک ہے۔

(ج) عطف بیان: مل محفوظ توضیح جیسے اقسم بالله ابو حفص عمر رہا درج کے ساتھ توضیح جیسے جعل الله الكعبۃ البیت الحرام میں البیت الحرام سے دونوں فارمے حاصل ہو رہے ہیں، درج کا بھی اور توضیح کا بھی۔

(د) بدل: مل زیادتی تقریر و اثبات یعنی کسی حکم کے ثبوت کو اہتمام سے

بیان کرنا، جیسے جاءز میدا خواہ

(۸) عطف نسق : بہ اخصار کے ساتھ تفصیل جیسے جاءز میدا عمر  
کو اس میں زید و عمر دونوں کے آنے کو بیان کیا گیا ہے مگر قدم و تاخدا رمیعت  
وغیرہ کی تفصیل کے بغیر بہ غلطی کوتبا کر صحیح بات کی طرف لانا جیسے جاءز میدا عمر  
و لا بکری بہ کسی حکم کو ایک سے دوسرے کی طرف پھرنا جیسے جاءز میدا بل عمر  
کو پہلے زید کا آنابیان کیا گیا ہے پھر اس کی جگہ عمر و کام، بہ مخاطب کو تردد میں  
والانا جیسے جاءز میدا عمر و مسلم کاشک میں ہونا، ذکورہ مثال  
اس کی بھی ہو سکتی ہے۔ بہ ابہام، آنا اوایا کمد لعلی هدی اوفی  
ضلال بہ تلافی ماقات جیسے جاء القوم لکن عمر و مہیجی  
(۹) ضمیر فصل : بہ تخصیص و تاکید جیسے زید هو القائد زید ہما کمڑا ہے  
بہ صفت و خبر میں تائز جیسے ذکورہ مثال جبکہ خبر معرف ہو۔

## سوالات

- (۱) تنکیر کے فوائد کتنے ہیں اور کیا کیا؟ (۲) تقلیل و تحریر میں کیا فرق ہے؟ (۳) تکثیر و تغییر میں  
کیا فرق ہے؟ (۴) وصف کے فوائد بتائیے (۵) تاکید کے کتنے فوائد ہیں؟ (۶) عطف بیان  
کے فوائد ذکر کیجئے۔ (۷) جمل و محن نسق کے فوائد بیان کیجئے (۸) ضمیر فصل کس لیے آیا کرتی ہے؟

## مند کے احوال

- ۱۔ تعریف: ماحر جیسے زید هو القائم اور القائِم زید وغیرہ
- ۲۔ تنکیر: ماحدم حصر جیسے القائِم رجل" زید قائم
- ۳۔ افراد: (یعنی خفر ہونا، جلمہ ہونا) مان غیر بسی ہونا، جس کا مطلب یہ ہے کہ خبر ایسی ہو کہ خود اس کے مبتداء سے اس کا صدور ہو رہا ہو جیسے زید قائم اور بسی کا مطلب ہے کہ خود مبتداء سے اس کا صدور نہ ہو جیسے زید ابوہ قائد کر اس شال میں ذکورہ قیام کا صدور زید سے نہیں بلکہ اس کے والد سے ہے
- ۴۔ حکم کی عدم تقویت یعنی قوت کے ساتھ حکم کو ثابت نہ کرنا، اسناد کے مکرر نہ ہونے کی وجہ سے جیسے زید قائم برخلاف زید "قام" کے کہ اس شال میں تقویت حکم کا یہ سبب موجود ہے کہ اسناد مکرر ہے ایک زید اور قام کے درمیان ہے مبتداد خبر ہونے کی بنابر اور دوسری اسناد خود "قام" کے اندر ہے اس کے اندر پوشیدہ ضمیر فاعل کی نسبت ہے۔
- ۵۔ جلمہ ہونا: مان خبر کا بسی ہونا، جیسے زید قائم ابوہ ۶۔ تقویت حکم کا افادہ جیسے زید قائم توضیح اور پرگزرنچکی ہے۔
- ۶۔ فعل ہونا: مانند کو عینوں زبانوں میں سے کسی ایک کے ساتھ خاص کرنا جیسے زید "خرب" زید "پھرب" اور زید "سی پھرب" ۷۔ تجددد حدوث یعنی مدلول کے عدم سے وجود میں آسفہ با رابر ہوتے رہنے

کو بتانا بھیسے "زید قام" میں حدوث ہے کہ اسی موقع پر بولا جائیگا جبکہ زید کسی دوسری حالت سے قیام کی حالت میں آیا ہو۔ ایسے ہی "زید بقوم" زمانہ حال میں قیام کے وجود کو بتا رہا ہے اور "زید یا ان" کا نہ موہر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ "زید آثار مبتدا ہے" تو یہ "تجدد" ہو گا کہ اس سے برابر اس فعل کا پایا جانا سمجھا جا رہا ہے۔

۶۔ اسمہ ہونا : ما مند کا کسی زمانے کے ساتھ خاص نہ ہونا یعنی استمرار و دوام کو بتانا۔

**تثبیت** (۱) یہ عمومی فوائد ذکر کیے گئے ہیں، کبھی ان میں کچھ روایل ہمی ہو جاتا ہے مثلاً تکلم، خطاب، خلیقت، ہر ایک کے لئے علیحدہ علیحدہ ضمیریں متعدد ہیں مگر کبھی ایک کے موقع پر دوسرے کو استعمال کر لیتے ہیں حتیٰ کہ ایک سلسلہ کلام میں بھی۔

**تثبیت** (۲) جیسا کہ ذکر کیا گیا یہ عمومی فوائد ہیں یعنی اکثر دوست پائے جانے والے ان کے علاوہ اور بھی فوائد و اصول ہیں جو بلاغت کی مفصل کتابوں میں مذکور ہیں۔ بعض چیزوں آئندہ فصلوں میں آئنے والی ابجات کے تحت آرہی ہیں۔ مثلاً ذکر و حذف، تقدیم و تاخیر وغیرہ کے تحت۔ بعض چیزوں اس سلسلہ کی "علم خنو" میں بھی آتی ہیں اس لئے کہ علم خنو میں اعرابی بحثوں کے علاوہ جو مباحث و فوائد آتے ہیں وہ اسی قبیل کے ہیں۔

## سوالات

(۱) سذر کے لئے تعریف کے فوائد کیا ہوتے ہیں ؟ (۲) تینگر کے فوائد کیا ہوتے ہیں ؟ (۳) انہوں کب ہوتا ہے اور کیوں ؟ (۴) نہر جلد کب ہوتی ہے اور کیوں ؟ (۵) افضل کے کیا فوائد ہیں (۶) اس کے کتنے فوائد ہیں اور کیا گل؟ (۷) کیا مذکورہ تفصیلات میں ہی فوائد و اصول کا انعام ہے ؟ (۸) کیا کبھی ان فوائد میں تخلف بھی ہوتا ہے ؟

## انشاء

۱۔ تعریف: انشاد وہ کلام ہے جو صدق و کذب کا محتمل نہ ہو اور جس کے قائل کو صادق یا کاذب نہ کہا جاسکے۔

۲۔ اقسام: دو ہیں (الف) غیر طلبی (رب) طلبی  
(الف) انشاد غیر طلبی

۱۔ تعریف: وہ کلام انشائی جو کسی امر کا تقاضا طلب نہ کرے

۲۔ اقسام: اس کی چھ اقسام ہیں: تعجب، مدرج، ذم، قسم، افعال، رجاء، عقوذ۔

اعمال رجاء سے مراد وہ افعال ہیں جو کہ توقع و امید کے معنی دیتے ہیں اور عقود وہ کلمات ہیں جو خرید و فروخت وغیرہ کا معاملہ کرنے والوں کے درمیان معاملہ کو مکمل کرنے کی غرض سے استعمال ہوتے ہیں۔

۳۔ شبیہ: چونکہ ذکورہ انواع و اصول کا علم معانی کی ابحاث سے کوئی خاص تعلق نہیں ہے اس لئے ان سے متعلق بحث بلاغت کی کتابوں میں ذکر نہیں کئے جاتے

(ب) انشاد طلبی

۱۔ تعریف: وہ کلام انشائی ہے جس کے ذریعہ کسی ایسے امر کو طلب کیا جائے جو بوقت طلب موجود و حاصل نہ ہو۔

۲۔ اقسام: اث اطلبی کی پانچ اقسام ہیں: اُمر، نہیٰ، استفہام،  
تکمیل، اور ترجیٰ۔

### (الف) امر

۱۔ تعریف: استعلام و برتری کی بنیاد پر مخاطب سے کسی کام کے کرنے کا مطالبہ کرنا  
۲۔ توضیح: امر کا حاصل یہ ہے کہ ایک آدمی رو سکر سے کسی کام کا مطالبہ  
اس طور پر کرے کہ اس مطابق میں برائی و برتری کا داخل ہو، خواہ یہ برتری واقعی  
او رجیلی ہو یا یہ کہنے والا خود اس کا احساس دخال رکھتا ہو، اور واقعی و حقیقی  
ہونے میں خواہ عمر کی بنیاد پر ہو یا مرتبہ و کمال کی وجہ سے ہو۔

۳۔ صفت: امر کے صینے یعنی وہ کلمات جن سے اس مراد کو ظاہر کیا جاتا ہے  
چار ہیں: (۱) امر حاضر (۲) امر غائب (۳) اسم فعل جو کہ امر کے  
معنی میں ہو (۴) مصدر جو کہ فعل امر کا نام ہو جیسے سعیاً فی الخیر  
معنی اسع فی الخیر اور قرآن مجید میں ہے فَضْرِبَ الْرِّقَابُ ای  
ناضرب بوار قابهم.

۴۔ امر کے دیگر معانی: کبھی امرا پسند نہیں کرے علاوہ بطور مجاز  
درستے معانی بھی ادا کرتا ہے۔ یہ معانی سیاق کلام اور خارجی قرآن  
پر موقوف ہوتے ہیں اور وہ حسب ذیل ہیں۔

(الف) دُعاء و عرض: جبکہ کوئی چھوٹا اپنے بڑے سے مخاطب پر کسی  
کام کا سوال کرے۔

(ب) التہام: جبکہ ایک ہم پر وہم عمر درستے ہم پر وہم عمر سے کسی

کام کے کرنے کا سوال کرے۔

(ج) ارشاد : جبکہ حکم دینے و طالب کی بنیاد مخفف مخاطب کے ذیوی و ذاتی مصالح ہوں، ریسی مصالح سے ان کا کوئی خاص تعلق نہ ہو۔

(د) جیسے : يَا إِيَّاهَا الَّذِينَ أَمْنَوْا إِذَا تَدَافَعُوا مِنَ الْأَجْلِ  
مُسْتَحْيٍ فَاكْتَبُوهُ رَأْسَ إِيمَانِهِ وَالْوَجْبِ بِعَالَمِ كُرْنَةِ الْكُوَفَّةِ

(تو اس کو لکھ کر یا کرو)

اس میں لکھنے کا حکم مخفف ہمارے ذیوی مصالح کے لئے ہے اس لئے  
”ارشاد“ ہے۔

(ه) تمہنا : امر کا استعمال مخفف انہمار تمنا کے لئے ہو جیسے ہے

إِلَيْا إِيَّاهَا اللَّهُمَّ الطَّوْبَى لِأَنْجَلِي  
مَنْ أَتَى مَبْرُورًا رَأَيْتَ ابْ تُونْخَسْتِمْ بِرْ جَبْ  
بِصَبْعِ وَمَا الْأَصْبَاحُ مِنْكَ بِأَمْثَلِ  
مَيْتَ كَمْ زَرِيهَ ادْرَبَعَ بَعْدِي تو تَجْهِي سَبْرَهُنْسِيَنْ ہے

اس میں ”انجلی“ فعل امر ہے مگر اس سے امر کی حقیقت مقصود نہیں ہے  
اس لئے کہ مخاطب ”یل“ ہے اور اس کو مکلف نہیں بنایا جاسکتا، بلکہ یہاں  
مخفف تمنا کا انہمار پیش نظر ہے۔

(و) تحبیر : دو امور کے درمیان اختیار کا بیان جیسے ہے

فَمِنْ شَاءَ فَلِيَبْغُلْ وَمِنْ شَاءَ فَلِيَعْجَدْ  
(سخاوت کرنا)

كَفَافٌ نَدَأْكِمْ عَنْ جِمْعِ الْمُطَالَبِ

(سخاوت)

اس شعر میں امر کے صینے صرف اختیار کو تبارہ ہے ہیں تکلیف و طلب کو نہیں  
(ن) تسویہ، دو امور کے درمیان برابری کا بیان جیسے ہے

عش عزیزاً ارمت رانت کریم

بین طعن القنا و خفق المبنود

(رنیزوں کا ان) (بمنڈوں کی حرکت)

اس میں دونوں امر "عش و مُت" اپنے اپنے مقاصید کے درمیان ساداً  
پر دلالت کر رہے ہیں۔

(ج) تعجبیں: مخاطب کے عجز کو ظاہر کرنا جیسے ہے

ارونی بخيلاً طال عمره بخله

(رکھاڑا) وھاتوا كريئمات من كثرة البذل

(لاؤ) (خرچ)

اس شعر میں مخاطب سے جو مطالبہ ہے وہ محض یہ بتانے کے لئے ہے  
کہ مخاطب اس سے ماجز ہے۔

(ط) تهدید: یعنی ڈرانا و ہملانا جیسے ہے

اذالمرخش عاقبة المليالي

ولم تستحق فاصنع ما تستاء

اس میں امر "فاصنع" محض دھکی کے طور پر ہے۔

(ي) اباحت، جیسے فران باری تعالیٰ کُلوا وَ اشْرِبُوا

(ك) استبشار: یعنی خوشخبری سنانا جیسے فاستبشر و ابیعک  
(خوش ہر جا و اپنی بیٹھ پر)

(۱) ایذاء: یعنی مخاطب کو تکلیف پہونچانا اور اس کے رنج والم کو بڑھانا، جیسے قیامت کے موقع پر جنہیوں سے کہا جانے والا جملہ:

**فَذُو قُوَّامَاتُ تُمُّ تَكْبِرُونَ**

## سوالات

- (۱) انشاء کی تعریف و اقسام بتائیے (۲) انش اغیر طلبی کی تعریف و اقسام بیان کیجئے
  - (۳) انش اطلبی کی تعریف کیا ہے اور اس کی کتنی اقسام ہیں؟ (۴) امر کی تعریف کیجئے اور اس کے صیغہ بتائیے (۵) امر کے مجازی معانی کتنے آئتے ہیں اور کیا کیا؟ (۶) ارشاد اور انتہا ایسا طلب ہے؟ (۷) درج ذیل امثلہ میں امر کے صیغوں کی نشان دہی کیجئے۔
- ۱۔ علیکم انفسکم  
۲۔ بالوالدین احسانا

**۱۔ فَصَبَرَ أَفِي مَحَاجِلِ الْمَوْتِ صَبَرَ أَفِي مَحَاجِلِ الْخَلْوَةِ بِمُسْتَطِاعٍ**  
(میلان و موقع) حصول دوام قدرت میں

- (۸) درج ذیل امثال میں امر کے مجازی معانی کی نشان دہی کیجئے۔
 

۱۔ كذا فليس من طلب الانعامي ومثل سرالى فليكن الطلاق (پھنا) (رسون) (جلنا) (طلب)

۲۔ أزيل حسد الحساد عنى بنكفهم فانت الذى صيرتهم لى حشد (پھانا) (رسارکنا) (حشد کرنے والا)

۳۔ ففإن لك من ذكرى جنيب ومنزل (رکو) (رونا) (یاد)

١٣٦

رَبِّ ارْيَنِي جِواداً مات هَزَلًا  
وَ فَعُشْ رَاحِدًا وَ صَلَّى أَخَاكَ  
لَا تَمْتَعَا فَانْ مَصِيرَكُمْ إِلَى النَّارِ  
وَ اصْبِرُوا أَوْ لَا تَصْبِرُوا  
وَ اعْمَلُوا مَا شَئْتُمْ  
وَ افْعُلُوا كُلَّ شَيْءٍ إِلَّا النِّكَاحُ  
لَا إِنْ أَسْتَطِعُمْ إِنْ تَنْفَذُوا مِنْ أَقْطَارِ السَّيْرَاتِ وَ الْأَرْضِ فَانْفَذُوا

---

## ہنی

- ۱۔ تعریف: استعلار و بتری کی بنیاد پر مخاطب کے کسی کام کے نہ کرنے کا مطالبہ کرنا۔
- ۲۔ صیغہ: ہنی کا صرف ایک استعمال ہوتا ہے یعنی فعل مفارع جو کہ "لار ہنی" کے ساتھ ہو۔
- ۳۔ دیگر معانی: امر کی طرح "ہنی" بھی قرآن کی بنیاد پر اپنے اہلی معنی کے بجائے دوسرے معانی پر دلالت کرتا ہے جو درج ذیل ہیں:-
  - (الف) دُعَا: جبکہ پھر بابرے سے مخاطب ہو جیسے ربنا اللہ اکہنا
  - (ب) التماس: جبکہ خطاب برابر والے سے ہو۔
  - (ج) تمنَّا: جیسے ہے یا لیلٰ طُلٰ یا نوم زُلٰ  
یا صبح قُبٰ لانقطع  
رُشنا
 اس میں "نهی" کا صیغہ لانقطع "محض تمنا کے لئے ہے اس لئے کہ مخاطب غیر مکلف ہے۔
- (د) تهدید: دھکی جیسے خادم سے ناراض ہو کر کہنا: لانفع امری  
(رمرا کہنا اتنا)
- (ه) توبیخ: مخاطب کو سرزنش اور لعنت دلامت کرنا جیسے ہے لاقنہ عن خُلُقٍ و تَنَّیٍ مثله عَلَیک اذْفَعْلَتْ عَظِيمٌ  
(رمرا کہنا) (عادت)

اس میں "لائٹنگ" ہنی کا صیغہ طاقت کے لئے لا یا گیا ہے۔  
 (و) تیسیس: مخاطب کو کسی چیز سے ایوس کرنا جیسے ہے

لَا تَعْرِضْ لِجَعْفَرِ مُتَشَبِّهًا  
 جَنَرَكَ سَانِهٗ هَرَبَ مَنْ آَوَاسَ كَمْ مَثَابَ بَنْ كَرَ  
 يَنْدَى يَدَيْهِ فَلَسْتَ مِنْ أَنْدَادِهِ  
 سَخَاتِ مِنْ أَسْلَكَ كَمْ اسَ كَمْ يَلْكُوكُونْ مِنْ سَهْنِ ہُو

اس میں "ہنی" کے ذریعہ مخاطب کو جعفر کی برابری سے ایوس کرنا مقصود ہے  
 (ز) تحقیقیں: جیسے ہے

لَا شَرِيكَ لِالْأَوَّلِ الْعَصَمِيَّهُ  
 إِنَّ الْعَبِيدَ لَا يَجَسُّ مِنَ الْكِيدِ  
 (گندے) (کم نفع بخش)

(ج) ارشاد: جیسے ہے  
 لَا تَجْلِسُ إِلَى أَهْلِ الدُّنْيَا  
 (رَسَّاهُ كَعْلَيْهِ صَفَاتُ الدُّنْيَا كَمْ)  
 فَإِنْ خَلَأْتُنَّ السَّفَهَاءَ تُعَذِّبِي  
 (مارات) (متذری ہر قی ہیں)

---

## سوالات

- (۱) نہی کی تعریف و صیغہ بتائیے۔ (۲) نہی کے مجازی معانی کتنے ہیں اور کیا ہیں؟  
 (۳) امثلہ ذیل میں ان مجازی معانی کی نشاندہی کیجئے۔

بِ لَا تَقْسِدُ وَلِي الْأَرْضِ بَعْدَ اصْلَاحِهَا

بِ لَا تَعْتَذِرْ وَاقْدَكْفُرْ تَمْ بَعْدَ اِيمَانِكَمْ

بِ لَا تَخْلُفُ عَلَى صَدْقٍ وَلَا كَذَبٍ فَمَا يَفِيدُكَ الْأَلْسُثُمُ الْخَلْفُ  
 (رُجَاه) (رُتْبَةِ کَمَا)

بِ لَا تَخْلُ منْ عِيشٍ يَكْسُرُوهُ ابْدًا وَنَوْرُوزٌ عَلَيْكَ مَعَاد  
 (رِحَالِ کُرنا) زندگی کو کروٹیں گی ایکی خوشیں

بِ لَا تَطْلُبُوا الْحَاجَاتِ فِي غَيْرِ حِينِهَا وَلَا تَطْلُبُوهَا مِنْ غَيْرِ أَهْلِهَا

بِ لَا تَطْلُبُوا الْمَجْدَ إِنَّ الْمَجْدُ سُلْطَانٌ صَعْبٌ وَعُشْ مُسْتَرِحًا عَمَ الْبَالِ  
 (عزت) (رُتْبَةِ کَمَا) رُزَام سے غور مالیں

## استفهام

- ۱۔ تعریف: کسی ناعلوم شے یا حالت کے متعلق واقفیت حاصل کرنا۔
- ۲۔ الفاظ استفهام: بہت سے ہیں، جو کہ حسب موقع فعل یا اسم یا حرفت تینوں ہی ہوتے ہیں، لیکن "ادوات و کلمات استفهام" کے عنوان سے اس معنی کا فائدہ دینے والے اسما و مراد کو ہی ذکر کیا جاتا ہے، ان میں سے ہر ایک کی اپنی اپنی معنوی خصوصیات ہیں مگر انکا مفہوم سب میں تدریشک ہے، یہ تعداد میں کل گیارہ ہیں: ————— همزة۔ مُثُل۔ مَنْ۔ مَتَّ۔ مُتَّقٰ۔ ایمان۔ ایش۔ کشیف۔ اُنی۔ کم۔ آئی۔

(الف) همزة: دو معانی کے لئے آتا ہے، (۱) تصور (۲) تصدیق  
 ۱۔ تصور: کامطلب ہے مفردات کا علم، یعنی افراد و اشیاء کا الگ الگ ایسا اس وقت ہوتا ہے جبکہ سائل کو نفس واقعہ کا علم ہوا اور یہ بھی معلوم ہو کہ اس واقعہ کا تعلق فلاں فلاں اشخاص یا اشیاء میں کسی ایک سے ہے لیکن وہ کون ہے اُس کو اس کا علم نہیں ہوتا، تو وہ "همزة" کو استعمال کر کے اس کے تعین کا طالب ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کا جواب تعیین کے ساتھ دیا جاتا ہے مثلاً کسی نے کہا: أَعْلَى سَافِرَامْ خَالِدٌ؟ سائل کو یہ علم ہے کہ علی یا خالد میں کسی ایک نے سفر کیا ہے؟ لیکن بالتعیین سافر کون ہے اس کو علم نہیں تو وہ سوال کر کے تعیین

چاہتا ہے اس لئے جو اس میں جو سافر ہواں کا نام لایا جائے گا "علیٰ"۔  
کہا جائے گا یا پھر "خالد" ایسے ہی اکتاباً اشتہریت ام قلمبائی  
سائبیں کو مناظب کی خریداری کا علم ہے مگر کیا خریدار ہے تعین کرنے کے لئے  
سوال کیا ہے۔

**تبیہات:** (الف) اس صورت میں مسئول عنز یعنی جس شخص دامر کے  
متعلق سوال مقصود ہوتا ہے اس کا ذکرہ ہزارہ کے بعد متصل ہوتا ہے جیسے  
شال مذکور میں ہزارہ کے بعد علی و خالد کا ذکر ہے اس لئے مسئول عن  
یہی دونوں ہیں۔

(ب) اکثر مسئول عنہ کے ساتھ کسی معادل (ہمسر و مقابل) کا ذکر کیا  
جاتا ہے اور اس کے ذکر سے پہلے "ام" لایا جاتا ہے اور اس موقع پر "ام"  
کو مُقبلہ کہا جاتا ہے جیسے کہ مثال مذکورہ میں "علی" کا ذکرہ "ہزارہ"  
کے بعد ہے پھر "ام" کے بعد "خالد" کا ذکر ہے جو کہ "علی" کا معادل  
و مقابل ہے اور کبھی معادل کا ذکرہ نہیں کیا جاتا جیسے اُمسافر انت؟  
(ج) مفروج جس کے متعلق ہزارہ کے ذریعہ سوال ہوتا ہے سخنی اعتبار سے  
اس کی مختلف صورتیں ہوتی ہیں:— (۱) مسئلہ ایہ ہو جیسے مثال مذکور میں

(۲) مسئلہ ہو جیسے:—"اراغب انت عن ذلك ام راغب فيه" (رسوی مصنون کر خدا تعالیٰ ہو)  
اس میں "راغب" مسئلہ ہے۔ (۳) مفعول ہو جیسے ایسا یہ تقصد  
ام خالد (۴) حال ہو، جیسے: ار اکباجئت ام ما شیا (۵) طرف  
ہو، جیسے: الیم الخمیس قد مدت ام یوم الجمعة اس کے علاوہ

و دسری صور میں بھی لکھتی ہیں :

۲۔ تصدیق : یعنی نسبت کا علم جس کا مطلب ہے کسی فعل یا اشتبہ فعل کے خالی یا پول کیمئے کہ مندومند الیہ کے متعلق کا علم، ایسا اس وقت ہوتا ہے جبکہ نفس واقعہ کے متعلق سوال کیا جائے جیسے اسافر علیؑ؟ سائل علیؑ کے متعلق نفس واقعہ کا علم حاصل کرنا چاہتا ہے، یہی وجہ ہے کہ اس سوال کا جواب لفظ "نعم" یا "لطف" لا" سے دیا جاتا ہے۔

تبذیب : ہمزة جو کہ تصدیق کے لئے ہوتا ہے اس کے ساتھ معادل و مقابل کا ذکر نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ اسکے بعد وہ "ام" نہیں لایا جاتا جس کو "مقابل" کہتے ہیں اور جو آتا ہے وہ "منقطع" کہلاتا ہے جو کہ لفظ "بل" کے معنی درتا ہے اور مقابل کے مفہوم سے اعراض کو بتاتا ہے۔ جیسے : اسافر علیؑ ام ذهب الی شغلہ و عملہ" (ب) هل : مخفف تصدیق کے لئے آتا ہے جیسے هل جاء صدیقہ؟ اس کے احکام ہمزة تصدیق کے جیسے ہیں اور اس کی دو اقسام ہیں :

۱۔ بسطیہ ۲۔ مرکبہ

۱۔ هل بسطیہ : جس کے ذریعہ کسی شے کے وجود یا عدم کے متعلق سوال کیا جائے جیسے هل الانسان الشاکن موجود؟ هل العقام موجود؟

۲۔ هل مرکبہ : جس کے ذریعہ کسی شے کے کسی صفت کے ساتھ متصف ہونے از ہونے کی بابت سوال کیا جائے جیسے هل تبیض

العنقاء وَ تَفْرِخ ؟ هَل النَّبَات حَاسٌ ؟

(۷) من کے ذریعہ سائل عقلاء کی تعین چاہتا ہے۔ یعنی سائل کو نفس و اقد کا علم ہوتا ہے اور اس کا بھی کہ اس کا تعلق عقلاء سے ہے لیکن وہ کون ہے اس کا علم نہیں ہوتا، من ” کے ذریعہ وہ اس کی تعین کا طالب ہوتا ہے جیسے من فتح مصر؟ کہنے والا فتح مصر کے واقعہ کا اور اس کا علم رکھتا ہے کہ صاحب واقعہ اپنے عقل ہے ایک ذات سے ما واقعہ ہوتا ہے۔

(۸) ما، کے ذریعہ تعین چیزوں کی بابت سوال کیا جاتا ہے:-

(۱) کسی لفظ کی شرح و معنی کا، جیسے ما المسجد؟ اور ما اللہیث؟  
(۲) کسی مسمی کی حقیقت کا، جیسے ما الانسان؟

(۹) مسئول عنز کے حال کا جیسے ما انت؟ اور کبھی من کی طرح اس سے بھی صاحب واقعہ کی تعین مقصرد ہوتی ہے مگر جبکہ واقعہ کا تعلق غیر ذوی لعقول سے ہو، جیسے ما الشتریت؟

(۱۰) متى: کسی واقعہ کے زمانے کی تعین کے لیے آتا ہے خواہ ماضی ہو یا مستقبل جیسے متى تولی الخلافۃ عمر؟ متى یعود المساوروں؟

(۱۱) ایا ان، بھی زمانہ کی تعین کے لئے آتا ہے مگر مستقبل کے ساتھ خاص ہے نیز کہ خوف کے موقع پر اس کا استعمال ہوتا ہے جیسے

یا اُن ایمان یوم القیامۃ؟

(ش) این: مکان کی تعین کے لئے آتا ہے، جیسے: این متذهب؛  
 (ح) کیف، حال کی تعین کے لئے آتا ہے، جیسے: کیف افت؟  
 (ظ) اپنے معانی کے لئے آتا ہے، ما کیف کے معنی میں، جیسے  
 اپنی بھی ہذا اللہ بعد موہما مِن این کے معنی میں، جیسے  
 اپنی تکون زیارت السنبل؛  
 (ث) کم: عدد کی تعین کے لئے آتا ہے، جیسے کم بیشتر؟  
 کم عدداً اشتہرت؟

(لٹ) اسی: امر مبهم کی تعین کے لئے آتا ہے، خواہ وہ اذ قبیل زمان و  
 مکان ہر یا اذ قبیل حال و عدد اور خواہ عاقل ہر یا غیر عاقل، وہ امر  
 مبهم کس قبیل کا ہے اس کی تعین اس کے مضان الیہ پر موقوف ہے  
 مضان الیہ س قبل کا ہوگا، اسی "کامل لول بھی اسی قبیل کا ہوگا۔

تبیہ (۲) ہمزة و حل کے علاوہ باقی کلمات بعض "تصور" کے لئے آتے

ہیں اس لئے ان سب کے جواب میں سُؤل عنہ کی تعین کی جاتی ہے.

(۳) کلمات استفهام کے دیگر معانی: کبھی کبھی قرآن کی بنابر  
 کلمات استفهام، استفهام کے صل مفہوم کے علاوہ دیگر معانی بھی دیا  
 کر سکتے ہیں، جو درج ذیل میں:

(الف) نفی، جیسے هل الدھر الاغمۃ (ہنس ہے زادگر ایک سیلا ب)

(ب) انکار، جیسے: اغیر اللہ تدعون، اس میں غیر اللہ کی عبادت

پرانکار مقصود ہے۔

(ج) تقریر: جیسے اللہ اعمّهم جو دا؟ رکبانیں ہول میں ان میں سب سے زیادہ سخاوت والا) اس میں استفهام تقریر یعنی مخاطب سے ذکورہ نصیون کا اقرار کرنے کے لئے ہے۔

(د) توبیخ: کسی امر پر سرزنش و عتاب جیسے الی ما الخلف بینکم  
(غلات ورزی)  
الی ما؟

(ه) تعظیم: جیسے ہے من للحاافل والجحافل والشّری  
(روجیں) روات کیث قدمی

فَقَدْتُ بِفَقْدِكَ نَيْرًا يَطْلُعُ  
(کھنقا فتح) (ستارہ)

(و) تحقیق: جیسے من آیة الطرق یاًنِي مثالک الکرم

(ز) استبطاء: کسی کام میں تاخیر محروس کرنا، جیسے: —  
حَتَّامَ نَارِي النَّجْمِ  
ربِّكَ تَمَ (رسانہ بیرونی)

(ع) تعجب: جیسے ہے آیتُ الدُّھرِ عَنِّی حَلَّتْ بِنَتْ  
رَجُلٍ شَغَّابٍ (رَتَامٌ عَنَّا) فَكَيْفَ وَصَلَتْ أَنْتَ مِنَ الرِّحَامِ

(ظ) تسویہ: دو امروں میں برابری کا بیان، جیسے: سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ  
أَعْذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تَعْذِرْهُمْ (رُواہُا)

(ٹ) تشویق: (رشق دلانا)، جیسے: هل أَدْلُكُمْ عَلَى تَعْبَارَةٍ  
(پستہ بانا) تنجیکِكم من عَذَابٍ أَنْ يَمْ

(ف) نہی: جیسے: اخْشُوهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ أَحَقُّ أَنْ تَخْشُوهُ

رَبُّكَ تَمَنَّا، جِئْنَاهُ مَهْلَكَةً لِنَا مِنْ سَفَرِنَا، فَيُشَفِّعُونَا

سؤالات

- (۱) استفہام کا کیا مطلب ہے؟ (۲) کلاس استفہام کتنے میں اور کیا کیا؟ (۳) ہمڑہ کتنے معانی کے لئے آتا ہے اور قدر و تصدیق کا کیا مطلب ہے؟ (۴) ام کس کس ہمڑہ کے بعد آتا ہے اور کیا کہلاتا ہے؟ (۵) ستمہ متعلقہ میں کیا فرق ہے؟ (۶) ہل کہتی اقسام میں اور کیا کیا؟ بسطی درکبر میں کیا فرق ہے؟ (۷) ما کتنے معانی کے لئے آتا ہے؟ (۸) متی اور ایمان کے درمیان کیا فرق ہے؟ (۹) اتنی کے معانی بتائیے (۱۰) استفہام کے دیگر معانی کیا ہوتے ہیں؟ (۱۱) امثلہ ذریں میں ان معانی کی تعریف کیجئے۔

رسواه علينا او عذت ام لم تكن من الواعظين  
ما امرتكم فيينا ولهم ما من ذالذى لشفع عنده الا باذنه  
ما مغفرة بربك

(۱۱) اٹلزیل میں ہزارہ دل و آسے کے معانی کی نشانزدگی کیجئے۔  
 مَا فِي الْخَرِيفِ يَكْثُرُ الْبَنْفِعُ إِذْ فِي الشَّاءِ  
 مَا لِلْأَيَّمَتِ الْحَرِيقِ؟ مَا هُلَّ رَأَيْتُ الْقَطَارَ  
 مَا أَنْتُ الدُّرْيَ الْغَدَّتُ الْغَرِيقُ أَمْ مُجِيبُ؟ مَا الْكَرِي؟  
 مَا كَتَبْتَ هُلَّ الْقَاتُرُ زَرِيدُ

## انشاد کی بقیہ اقسام تمثی - ترجی - نداء

(الف) تمسی

۱۔ تعریف: کسی ایسے امر محبوب کا طلب کرنا جس کے حصول کی امید نہ ہو  
مگر خواہ اس وجہ سے کہ وہ محال ہو جیسے لیت الشیاب یعود رخواہ اس وجہ  
کے کامن ہونے کے باوجود کسی وجہ سے امید نہ کی جاسکتی ہو۔ موجودہ حال  
کے پیش نظر بعید الوقوع ہو، جیسے کوئی تنگست کہے۔ لیت لی  
الفل دینار؟

۲۔ الفاظ: تمنا کے الفاظ چار ہیں، (الف) لیت، اس کی وضع ہی اسی  
معنی کے لئے ہوئی ہے (ب) هل، (ج) لو، (د) لعل۔ یہ  
تینوں اصلاً دوسرے معانی کے لئے ہیں مگر مجازاً اس معنی میں استعمال  
ہو جاتا ہے۔

۳۔ امثلہ: (الف) لیت الشیاب یعود؛ (ب) هل لانا من  
شفعاء (ج) لو ان لنا کرتہ۔ (د) لعلی الی من قد ہویت  
رکان (ایک مرتبہ پہلنا) (رجعت کرنا)  
اطین۔

۴۔ تنبیہات: (الف) هل و لعل کو اس معنی میں اس لئے

استعمال کرنے میں کہ مطلوب کے اشتیاق کی وجہ سے اس کو ممکن اور قریب الحصول شے کی صورت میں پیش کیا جائے اور تو کو اس وجہ سے کہ مطلوب کی ندرت کو بتانا ہوتا ہے اسلئے کلو کے مدلع میں ایک چیز کے نامہ کی وجہ سے دہراتے کے نامہ کے بتانا ہے۔

(ب) جب یہ کلمات بتانا کے لئے آئیں اور ان کے جواب میں یعنی ان سے تعلق اور ان پر مرتب ہو کر جملہ فعلیہ آئے جس میں فعل مضارع واقع ہوتا اسے نصب دیا جاتا ہے جیسے لیتک تأتی فاکرِ ملک، هل لنا من شفاء فیشفعوا لنا، لوان لنا کرہ فنکون من الموسمنین۔

### (ب) ترجی

۱۔ تعریف: کسی ایسے پسندیدہ امر و شے کی طلب جس کے حصول کی امید ہے ۲۔ الفاظ: اس مفہوم کو ادا کرنے کے لئے روکلمات استعمال ہوتے ہیں (الف) عسی (ب) لعل

۳۔ امثلہ (الف) عسی اللہ ان یائی فی بهم جمیعاً (ب) لعل اللہ یعده بعد ذلك امراً

۴۔ دیگر الفاظ: کبھی ترجی کے لئے لفظ "یلت" کو بھی مجاز استعمال کر لیتے ہیں اور یہ استعمال ازروے بلاغت ہوتا ہے۔ اس بنیاد پر کہ "مرجو" کو ایسی صورت میں پیش کیا جائے جس کا حصول لہ مرجو، جس کی امید کے جال ہو۔ غیر مرجو، جس کی امید ہو

”غیر مرجو“ ہو محض اس باب میں مبالغہ اور یہ بتانے کے لئے کوہہ شی مشکل سے حاصل ہوتی ہے تو گویا کہ اس کے حصول کی امید ہی نہیں کی جاسکتی۔

(ج) نداؤ

۱۔ تعریف: بعض مخصوص کلمات کے ذریعہ اپنی طرف کسی شخص کی آمد کو طلب کرنا۔

۲۔ کلمات و امثالہ: ندا، کے کلمات آئندہ ہیں: یا۔ ہمزہ۔ ای۔ آ۔ آئی۔ ایا۔ ہمیا۔ دا۔ ان میں سے ہمزہ اور ای، قریب کے شخص کو آواز دینے کے لئے اور باقی دُور والے کے لئے استعمال ہوتے ہیں جیسے آزیڈ کہیں گے جبکہ زید قریب ہو اور جب دُور ہو تو یا زید کہیں گے۔

کبھی ان کو ایک دوسرے کی جگہ بھی استعمال کر لیتے ہیں۔ بعدی کے لئے قریب کے کلمات کو دل سے قریب کی بنابر اور قریب کے لئے دُور کے کلمات کو اغراضِ ذیل کی بنابر: —

رالف) علوم مرتبہ کی طرف اشارہ، جیسے غلام کا آقا کے سامنے کھڑے ہو کر کہنا: ”ایا مولای“ رب) نفس مرتبہ کی طرف اشارہ، جیسے ساتھ میں موجود شخص نے ”ایا نہرا“ کہنا۔ (ج) مخاطب کی غفلت ذہنی کی طرف اشارہ کرنا یا غافل کو مخاطب کرنا۔

۳۔ دیگر معانی: کبھی کلمات ندار کبھی قرآن کی بنابر اپنے اصلی معانی

۱۲۲

کے بجائے دوسرے معانی کو بتاتے ہیں اور ان کے لئے استعمال  
ہوتے ہیں مثلاً:

(الف) نَجْرُونَ: یعنی تنبیر ہے یا قلب و بیحک  
(ب) تَحْسِنَةٌ: یعنی حسرت و تکلیف کا انہار ہے؛ ایا قبر معنی  
کیف و اڑیت جو دکھ۔

(ج) بَهْرَانٌ: (سخاوت)

(ج) إِغْرَاءٌ: یعنی کسی کام پر تحریف و ابھازنا، جیسے ایا مظلوم قلْ

## سوالات

- (۱) تمنی کی تعریف کیجئے (۲) تمنی کے کلمات کیا ہیں؟ ان میں اصل اور غیر اصل کوہ ہیں؟
- (۳) کلمات تمنی کے جواب میں آنے والے فعل مقدار کا کیا حکم ہے؟ (۴) ترجیح کی تعریف و کلمات کیا ہیں؟ (۵) نداء کے الفاظ کتنے ہیں اور کیا کیا اور ان کے استعمال میں کیا تفصیل ہے؟
- (۶) کلمات نداء کے دیگر معانی کیا ہوتے ہیں؟ (۷) اثر ذیل میں کلمات نزار کے مجاز کی معانی کی تینیں کیجئے

بِ أَعْدَاءِ مَا لِلْعِيشِ بَعْدِكِ لَذَّةٌ وَلَا لَخْلِيلٌ بِهِ جَبَّةٌ بِخَلِيلٍ  
(رسالة احمد)  
مَّا دُعْتُكَ يَا بُنْيَ فَلَمْ تَجِنِّي فَرُدْتَ دُعْقَتِي يَأْسًا عَلَيْكَ

## فصل دوم

### قصر

۱۔ تعریف: ایک شے کا دوسرا شے کے ساتھ کسی مخصوص انداز میں خاص کرنا

۲۔ اركان: قصر کے دو ہیں: (الف) مقصود (رب) مقصود علیہ

(الف) مقصود، جس کو خاص کیا جائے۔

(ب) مقصود علیہ: جس کے ساتھ خاص کیا جائے۔

۳۔ طرق قصر: قصر کے چار طریقے ہیں، ان میں سے کسی ایک کے ذریعہ قصر کیا جاتا ہے۔

(الف) نفی اور استثناء، یعنی نفی لاگر استثناء کرنا، اس صورت میں "مقصود"

علیہ" مستثنی ہو اکتا ہے جیسے "ان هذ الاملاک کریدو"

اس میں "ملک کرید" مقصود علیہ ہے۔

(ب) لفظ "انما" کا استعمال، اس صورت میں بھی مقصود پہلے اور مقصود

علیہ بعد میں ہوتا ہے جیسے "انما الفاہم علی" اس میں

علی "مقصود علیہ" ہے۔

(ج) لایا بل یا لکن میں سے کسی کے ذریعہ عطفت کرنا، اس صورت

میں اگر لا کا استعمال ہو تو مقصود علیہ لا کا اقبل ہوتا ہے اور وہ

معنی لا کے بعد کا مقابل ہوتا ہے جیسے "انا نا شر لانا ظم" اس میں مقصود علیہ لا کا قبل ناشہ ہے جو کہ "نا ظم" کا مقابل ہے اور باتی دو میں مقصود علیہ بعد میں ہوتا ہے جیسے ما اندا حاسب بل کاتب اور ما الارض ثابتہ لکن متحرکہ۔

(د) مؤخر کو مقدم کر دینا، اس صورت میں مقصود علیہ مقدم ہوتا ہے جیسے آیا ک نعبد ک راصل میں اس کو "نعبد ک" ہونا چاہئے۔

بعضی ایسا بھی ہوتا ہے کہ نفی انہا اور تقدیم کے ساتھ جمع ہو جاتی ہے جیسے انما ان اتیمی لاقیسی

ہم تقیمات : قصر میں دو تقیمات جاری ہوتی ہیں :-

اول باعتبار حقیقت و واقع، دوم باعتبار اركان قصر

(الف) تقسیم اول باعتبار حقیقت و واقع  
قصر کی اس کی حقیقت کے اعتبار سے دو اقسام ہیں :

- ۱- قصر حقيقی
- ۲- قصر اضافی

۱- قصر حقيقی : (الف) تعریف : مقصود کا مقصود علیہ کے ساتھ باعتبار حقیقت و واقع خاص ہونا۔

(ب) مثال : لا کاتب فی البلد الاعلى" جبکہ شہر میں "علی" کے علاوہ کوئی دوسرا کاتب نہ ہو، اس صورت میں مقصود، مقصود علیہ کے اندر ہی محصر ہوتا ہے۔

۲- قصر اضافی : (الف) تعریف : مقصود کا مقصود علیہ کے ساتھ

بایں معنی خاص ہونا کا مقصود علیہ، مقصود کی صد سے غالی ہو۔

(ب) مثال: ماعلی الاقائم اس صورت میں مقصود کا مقصود علیہ میں مخصوص ہونا ضروری نہیں ہے، غیر میں بھی پایا جا سکتا ہے۔ البَرَّ مقصود علیہ میں اس کی صد نہیں پائی جاتی، اما دوسری صفات پائی جاسکتی ہیں مثلاً یہاں "مقصود" قیام یعنی کھڑا ہونا ہے لہذا قصر سے اس کی صد "قعود" (بیٹھنے) کی نفی مقصود ہے زکر دوسرے ادھاف کی۔  
 (ج) اقسام: قصر اضافی کی مخاطب کے حالات کے اعتبار سے تین اقسام ہیں۔

اگر مخاطب مقصود میں شرکت کا اعتقاد رکھتا ہے تو اس کو "قصر افراد" کہتے ہیں، اور اگر رشکم کے اعتقاد کے عکس اعتقاد رکھتے تو یہ "قصر قلب" ہے، اور اگر مخاطب کو تردید ہو کہ مقصود علیہ کون ہے تو قصر "قصر تعین" کہلاتے گا، جیسے "الشجاع على لاحسن" یہ تینوں کی مثال بن سکتی ہے۔  
 اگر مخاطب یہ اعتقاد رکھتا ہو کہ حسن بھی شجاع ہے تو یہ مثال "قصر افراد" کی ہوگی، اور اگر رشکم تو علی کو شجاع بسمحتا ہے اور مخاطب حسن کو تو یہ مثال "قصر قلب" کی ہوگی۔ اور اگر مخاطب کو تعین کا علم نہ ہو تو یہ "قصر تعین" کی مثال بننے گی۔

(ب) تقسیم دوم پر اعتبار ارکان قصر قصر کے ارکان کے اعتبار سے بھی قصر کی دو اقسام ہیں۔

۱. قصر صفت بر موصوف ۲. قصر موصوف بر صفت
۱. قصر صفت بر موصوف : صفت کو موصوف کے ساتھ خاص کرنا جیسے "لاکاٹب الاعلیٰ" اور "الشجاع علی لاحسن"
۲. قصر موصوف بر صفت : موصوف کو کسی صفت کے ساتھ خاص کرنا، جیسے ماعلی الاقائِم اور ماحمد (الرسول)۔
۳. تنبیہ : قصر کی اس تقسیم کا اجراء تقسیم اول کی دونوں اقسام کے سخت ہوتا ہے چنانچہ قصر صفت کی شال اول قصر حقیقی کی اور دوسری قصر اضافی کی ہے اور قصر موصوف کی پہلی شال قصر اضافی کی ہے اور دوسری قصر حقیقی کی ہے۔  
البسطہ یہ تفصیل ہے کہ "قصر صفت بر موصوف" قصر حقیقی میں زیادہ ہوتا ہے اور قصر اضافی میں بہت کم ہوتا ہے اور قصر اضافی میں دونوں بکثرت پائے جاتے ہیں۔

## سوالات

- (۱) قصر کی تعریف دارکان بنائیے۔ (۲) قصر کے کتنے طریقے ہیں؟ (۳) قصر میں کتنی تقسیمات جا رکھا ہوتا ہیں اور کیا ایکا؟ (۴) قصر حقیقی کی تعریف و مثال پیش کیجئے۔
- (۵) قصر اضافی کی تعریف و مثال بیان کیجئے۔ (۶) قصر اضافی کی اقسام مع امسالہ ذکر کیجئے۔ (۷) با عصب ادارکان قصر کی کتنی اقسام ہیں۔ (۸) کیا تفہیم ثانی ۱۷ اجبار اول میں ہو سکتا ہے؟ (۹) قصر موصوف اور قصر صفت میں کیا فرق ہے؟ (۱۰) امثلہ ذیل

میں تفریک جملہ امام دہری کی نشان و رسمی کیجئے :

۱۔ انما یخشتی اللہ من عبادہ العلماء ۲۔ انما انت مذکور  
۳۔ انما الہکم الہ واحد ۴۔ انما حسن شجاع  
۵۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ۶۔ لَا عاصم الیوم من امرالله إلا من رحم  
۷۔ ان هذہ الاسحر ریؤشر ۸۔ انما یدانع عن احسابکم علی<sup>و</sup>  
۹۔ انما علی مدافع عن احسابکم  
۱۰۔ انما الحینۃ الدنیا الھو و لعب.

---

## فصل سوم وصل وصل

ان اس کی گفتگو میں حسب موقع کبھی ایک جملہ آتا ہے اور کبھی زائر جملہ ہوتے ہیں، اور وہ کبھی ایک دوسرے سے الگ ہوتے ہیں اور کبھی مغل اور ان میں سے ہر ایک کے مناسب الگ الگ موقع ہوتے ہیں، ہر ایک اپنے اپنے موقع پر موزول، درستہ بے محل ہوتا ہے۔ جملوں کی علحدگی اور باہم اتفاق کو وصل وصل سے تعبیر کرتے ہیں۔

### ۱۔ وصل

(الف) تعریف: ایک جملے کا دوسرے بچھے پر عطف کرنا

(ب) کلمات: وصل کا عامل عطف ہے اور کلمات عطف معروف ہے کہ

مقدود ہیں مگر علم معانی کے تحت صرف "عطف بالواو" کا ذکر کیا جاتا

ہے، اس لئے کہ "باو" مختلف معانی میں استعمال ہوتا ہے تو

اس کے ساتھ عطف میں معانی کے سمجھنے میں اشتباه پیدا ہو جاتا ہے۔

(ج) موقع: وصل کے مواقع تین ہیں:

(۱) دونوں جملے خبراً اشارہ ہونے میں مختصر ہوں کہ یا تو دونوں خبر

ہوں یا دونوں اشارے — بشرطیکہ دونوں کے درمیان کوئی

معنوی مناسبت پانی جاتی ہو، نیز یہ کہ عطف سے کوئی چیز مانع بھی نہ ہو۔ مناسبت کا مطلب یہ ہے کہ دونوں کے مندومندالیہ میں مانشکت یا تقابل وغیرہ جیسے امور پائے جائیں۔

جیسے رَأَيَ الْأَبْرَارُ لِنِعَمِ وَأَنَّ الْفُجُّارَ لِنِقْبَةِ جَحَّمٍ یہ مشاہدوں جملوں کے خبر ہونے کی ہے۔ فَلَيَضْطَحُوا فَلَيَلِيلًا وَلَيَكُوا کَثِيرًا۔ یہ دونوں جملوں کے اشارہ ہونے کی شاہ ہے۔

(۱) دونوں جملے خبر و اشارہ ہونے میں مختلف ہوں یہیں مل عطف کے ترک سے خلاف مقصود کا وہم پیدا ہوا، تسلیگوں اشپشی سوال کرے ہل بری علی تو اس کے جواب میں کہا جائے لا و شفاه اللہ اب اس موقع پر اگر عطف کو ترک کر کے دوں کہا جائے لا، شفاه اللہ تو اس سے سنتے والے کو وہم پیدا ہو گا کہ متکلم اسے بدعاوادے رہے ہے حالانکہ متکلم اس کے لئے شفا کی دعا کر رہا ہے اس لئے ایسے موقع پر عطف و مصل کا استعمال ضروری ہے۔

(۲) دونوں جملوں کو حکم اعرابی کے اندر شریک کرنا مقصود ہو جیسے ہے

حَبَّتُ الْعَيْشَ أَعْبَدَ كَلَّا حُتْرٌ وَعَلِمْ سَا غَبَّا إِلَّا الْمَرَأَةُ  
(خواشی خوشی کہا ناکرداری چیزوں کا)

اس شعر میں عطف کے ذریعہ "اعبد کل حُتر" کے اعراب میں دو سکر جملے کو بھی جو کہ دوسرا مصرع ہے، تسلیگیا گیا ہے، اعراب یہاں رفع ہے اس لیے کہ دونوں جملے مل کر خبر ہیں۔

## ۲ فصل

رالف) تعریف: عطف کو تک کرنا یعنی دو یا امّر جملوں کو باہم عطف کے بغیر کلام میں لانا۔

(ب) موافق: فصل کے موقع پانچ ہیں۔

(۱) دونوں جملوں کے درمیان اختلاف نام ہو جس کو "کمال اتفاق" سے تغیر کرایا جاتا ہے، اور ان کا باہم ایسا اعلقہ ہو کہ عطف نہ ہو سکتا ہو، اس کے تحت تین صورتیں نکلتی ہیں:

(الف) دوسرے جملے پہلے جملے سے بدل ہو جیسے امّدگار بما تعلمون  
امّدگار بانعایم و بنین (عد پر شکایا)

(رب) دوسرے جملے پہلے کا بیان ہو جیسے فوسوس الیه الشیطان قال  
ھل اذ لکھمدا

(ج) دوسرے جملے پہلے کے لئے تاکید ہو جیسے فَمَهْلِكٌ لِّكَافِرِينَ  
امْهَلْهُمْ رُؤيْدًا (مہلت دینا)

(۲) دونوں جملوں کے درمیان اختلاف نام ہو جس کو "کمال انقطاع" کہتے ہیں اس کی دو صورتیں ہیں۔

(الف) دونوں خبر والشہ ہرنئے میں مختلف ہوں، ایک خبر ہو ایک  
اشادہ جیسے

لَا تَشْتَأْلِمُ الرَّءَةَ عَنْ خَلَائِقِهِ فِي وِجْهِهِ شَاهِدٌ مِّنَ الْخَيْرِ  
(انسان) (عادات)

اس میں پہلا صریح پورا جملہ ہے جو کہ انشائیہ ہے اور دوسرا صریح  
بھی جملہ ہے مگر وہ خبریہ ہے اس لئے دونوں میں کمال الفتاویٰ ہے  
(ب) دونوں کے درمیان کسی قسم کی نسبت نہ ہو، جیسے علیٰ کاتب

### الحمدام طائر

(۳) دوسرا جملہ پہلے جملے سے پیدا ہونے والے و سمجھنے جانے والے سوال کا جواب  
ہوا اس حال کو "شبہ کمال الاتصال" کہا کرتے ہیں اور اس کو "استیان"  
بعی کہتے ہیں۔

جیسے ارشاد باری ما البری نفسی ان النفس لامارة بالسوء  
اس میں دوسرا جملہ پہلے جملے سے پیدا ہونے والے سوال کا جواب ہے  
اس لئے کہ پہلے میں جب کہا گیا کہ "میں اپنے نفس کو بر تصور نہیں  
قرار دیتا" تو سوال پیدا ہوا کیوں؟ اس کا جواب ہے "ان النفس  
لامارة بالسوء"

(۴) کلام کے اندر تین جملے ہوں جن میں سے تیرسے کا عطف پہلے دو میں سے  
ایک پر صحیح ہو اور دوسرے پر کرنے سے معنی میں فاقد پیدا ہوتا ہواں  
صورت میں عطف کو چھوڑ دیتے ہیں تاکہ یہ دو ہم نہ پیدا ہو کر عطف اس  
جملے پر ہے جس پر عطف کی وجہ سے فار پیدا ہوتا ہے، جیسے ہے  
وَتَنْظُنْ سَلْبِيًّا إِنْتَ أَبْغِيْهَا      بَدْلًا أَرْلَهافِ الْفَلَالِ تَعْصِيمٌ  
(بیکنا) (رپاہنا)

اس شعر میں تین جملے ہیں، تیرسے جملے کا عطف اگر پہلے پر کیا جائے تو درست ہے

مگر و سے پر نہیں درست ہے اس لئے کہ اس صورت میں تیر جلوہ بھی "سلی" کے مظہرات رکان کردہ امور میں شامل ہو گا، حالانکہ مقصود یہ نہیں ہے اس لئے عطف کو چھوڑ دیا گیا ہے۔

اس موقع کے متعلق کہا جاتا ہے کہ دونوں جملوں کے درمیان بشرط کمال انقطاع ہے۔

کسی لامع کی وجہ سے دونوں جملوں کو حکم میں شریک نہ کرنے کا قصد کیا جائے اس موقع کے لئے "توسطین الکمالین" کا عنوان لایا جاتا ہے۔ جیسے: —

وَإِذَا خَلَوَ إِلَيْهِ شَيَاطِينُهُمْ قَالُوا إِنَّا مَعَكُمْ إِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِئُونَ  
(تہاہدہ ساختہ، پنچ ستر دوسرے کے)  
 اللَّهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ د

اس آیت میں آخری جملے کا عطف نہ تو ادا، حکم پر صحیح ہے اس لئے کہ وہ اہل نفاق کا مقولہ ہے اور نہ ہی "قالوا" پر اس لئے کہ اس کا مطلب یہ ہو گا، کہ یہ جملہ مقابل کے ساتھ مقید ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے۔

## سوالات

(۱) دصل کی تعریف کیجیے اور اس کے کلمات بتائیے۔ (۲) دصل کے مراتع کیا ہیں۔

(۳) دصل کی تعریف اور اس کے مراتع بیان کیجیے۔ (۴) کمال اتصال اور شبہ کمال اتصال کا کیا مطلب ہے؟ (۵) کمال انقطاع اور شبہ کمال انقطاع کو سمجھائیے۔ (۶) توسطین الکمالین کمال اناجاتا ہے؟ (۷) امتداد ذیل میں مراتع دصل کی نشان دہی کیجیے،

مَلَادِفَاء لَكَذِيبٍ وَلَرَاحَةً لَحَسُودٍ مَلَادِيْفَيْتَ شَرْقَهَا

مَبْرَدِيْعَ الْأَسْرَارِ مُقْتَصِدًا وَإِذْكُرَالْيَمْ غَدَا

(٤) اشْلَذُلِيلِ مِنْ مَوَاعِنَ فَصَلَ كَنْثَانَ وَهِيَ كَبِيْجَهُ: —

مَادِجَسْ مَنْهَمْ خِيفَهَ قَالَوَالِاَخْفَ

مَيْدَبِرَ الْأَمْرِ يَفْصِلُ الْأَيَاتَ لَقَوْمٍ يَعْقُلُونَ

مَيْلَقْدِجَاعُوتَ رَسْلَنَا إِبْرَاهِيمَ بَالْبَشَرِيَ قَالَوَالِاسْلَامَ

مَكَّهَ وَمَا الْدَهْرُ الْأَمْنُ رُوَاةُ قَصَائِدِيَ (إِذَا قَلْتُ شَعْرًا أَصْبَحَ الدَهْرُ مُنْشَدًا)  
(روايات كرنف والول)  
شَعْرُ كَرْنَفَهُ وَالْوَلِ)

مَنَالِنَاسُ لِلنَّاسِ مِنْ بَدْرِ وَحَاضِرَةَ بَعْضُهُ بَعْضٌ وَإِنْ لَعْنَشُرُ وَلَهَمَّ  
(روايات دشرك)

مَيَا صَاحِبُ الدِّنِيَا الْمُجَبَّ لَهَا اَنْتَ الَّذِي لَا يَنْفِي تَعْبَهُ  
(رَحْمَهُ عَلَيْهَا)

# فصل چہارم

## تقديم و تاخير

يہ بات تو ظاہر ہی ہے کہ کلام کے سارے اجزاء (الفااظ و کلمات) کا تلفظ ایک مرتبہ میں بیک وقت نہیں ہو سکتا، بلکہ سارے کلمات یکجئے بعد دیگر سے اور ایک دوسرے کے پیچے زبان سے نکلتے ہیں اس لئے کلام کے اجزاء میں تقدیم و تاخیر ضروری ہے اور چونکہ لفظ و کلمہ ہونے میں نیز کلام کا جزو ہونے میں سارے اجزاء کلام برابر ہوتے ہیں کسی ایک کو دوسرے پر کوئی ترجیح نہیں حاصل ہوتی اس لئے تقدیم و تاخیر کے لیے کسی خارجی داعی کا ہونا ضروری ہے یہ خارجی داعی مختلف ہوا کرتا ہے۔ تفصیل درج ذیل ہے :

- ۱۔ **الشوق** : موخر کی جانب شوق پیدا کرنا جبکہ مقدم باعده کی بابت غرائب و رجیعی کو بتائے مثلاً **وَاللَّهُ بِحِسْبِلِ جَدَابِنْ زِيدٍ أَوْ إِنَّ الْكَرْمَكَمْ** عند الله اتفاکر۔
- ۲۔ **التعجیل** : خوشی یار بخ کی بات کا مخاطب تک جلد از جلد پہنچانا خوشی کی بات ہے **الْعَفْوُ عَنِّكَ صَدْرِيْهِ الْأَمْرِ** رخ بخ کی بات جیسے القصاص حکمر بة القاضی۔

۳۔ تمجیب و انکار: مقدم (پہلے والے امر و لفظ) کا محل انکار و تعجب

ہونا جیسے بعد طول التجربہ تنخدع بہذہ الزخارف  
(رود کھانا) (زیب ذہنیت کے اسباب)

۴۔ عموم سلب: کسی چیز کی کلّی طور پر نفی کی تصریح، جس کے لئے یہ کیا جاتا ہے کہ عموم کے کلّ کو نفی کے کلمے سے پہلے ذکر کیا جاتا ہے، جیسے کلّ ڈالک لمیکن (جبکہ کسی حادثہ کے اسباب سے متعلق گفتگو ہو رہی ہو)۔

۵۔ سلب عموم: کسی امر کے عموم کی نفی و انکار، اس کے لئے یہ کیا جاتا ہے کہ کلّ نفی کو کلّ عموم سے پہلے ذکر کیا جاتا ہے جیسے لمیکن کلّ ڈالک تخصیص: جیسے: ایا کاف نعبد و ایا کاف نستعین

۶۔ اہمیت: جیسے: انتبعت ملة ابای ابراهیم و استعمل واسخن  
۷۔ اصالۃ تقدیم: قاعدہ کی رو سے تقدیم کا فروری ہونا جیسے کلمت اسہما و شرط میں، افعال تلویب میں فعل کا پہلے ہونا، وغیرہ

۸۔ رفع خلل: تاخیر کا موجب خلل ہونا: جیسے مردت را کبنا بزید سیہاں مقصود ہے کہ متكلّم سوار ہونے کے حال میں زید کے پاس سے گزرنا، اب اگر "مردت بزید را کبنا" کہا جائے تو اس مفہوم میں خلل پیدا ہو گا یہ سمجھنے کی بنیاد کہ سوار ہونے کا حال "زید" کا بتایا گیا ہے حالانکہ وہ متكلّم کا حال ہے۔

کسی حکم کی تقویت اور اس کا ذمہ میں بٹھانا، نیز کسی امر و شخص

کے ذکر سے تلفذ، اسی طرح تنظیم و تحریر اور سمع کی رعایت وغیرہ امور  
بھی تقدیم کے دوائی بنتے ہیں۔

## سوالات

(۱) تقدیم و تاخیر کا کیا مطلب ہے؟ (۲) تقدیم و تاخیر کے خاص خاص دوائی بتائیں۔  
(۳) عموم سلب اور سلب عموم کا کیا مطلب ہے؟ (۴) اصالہ تقدم اور رفع خلل کی توضیح  
یکجھے (۵) اشذیل میں تقدیم کے دوام کی ننان درہی کیجھے؟

مَّا كُلَّ مَا يَتَمَّنَ الْمَرءُ مَدْرَكٌ

رَبُّ اللَّهِ أَسْأَلُ أَنْ يَصْلِحَ الْأَمْرَ

رَبُّ الدَّهْرِ مَلِكُ فَرْوَادِي شَيْئًا

مَنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ كُفْرًا أَحَدٌ

رَبُّ وَرَبِّكَ فَكَبِرَ

رَبُّ وَرَبِّيَا بَكَ فَطَهَّرَ

## فصل پنجم

# ذکر و حذف

جب انسان کو کوئی مضمون زبان سے ادا کرنا ہرگز املاک و مخاطب کو کسی امر سے باخبر کرنا ہوتا ہے تو ہر دل لفظ جو اس خبر سے متعلق کسی امر و جزو پر دلالت کرے اس کا ذکر کرنا اصل ہے اور جس لفظ کے معنی کا علم محفوظ کلام کے باقی حصے کی دلالت سے ہو جائے اس کا عبارت میں نہ لانا اصل ہے، لیکن کبھی دونوں اصولوں کا تعارض ہو جاتا ہے تو پھر ترجیح کے لئے یہ دیکھنا پڑے گا کہ کس کا داعی موجود و قوی ہے۔ دونوں حالتوں میں سے ہر ایک کے الگ الگ داعی ہوتے ہیں۔ یہ دونوں حالیتیں ”ذکر و حذف“ کہلاتی ہیں۔

**ام. ذکر**

(الف) تعریف، کلام کے اندر رافی الفیر کے مطابق الفاظ کالانا۔

(ب) دواعی: ذکر کے خاص و اہم دواعی ڈوہیں:

اول۔ کسی سابق کلام کی تائید و فضاحت، جیسے اولئے علی ہدی من ربهم و اولئک هم المفلحون

دوم۔ سارے و مخاطب کے ذہن میں کسی بات کا اس طور پر بھٹکانا کر اس کے انکار کی گنجائش نہ رہے، جیسے کوئی حاکم کسی گواہ کے سامنے

یوں کہے : هسل اقتدار یہ میں کہے : نعم زیدہ میں کہے : نعم زیدہ هذا اقتدار علیہ کہا اور وہ گواہ جو

کہا اور کہا اقتدار علیہ کہا اور کہا۔

ان کے علاوہ کچھ اور بھی دواعی ہوتے ہیں مثلاً (۲) اختیاط جبکہ  
قریبہ ضعیف ہو، (۳) قریبہ کا نہ ہونا، (۴) تعظیم (۵) تحقیر، (۶) برک  
(۷) تلذذ (۸) مخاطب کی کمال توجہ کا حصول (۹) صالح کی کست ذہنی  
پر تدبیر وغیرہ (۱۰) مخاطب سے طول کلام کی خواہش جیسے حضرت موسیٰؑ  
کا واقعہ۔

## ۲- حذف

(الف) تعریف : مانی الفہیر پر دلالت کرنے والے الفاظ میں سے کسی کو قریبہ  
کی بنابر رہوں کو بستانتے ہوں (چھوڑ دینا)۔

(ب) دواعی : متعدد ہوتے ہیں۔

(۱) غیر مخاطب سے عامل کو غافی رکھنا، جیسے مخاطب سے کہا "آقبل" جبکہ  
معلم و مخاطب کے درمیان کسی خاص آدمی کا ذکر ہو اور وہ موقع پر نام نہ  
لینا چاہیں۔

(۲) ضمیر مقام یعنی موقع ذکر کو متحمل نہ ہو خواہ اس وجہ سے کہ مخاطب کو کوئی  
مکمل ہو جیسے سے

قال لی کیف انت فلت علیل سہر دا سرو حزن طوبی  
اس میں کہنے والے نے یہ نہیں کہا کہ یہ سب بھروسہ کو لاحق ہے یا یہ کردت  
ہی اس کی اجازت نہ دیا ہو جیسے شکاری اپنے ساتھی سے کہے ہے۔

”ہرن ہرن“

(۳) اختصار کے ذریعہ بات کو عام کرنا، جیسے واللہ یہ دعویٰ الی دارالسلام اس میں ”یدعو“ کے مفعول ہے کو تعیین کی غرض سے حذف کر دیا گیا ہے  
 (۴) متعدد کو لازم کا درجہ دینا، اس وجہ سے کامول و مفعول ہے سے غرض کا کوئی تعلق نہ ہو، جیسے حل یسترسی الدین یعلمون والذین لا یعلمون اس میں ”یعلمون“ کے مفعول کو اس لئے حذف کر دیا گیا ہے کہ عذر پر ممکن سے نہیں محفوظ فعل سے ہے۔

ان کے علاوہ مزید کچھ دو اعی ہوتے ہیں، مثلاً

(۵) فاعل کو حذف کر کے فعل کی اسناد بتاب فاعل کی طرف کرنا، خواہ فاعل سے خوف کی وجہ سے ہو رہا اس پر خوف کی وجہ سے یا یہ کہ اس کا علم نہ ہو۔ (۶) سامع کی بیداری زہن یا اس کی مقدار و معیار کو آزمانا (۷) تنظیم (۸) تحقیر (۹) ضرورت کے موقع پر انکار۔  
 (۱۰) تعین (۱۱) دعویٰ تعین (۱۲) وزن و سمع وغیرہ کی رعایت و حفاظت۔

## سوالات

- |                             |  |
|-----------------------------|--|
| (۱) حذف کی تعریف کیجئے      | (۲) حذف کے دو اعی خاصہ کتنے ہیں اور کیا کیا؟   |
| (۳) مزید دو اعی بتائیے      | (۴) ذکر کی تعریف دو اعی بتائیے                 |
| (۵) ضمن مقام کی تعریف کیجئے | (۶) لازم کو متعدد کا درجہ دینے کا کیا مطلب ہے؟ |

(۱) اشلادِ ذیل میں ذکر کر کے دو اعییناتیے :

مَلَكُومي وَكَنْزَهُنَ سَعَى كَنْزَهُنَ الْمُكَمِنِي فِي أَمْرَكَ وَالرَّئِيسِ امْرِي بِلْفَائِلِ وَ  
بَرَّ كَوَافِرَ سَوَالَ كَرَسَ مَا فَعَلَ الْأَمِيرُ تَوَهَّجَ إِلَيْهِ الْأَمِيرُ نَسْرُ الْمَعْارِفِ وَامْنَ الْخَافِ

(۲) اشلادِ ذیل میں حضرت کے دو اعییناتیے :

لَأَنَّا لَأَنْدَرِي أَشْرُّ اَرِيدُ بِمَنْ فِي الْأَرْضِ ؟

مَرَّ الْحَيَاةُ الْحَيَاةُ  
مَرَّ لِعْنَرَفُ لِأَفْعَلَنَ  
مَوْ كَلَامُ كَالْعَصْلُ وَفَعْلُ كَالْأَسْلُ  
مَوْ فَعَالُ لِمَاهِيَشَاءُ

---

## فصل سشم

### ایجاز و مساوات و اطباب

انسان اپنے افی الفیہ کو کلام کے طول و قصر (عدم طول) کے اعتبار سے تمیں طبقوں سے تعبیر کر سکتا ہے (۱) ایجاز (۲) مساوات (۳) اطباب۔

#### ۱۔ ایجاز

(الف) تعریف: افی الفیہ کو مرتع کے مناسب الفاظ سے کم لفظوں میں ادا کرنا، اس طور پر کہ انہیں کم لفظوں سے تکلم کی غرض پوری ہو جائے اور افی الفیہ پورے طور پر ادا ہو جائے۔

یعنی ایجاز کا حاصل ہے فصاحت و بлагفت کی رعایت کے ساتھ قلیل الفاظ کے ذریعہ معنی مقصود کو ادا کرنا۔

(ب) اقسام: دو ہیں (۱) ایجاز قصر (۲) ایجاز حذف

(۱) ایجاز قصیں: اپنے افی الفیہ کو ایسے کم سے کم الفاظ سے ادا کرنا جو کہ معانی کثیرہ کو متفہمن ہوں جیسے ارشاد باری "اللَّهُ الْخَلِقُ وَالْأَمْرُ" تمام اشیاء عالم اور احوال دنیا کے لئے ہے اس لئے کہ مقصود ہے کہ تمام اشیاء عالم کا پیدا کرنا اور تمام احوال کا نظم کرنا سب اللہ ہی کے ہاتھوں میں ہے۔

(۲) ایجاد حذف: اپنے افہم کو قلیل الفاظ سے اس طور پر ادا کرنا کہ قرآن سے سمجھنے جانے والے الفاظ کو چھوڑ دیا جائے خواہ ایک کلمہ حذف کیا گیا ہو یا ایک سے زائد بھیسے وجہاءِ ربکَ وَالْمَلَائِكَ صَفَا صَفَا اس میں اصل ہے وجاء امر ربکَ وَجاء الْمَلَائِكَ۔

(ج) دواعیٰ ایجاد: ایجاد کا تقاضا کرنے والے مختلف امور ہو اکرتے ہیں۔ مثلاً برا یاد کرنے میں سہولت پیدا کرنا، بدھن سے ترقیب کرنا، بدھن میں مقام ہو اخفاو، وہ طول کلام سے احتراز و اکٹا ہٹ دغیرو۔ حاصل یہ ہے کہ "حذف" کے جو دواعیٰ ذکر کئے گئے ہیں "ایجاد" میں اسی انداز کے دواعیٰ کام کیا کرتے ہیں۔

(۳) مراتب: ایجاد کی دونوں اقسام میں سے پہلی اعلیٰ داہم ہے اور اسی سے بلاغت میں مکمل کے معیار کا اندازہ لگایا جاتا ہے۔

(۴) اخلال: ایجاد کی تعریف میں ذکر کیا گیا ہے کہ کلام "ایجاد" اس وقت کہ بلا یگا جبکہ لفظوں میں کمی ہو مگر افہم کی طور پر ادا ہو رہا ہو اور اگر لفظوں کی کمی اور عبارت کا اختصار "افہم کی طور پر" کو سمجھنے و سمجھانے سے منع بنے تو اس کو "اخلال" کہتے ہیں یعنی اخلال کا حاصل ہے۔

ما فی الفہیر کی اڈائیگی کے لئے کلام میں ایسا اختصار جو کہ ما فی الفہیر کو پورے طور پر واضح ذکر کئے جیسے ہے

والعيش خیرٌ فی ظلا ل التُّوْلُوكَ میتَنَ عاشَ كَذَّا  
(حیات) (مشقت ساخت)

اس میں اختصار ہے مگر وہ اُن الفیہ و مراد کو تمہارے نہیں فعل ہے بلکہ  
کہ اصل مقصود یہ ہے : "أَنْ الْعِيشَ إِلَى نَعْدَةٍ فِي طَلَالِ الْحَقِّ خَيْرٌ  
(خوش حال)

من العيش الشاق في طلال العقل"

## ۲۔ مساوات

(الف) تعریف : الفاظ کا معانی کی بقدر اور معانی کا الفاظ کی بقدر رہنا، یعنی  
الفاظ و معانی دونوں ایک درست سے کے عین مطابق ہوں۔

(ب) مصدقاق : عامۃ الناس کی گفتگو اسی کے تحت آتی ہے، شرط یہ ہے  
کہ وہ اگر ایسے وبلغہ نہ ہوں تو سفیدہ و بلید بھی نہ ہوں۔

(ج) مثال : وَاذَا رأَيْتَ الَّذِينَ يَخْوُضُونَ فِي اِيَامِنَا فَاعْرُضْ عَنْهُمْ  
اس آیت میں معانی مقصودہ کے بیان کے لئے انھیں کے بقدر الفاظ  
کو استعمال کیا گیا ہے۔

## ۳۔ اطناب

(الف) تعریف : کسی فائدہ کے پیش نظر ان الفیہ کو اس کے مطابق الفاظ سے  
زائد الفاظ کے ساتھ ادا کرنا۔

(ب) مثال : حضرت زکریا نے اپنے بڑھاپے کو بیان کرنے کے لیے کہا۔  
کہ مجھے اپنے انتہائی صنعت وغیرہ کو بتانے کے لئے افسر مایا  
ربِ اینِ وہنِ العظیم و اشتغل الرأس شیباً  
(بھڑک اٹھا ہے سر شیدی سے)

(ج) اطناب کے دو اعی و صورتیں : اطناب کے بھی تعداد دو ایسے

ہوتے ہیں انہیں کے پیش نظر کلام میں مختلف صورتیں اختیار کی جاتی ہیں  
۱۔ فرد خاص کی فضیلت کو بتانے کے لئے تعمیم کے بعد تخصیص.

جیسے، تَنْزِيلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ هِيَهَا مِنْ "الرُّوح" کا اضافہ  
جس کا مصدر حضرت جبریلؑ ہیں حالانکہ الملائکہ کے تحت وہ بھی داخل  
ہیں مگر یہاں ان کی فضیلت کا اظہار مقصود ہے۔

۲۔ خاص کے بعد عام کا ذکر خاص پر توجہ کے ساتھ عموم افادہ کے لئے  
جیسے رب اغفرلی ولوالدی ولین دخل بیتی

۳۔ ابہام کے بعد وفاہت تاکبیات مخاطب کے ذہن نہیں ہو جائے  
جیسے وَقَضَيْنَا إِلَيْهِ ذَلِكَ الْأَمْرَانِ دِيرْهُؤْلَاءُ مَقْطُوعٌ مُصْحَّنٌ  
(روی کریما) اس میں پہلے "الأمر" کو ابہام کے ساتھ ذکر کرنے کے بعد پھر ان  
دابراں سے وفاہت کی گئی ہے۔

اس قبیل سے دو اصول شمار کے گئے ہیں، اول باب نعم  
دووم تو شیع۔

باب نعم میں بھی ابہام کے بعد قوضع ہوتی ہے ان لوگوں کے  
نزدیک جو کوئی خصوص بالدرجہ کو مبتدا محدود کی جرمانتے ہیں، جیسے  
نعم الرجل زید، کہ ان کے نزدیک اصل ہے نعم الرجل  
ہونزید۔

تو شیع، کلام میں کسی تشنیہ یا جمع کو لا کر اس کی تغیر درایں  
ابہام سے اس طور پر کرنا کہ وہ اسما کیک (وہ سترے پر معلوم ہوں)،

جیسے ارشادِ بُری دشیب ابن ادم و لیشت فیہ خصلت ان  
 الحدیث والامثل کہ اس میں پہلے خصلت ان "شنبہ لاکر اس کی  
 روایات سے تفسیر کی گئی ہے ایک کا درمیانے پر عطف کر کے  
 ۳۔ تکرار، کسی بات کو دل میں بٹھانے یا حضرت کے انہمار یا طول فعل یا  
 زیارتی ترغیب کے لئے، جیسے کسی کاتام بار بار لے کر کوئی بات کہنا  
 یہ بات کے دل میں بٹھانے کے لئے ہوتا ہے۔  
 ۵۔ اعتراض یعنی اشار کلام میں یا دو معنی متعلق جملوں کے درمیان ایک  
 یا ایک سے زائد ایسے جملے لانا جو کہ اعراب کی رو سے اس کلام و جملوں  
 سے متعلق نہیں ہوتے جیسے۔

الازعجمت بنو سعد بائی (رَأَى كَذِبَةَ نَوْا) کبیر السن فاینی  
 سن تو کبی سد کا خیال ہے کہ میں خنزیر اور بھوکت ہیں (یعنی دن از دن کا کھوٹ ہوں  
 جلو معتقد اگر ایسا میں یا کسی اعتراض و اشکال کو درفع کرنے کے لئے لایا  
 جائے تو اسے "احتراس" سمجھتے ہیں، اس کا حامل یہ ہے کہ متکلم کوئی  
 بات سمجھے تو مخالف کو اس پر کوئی وہم پیدا ہو، متکلم اسے جانپ کر دیتا  
 میں کوئی ایسی بات کہ درسے جس سے وہ وہم دور ہو جائے۔

جیسے ۵ صَبَبَنَا عَلَيْهَا (ظالمین) یسیاطنا  
 (برسائے ہئے اس پر راس حال سید کہم قائم تھے) اپنے کو رو سے  
 "فَطَارُتْ بِهَا أَيْدِي سَرَاعٍ وَأَرْجُلٌ"  
 پس اُپر سے اس کو لے گر تیز راغہ دیسر

اس شعر میں اگر ظالمین کو ترک کر دیا جانا تو سارے کو وہم پیدا ہوتا کہ متکلم

کا گھوڑا اپنے احوال کی بنا پر ادا کا سخت تھا۔ طالبین کا لفظ لا کر بتا دیا  
گیا کہ ما ناظم کی بنا پر تھا۔

۶۔ تذییل: تاکید کی غرض سے ایک جملے کے بعد درست کا استعمال  
درائے کا یک دوسرے سابق جملے کے مفہوم پر مشتمل ہو۔  
تذییل کی دو صورتیں ہوتی ہیں:

اول یہ کہ وہ ضرب المثل کے درجہ میں ہو، باس معنی کہ وہ مستقل المعنی ہو  
اور مقابل سے مستغنی بھی ہو جیسے ہے  
تَزَوْرُ فَتِي يَعْطِي عَلَى الْحَمْدِ مَا لَهُ وَمَنْ يُعْطِ اثْمَانَ الْحَامِدِ مُحَمَّدٌ  
دوم یہ کہ ضرب المثل کے درجہ میں نہ ہو، باس معنی کہ مقابل سے مستغنی  
نہ ہو۔ جیسے ہے

لَهُبِّيْقِ بُؤْدَكَ شَيْئًا اُوْقَلَهُ تَرْكَتَهُ اصْبَحَ الدَّنِيَا بِلَا اَمْلٍ  
(ایم درنا) (تریعت)

۷۔ ایغال: کلام کا اختتام کسی ایسے جملے پر ہو کہ کسی ایسے نکتہ کا نادہ  
دے کر کلام اس کے بغیر تام ہو رہا ہو اور اس کی ضرورت نہ ہو۔  
جیسے: اولئک لِهُمُ الْآمِنُ وَهُمْ مُحْتَدُونَ د اس میں  
وَهُمْ مُحْتَدُونَ مخفی ایک نکتہ کے پیش نظر ہے، اور وہ ہے ان کی  
اسباب پر تحریف۔

## سوالات

- (۱) افی الفیر کو ادا کرنے کے طریقے کتنے ہیں اور کیا کیا؟ (۲) ایجاد کی تعریف، اقسام و درائی ذکر کیجئے۔ (۳) ایجاد کے اہم درائی کیا ہیں؟ (۴) اخال اور صفات کی تعریف کیجئے۔ (۵) اطباب اور اس کے درائی بتائیے۔ (۶) امثلہ ذیل میں ایجاد اذناب و غیرہ کی اور ان کے درائی کی نشانات ہی کیجئے:

۱۔ تَاهِهْ تَفَتَّأْتِدْ كَرِيْسْفْ مَذْأَخِرْجْ مَنْهَا مَاءْهَا وَمَرْعَاهَا  
۲۔ قَامَ الَّذِينَ اسْوَدُتْ وَجْهُهُمْ أَكْفَرْتُمْ

۳۔ لَوْاْنَ الْبَاخِلِينَ وَأَنْتَ مَهْمَرْ رَأَوْكَ تَعْلَمُوا مِنْكَ الْمَطَالِ  
۴۔ أَمْسِي وَأَصْبَحَ مِنْ تَذَكَّرَ وَصَبَا يَرْثِي لِيَ المُشْفِقَانَ الْأَهْلُ وَالْوَلْدُ  
(رِيَاد) (عَشْنَ) رَتْسَ كَلْمَاتٍ يَرْسِي دَشْقَنَ



باب سوم

علم پریج

۱۔ تہسیل: کلام کو فصاحت و بلاغت کے معیار پر لانے کے لئے جس طرح علم بیان اور علم معانی "کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح ایک تیرے علم کی بھی ضرورت ہوتی ہے اور وہ بھی اس میں بعین ہوتا ہے۔

جہاں اول (علم بیان) کی بنیاد پر ایک معنی کو مختلف انداز و اسلوب پر ادا کرنے کی قدرت حاصل ہوتی ہے اور دوسرا سے کے ذریعہ کلام کو مقتضائے حال کے مطابق کرنے میں مدد ملتی ہے وہیں تیسرا علم، یعنی علم بذریع کلام کے اندر لفظی و معنوی حسن پیدا کرنے کا وسیلہ بتتا ہے۔

۲۔ تعریف: علم بذریع وہ علم ہے جس کے ذریعہ مقتضائے حال کے نظایب کلام میں حسن پیدا کرنے کے طریقے اور صورتیں معلوم ہوں۔

۳۔ توضیح و تقسیم: چون بکھر کلام میں دو چیزیں ہوتی ہیں ایک لفظ و دوسرے معانی، الفاظ زبان سے ادا کئے جاتے ہیں اور کلم سے لکھے جاتے ہیں اور معانی الفاظ کو سن کر اور پڑھ کر سمجھے جاتے ہیں اور کلام کو فصیح و بلیغ بنانے کے لئے ہر پہلو کے لئے حسن کی ضرورت ہوتی ہے اس لیے تحسین کلام کے دو حصے ہیں؛ تحسین لفظی اور تحسین معنوی، اسی بنیاد پر مختفات کلام یعنی کلام میں حسن پیدا کرنے والے ذرائع جو کہ "علم بذریع" کے اصول و قواعد ہیں، ان کو دو اقسام میں بیان کیا جاتا ہے، ایک کو "مختفات لفظیہ" کے عنوان کے تحت اور دوسرا کو "مختفات معنویہ" کے عنوان کے تحت۔

# فصل اول

## محنات لفظیہ

- ۱۔ تعریف : وہ اصول و قواعد جن کی لفظوں میں روایت کر کے کلام کے اندر حسن پیدا کیا جاتا ہے۔
  - ۲۔ اقسام و صور : محنات لفظیہ کی تین اقسام و صور میں ہیں :
- (الف) جناس (ب) اقتباس (ج) سمجع

## الگ) جناس

- ۱۔ تعریف ، دلفظوں کا تلفظ میں ایک دوسرے سے مشابہ ہونا۔ درا نحایک دونوں کے معانی مختلف ہوں
- ۲۔ اقسام دو ہیں (الف) جناس تام و کامل (ب) جناس غیر تام و ناقص (الف) جناس تام و کامل : را، تعریف : دلفظوں کے حروف کا چار چیزوں میں متفق ہونا ، یعنی نوعیت ، شکل و ہمیت ، تعداد و ترتیب میں ۔

(۲) امثلہ : (الف) ۵

لِمَنْلَقَ غَيْرَكَ انسانًا يُلَادُهُمْ فَلَا بَرِحَتَ لَعِينَ الدَّهْرِ انسانًا.  
 (پناہ لینا) رقم بربر ہر زمان کی آنکھ کی پستی

اس شعر کے دونوں صریعوں میں "انان" کا لفظ آیا ہے اور چاروں اعتبار سے کسائیت رکھتا ہے مگر دونوں کے معانی مختلف ہیں۔ اول سے انان معروف مراد ہے اور دوم آنکھ کی پتلی "کے معنی میں ہے۔ (ب) یکا دست نابر قہید نہب بالابصار يقلب اللہ اللہیل والهار ات فی ذلک لایات لاذیل الابصار۔ اس میں دو مرتبہ لفظ "الابصار" آیا ہے جو چاروں اعتبار سے توانق رکھتا ہے مگر معنی میں اختلاف ہے پہلی جگہ وہ "بصر" معنی نگاہ کی جمع ہے اور دوسری جگہ معنی " بصیرت والبصار" ہے۔

(ب) جناس غیر تام و ناقص : (۱) تعریف : تلفظ میں ملتے جلتے دو الفاظ کا گذشتہ چار چیزوں میں سے کسی میں مختلف ہونا۔ (۲) امثلہ : (الف) الخیل معمود بنواصیہا الخیر (بندھا ہوئے انکل پیٹا ہوں کے ساتھ) اس میں خیل و خیر کے درمیان جناس ناقص ہے کہ دونوں کے آخری حرفت کی نوزع الگ الگ ہے

(ب) و اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ الْعَهْدَ لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَ هُمْ يَخْلُقُونَ، (منار کے ہی انفل نے اللہ کے مواليے موجود ہو گئی چیز کو پیدا ہوئیں کرتے بکار وہ خود بنائے جاتے ہیں) اس میں "يخلقون" دو مرتبہ آیا ہے جس میں نوعیت حروف کی تعداد و ترتیب سب ایک ہے مگر "شکل" کافرن ہے، پہلی جگہ "ی" پر زبر ہے اور دوسری جگہ "ی" پر پیش ہے۔

(ج) الْهُوَى مَطْيَّبَةُ الْهَرَانِ رَخَا هُنْ نَسْنَلَتْ کل سواری ہے) اس شوال میں

ہری اور ہوان کے درمیان "جناس ناقص" ہے اسیلے کہ درنوں میں حروف کی تعداد کا فرق ہے۔

(د) الجاہل لا یعلم ما یعمل، حروف کی ترتیب بدلتی ہوئی ہے۔  
حالانکہ تمام حروف یکساں ہیں۔

۳۔ حکم: اکثر ادب ادب، اس کے استعمال کو پسند نہیں کرتے، اس لئے کہ اس سے معنی میں البحاؤ پیدا ہوتا ہے، نیز یہ چیز خواہ لفظی میں ہو یا تحریر میں، تکلف سے خالی نہیں ہوتی، اتفاقاً یا بتنے کلف اس کا کلام میں آجائنا پسندیدہ نہیں ہے۔

### (ب) اقتباس

۱۔ تعریف: نشریانظم میں غیر کے کلام کو اس طور پر شال کرنا کہ وہ اس نشریاننظم کا جزو بن جائے۔

عامۃ الناس کے کلام کے علاوہ قرآن کی آیات و احادیث نبویہ کے ساتھ بھی یہ معاامل کیا جاتا ہے۔

۲۔ امثلہ: (الف) نہ

یوم یا نی الحساب مالِظلوٰم من سُبْحَمْ وَ لَا شَفِيعَ يُطْعَعْ  
(ظالم) رکوئی بگری دوست اور نشانش جو کہ بہانا ہے۔

اس شعر کا دوسرا صدر سورہ غافر (پارہ ۲۳) کی ایک ایت کا ایک مکمل ہے۔

(ب) نہ وَذَادَ امَا شَتَّى عِبَادَتِهِمْ خالقُ النَّاسِ بِخَلْقِ حَسِينٍ  
(زنگ) رحماء دین تا ذکرنا

اس شعر کا درس امصرع ایک حدیث پاک ہے۔

۳۔ حکم: اقتباس کے طور پر دوسرے کے کلام کو جزو کلام بنانے میں اگر مل میں کچھ تصور ابہت تغیر کیا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے اگرچہ آیت یا حدیث کیوں نہ ہوا اسلئے کہ آیت و حدیث کے الفاظ دوسرے کے کلام میں اُکر جب اس کا جزا بن جاتے ہیں تو ان کی اصل حدیث باقی نہیں رہ جاتی اجیسے ہے

قد کان ما خفت ان یکوننا فیتا الی اللہ راجعون  
(ہرگیا جس کے ہونے سے تم ڈر رہے ہے)

اس میں دوسرے امصرع سورہ بقر کی ایک آیت کا مکمل اسے جس کے اخیر میں صرف "نوں مفتوح" ہے، اس شریں اس کے ساتھ "الف" برٹھا دیا گیا ہے۔

### (ج) سمجھ

۱۔ تعریف، دو یا چند جملوں کے او اخرا کا حرف اندر میں متغیر ہونا۔

۲۔ احکام، (الف) سمجھ اسی وقت پسندیدہ ہے جبکہ تکلف سے محفوظ ہو، اور بے قارہ تکرار نیز الفاظ کی بندش و ربط کے اعتبار سے ہر قسم کے نص سے غالی ہو۔

(ب) سمجھ کا مل موقع، نشر ہی ہے اسی لیے بعض حضرات نے تعریف میں نظر کی قید لگائی ہے، لیکن اشعار میں بھی اس کا استعمال ہوتا ہے اگرچہ بہت کم ہے۔

۳۔ امثلہ: (الف) قرآن کریم کی اکثر سور و آیات میں سمجھ ہے، شناسرہ مکاف  
کی دوسری آیت کا آخر ہے: "وَهُوَ الْعَزِيزُ الْغَفُورُ" اور تیسرا آیت  
کا آخر ہے، "هُنَّا مِنْ فَطْوَرٍ"

(ب) *مَا إِلَّا إِنْسَانٌ بِأَدَابٍ لَا يَرَى هُنَّا*  
(ہمیت)

*مَرْءَةٌ فَلَادُونْ يَطِيعُ الْإِسْجَاعَ بِجُواهِرِ لِفْظِهِ وَيَقْرَعُ الْإِسْمَاعِ بِزُرْقَوْ أَجْرٍ وَعَنْهُ  
(رجح کی جمع) رکاذ (کو) پہنچ دعا کی نصیحت اکثر  
باقر سے*

(ج) سے

فِتْنَةٍ فِي حِزْلٍ وَالرَّوْمٍ فِي وَجْلٍ وَالْبَرْتَنِ فِي شَغْلٍ وَالْجَرْفِي فِي خَجْلٍ  
(خوشی و سرت) (خوف) (خشی) (مرثندگی)

۴۔ ہر ایتب، کلام میں سمجھ کی جتنی رعایت ہو گئی بدریع کے اعتبار سے کلام  
اتنا ہی نمائی ہو گا، چنانچہ اگر دونوں کے ہر ہر کلمہ یا اکثر میں اس کی رعایت ہو  
تو سمجھ کی قوت میں اضافہ ہو جاتا ہے، جیسے کہ مثال (ب) کے بعد میں ہے  
اور اسی لئے سب سے بہتر صورت یہ ہے کہ جن جملوں کے درمیان سمجھ کی ریاست  
ہوں اُن کے کلمات بھی برابر ہوں جیسا کہ شعروالی مثال میں ہے نیز (ب)  
کی شال رو میں بھی ہے۔

## سوالات

- (۱) علم بدریع کی فروخت کیروں ہے؟ (۲) بدریع کی تعریف و اقسام ذکر کیجئے۔ (۳) معنات لفظیہ  
کتنے ہیں اور کیا کیا؟ (۴) جناس کی تعریف و اقسام دکم ذکر کیجئے۔ (۵) جناس و غیرہ تمام کی تمام

صورتوں کی دنیا سنت کیجئے۔ (۶) اقْبَاسٍ کیا ہے اور اس کا حکم کیا ہے؟ (۷) سچ کس کو کہتے ہیں اور اس کے احکام کی ہیں؟ (۸) بسج میں قوت کمن امور سے پیدا ہوئے ہے؟ (۹) بسج کا اصل برائے کیا ہے؟ (۱۰) اشلارزیل میں جناس کی اقسام کو تلاش کیجئے۔ —

بِئِيَوْمٍ تَقُومُ الْأَعْنَةُ يَقْسِمُ الْمُجْرَمُونَ مَا لِبَشَوا غَيْرَ بِإِعْنَاءٍ

وَفَلَّاقِيمْ بِمَا تَبَصَّرُونَ وَمَا لَأَتَبَصَّرُونَ

بَرَّ سَيِّدَه يَحْيَى لِيَحْيَى فَلَمْ يَكُنْ إِلَّا رَدَّ امْرَاللَّهِ سَبِيلٌ  
تَمَّدَّ هَلْ نَهَاكَ نُحَاكَ عَنْ لِمَ امْرَئٌ لَمْ يُلْفَتْ غَيْرَ مُنْقَمْ بِشَفَاءٍ  
(رُوكَنٌ) (عقل) (رُؤُسٌ) (پایاگ)

مَثْفَدَ اِرْهَمْ مَادِمَتْ فِي دَارِهِمْ دَارِصِهِمْ مَادِمَتْ فِي اِرْضِهِمْ  
(اُپس اللہ کے ساتھ اچھا ہے اُگر دوچیب تک ان کے دار میں رہو، اور ان کو خوش رکھو جیب تک ان کی  
ذمہ میں رہو)

(۱۱) اقباس کی چند شاہراں پیش کیجئے۔ (۱۲) اپنے کلام میں بسج کا استھان کیجئے۔

## محناتِ لفظیہ

(۲)

محناتِ لفظیہ کی صل صورتیں تو تین ہی ہیں جن کا ذکر پہچھے کیا گیا ہے۔  
مگر تین عام و معروف صورتیں میں، ان کے علاوہ بھی متعدد اصول و صورتیں اسکے  
تحت آئی ہیں، مثلاً (ج) تشبیر، (د) قلب، (و) عکس، (ز) تشرع  
(ح) مواربہ، (ط) استلاف۔

### (ج) تشبیر

۱۔ تعریف: ایک جملہ کے آخری لفظ کو بعد کے جملہ کا آغاز یا ایک شعر کے  
آخری حصے کو دوسرے شعر کا ابتدائی حصہ بنانا۔

۲۔ امثلہ: (الف) المصباح في زجاجة، الزجاجة كأنها كوكب

دریٰ اس آیت میں پہلے جملہ کے آخری لفظ کو دوسرے کا آغاز بنایا گیا ہے

(ب) اذا نزل المجاج ارضًا مرضيةٌ تسبّبَ اقْضَى دَانِهَا فَشَفَّافَاهَا  
(ریڈا کرنا) (انسانی مرض) (شفادیا)

شفافا من الداء العُضال الذي بها غلامٌ اذا هَرَقَ القناة سَقَاهَا

(مرض لا علاج) (نوحان) (بلانا) (نزوة) (بریت کرنا)

اس رباعی کے پہلے شعر کے آخری لفظ سے دوسرے شعر کو شروع کیا گیا ہے۔

### (د) تشبیر

تعریف: تشبیر کا استعمال نثر و فرمدم و فرمدم میں ہوتا ہے مگر اس طور پر

کر دنوں محل میں اس کا مفہوم مختلف ہے اس لئے جامع تعریف نہیں  
کی جاتی، ویسے محاصل یہ ہے کہ

”وَمُلْتَهِيَّ جَلَّتِ الْفَاظُ كَالْأَمْ مِنْ خَاصِ الْأَذْرَازِ مِنْ أَسْعَالِ كُرْنَا“

(الف) تصدیر در شعر، دو مکرریا ملتهی جلے الفاظ میں سے ایک کو ایک  
ہی فقرہ کے شروع میں اور دوسرے کو اخیر میں رکھا جائے۔

جیسے سائل اللہیم پر جو دماغہ سائل (رسال کرنے والا کینہ سے دشمن  
اور اس کا انہوں پر اپنا ہے) اس فقرہ و کلام کے شروع و اخیر میں صورت گی کہ  
لفظ استعمال ہوئے ہیں، مگر دنوں کے معانی میں اختلاف ہے، پہلا  
”سوال“ سے ہے بعینی سوال کرنے والا، اور دوسرا ”سیلان“ میں ہے  
بجھنی بہنے والا۔

(ب) تصدیر در شعر کسی شعر کے دنوں مصروف میں ایک ہی لفظ کا مکرہ  
استعمال اس طور پر کہ دوسرے مصروف کے اخیر میں ہو اور پہلے کے  
شروع میں یا بعد میں ہو جیسے

سريع الى ابن العتم يلطم وجهه وليس الى داعي الندى بسرع  
(جلدی کرتا ہے) (طایپر لگانا) (سخارت کر داعی)

(ھ) قلب۔

کسی لفظ کا اس طور پر ہونا کہ سیدھا اور اٹا دنوں طرح یکساں پڑھا جائے  
جیسے ”کن کما آنکنک“ اس کو پڑھ کر اخیر سے پڑھیں تو بھی یہی عہد  
بننے گی جیسے الود کے اس جملے میں ”وہ شرابی آئے بارش ہو“

(د) عکس

ایک کلام کے اندر ایک ہی لفظ کا تقدم و تأخر کے ساتھ استعمال۔

جیسے: عادات السادات سادات العادات

ایسا ایک جملے کے اندر بھی ہوتا ہے اور زائد میں بھی اور زائد میں کئی صورتیں ہوتی ہیں۔

(ن) تشریع

۱۔ تعریف: شعر کے اندر دو قافیل کا اس طور پر لانا کہ اگر ایک کو گردیا جائے تو شعر کی شعریت اور معنویت و موزونیت میں فرق نہ آئے۔

۲۔ مثال: یا ایهَا الْمَلَكُ الَّذِي عَصَمَ الْوَرَى  
 (یہ وہ بادشاہ یا کوئی رپنے نہیں سے) تمام خود کو چھانے ہوئے  
 مافِ الْكَرَامَ لَهُ نَظِيرٌ يُنْظَر  
 نہیں ہے سبھوں میں اس کی کوئی نظری جو کوئی گیا جائے

اس شعر کے پہلے صفرے سے عَصَمَ الْوَرَى" اور دوسرا سے یُنْظَر کو  
 گرانے کے بعد بھی شعر کی شعریت و معنویت میں فرق نہیں آتا اور شعر  
 یوں ہو جائے گا۔

یا ایهَا الْمَلَكُ الَّذِي مافِ الْكَرَامَ لَهُ نَظِير

(ج) مُوازَبَہ

کے لئے متکلم کی طرف سے تحریف یا تصحیح وغیرہ کسی طریقے سے کلام میں  
 تبدیلی ممکن ہو اور مخاطب انکار نہ کر سکے۔

تعریف لفظ یا معنی کو بدل دینا، تصحیح لفظ کے بعض حروف کو بدل دینا

۲۔ مثال: مقدضاع شعری علی بایکم کنہاضع عقد علی خالصہ اس شعر کو "ابونواس" شاعر نے ہارون رشید کے سامنے پڑھا اور اس کا مدعا یہ تھا کہ میرے شعر کی ناقدری ایسی ہی کی گئی ہے جیسے کہ "خالصہ" نامی لونڈری کو ایک قیمتی ہارے کر اس کی ناقدری کی گئی تھی۔ ہارون رشید نے شعر سنتے ہی پہنچ کر اس سے استفسار کیا کہ کیا مطلب ہے تو ابو نواس نے اپنے شعر کی یوں توجیہ کی کہ میں نے تو "ضار" ہمزہ کے ساتھ کہا ہے عین کے ساتھ نہیں، اور "ضار" کے معنی ہیں "روشن ہونا" اس نے یہ توجیہ کر کے شعر میں تعریف کا پہلو پیدا کر دیا اور "ضار و ضار" دونوں ہی لکھنے والے میں ملتے جلتے ہیں۔

### (ط) استلاف

یعنی استلاف لفظ بالفظ جس کا مطلب ہے ایک عبارت کے چند الفاظ کا تقلیل استعمال میں تتفق ہونا۔

جیسے ارشاد باری نائلہ تفتائذ کر یوسف اس میں قسم کے ملنے "تار" کو استعمال کیا گیا ہے اور استمار کے معنی کے لئے "تفتار" اور دونوں ہی ایسے ہیں کہ معانی مقصودہ کے لئے ان دونوں کا استعمال کم ہوتا ہے۔

## سوالات

- (۱) آٹاہے کی تعریف دشال پیش کیجئے (۲) تصور در شرکا کیا نہوں ہے؟ (۳) تصور در شرکا کیا مطلب ہے؟ (۴) عکس کی تعریف دشال پیش کیجئے (۵) تشریع کس کو کہتے ہیں؟  
 (۶) قلب کی تعریف کے بعد کہہ مثالیں اردو و عربی کی پیش کیجئے۔ (۷) اشہاد میں مذکورہ بالا  
 حسنات کی نشان رہی کیجئے۔

مَقَالٌ إِنِّي لَعَاهُ كَمِّ مِنَ الْقَالِينَ ۝ حُزْنُ الْكَلَامِ كَلَامُ الْحَرَقِ

مَرْتَمِشٌ مِنْ شَمِيمٍ عَرَارٌ بَجَدٌ ۝ فَنَابَعَدُ الْعَشِيهَ مِنْ عَرَارٍ  
 (فاندہ العہادا) (رخوشہ) (مرار بجد) (رآج شام)

مَرْدَ وَرِبْكَ فَنَكَبَرٌ ۝ كَلَامُ الْمَلِكِ مَلَكُ الْكَلَامِ

مَلَكُ الْإِشْمَا

## فصل دوم

### محنات معنویہ

(۱)

۱۔ تعریف: وہ معنوی امور جن کی رعایت کلام کے اندر حسن پیدا کرنی ہے  
۲۔ اصناف و صور: "محنات معنویہ" کی اصناف و صور بہت ہیں، یہاں  
ان میں سے متعدد معروف کو ذکر کیا جا رہا ہے۔

(الف) توثیق (ب) طباق (ج) مقابلہ (د) حسن تعلیل،  
(ه) تاکید المدرج بالشبہ الدزم (و) تاکید الدزم بما یشبه المدرج،  
(ز) چراگاۃ النیر، (ح) استخدام، (ط) جمع، (ر) تفتریق،  
(ک) تقسیم، (ل) ایجاد، (م) اسلوب الحکیم، (ن) ارشاد،  
(س) شاکلت، (ع) مزاوجت (ف) رجوع، (ص) لفت و نشر،  
(ق) مبالغہ، (ر) توجیہ، (ش) ابهام، (ت) استطراد،  
(ث) افتکان، (خ) اذماج، (رذ) بحریہ۔

(الف) قریبیہ: (۱) تعریف: کسی ایسے لفظ سے جو کہ دو معانی کو محمل  
ہو، کسی قریبیہ مخفیہ کے پیش نظر معنی بعید کا مراد لینا۔

یعنی ایک لفظ ایسا ہو کہ اس کے دو معانی ہوں ایک قریبیہ ظاہر

وَسِرَ الْعَيْدِ وَغَيْرُهَا هُرُكَ حِسْ كَيْ طَرُفْ زِهْنِ جَلْدِي مَتْوِجَهْ وَمَنْقُلْ نَهْرُهُ  
اَيْسَى لِفَظْسَ مَعْنِي بَعِيدَ كَمَارَدِ لِيْنَا "تُورِيْه" كَهْلَاتَا هَيْ.

(۲) مَثَالٌ: هَوَالَذِي يَتَوَفَّا كَمِرْ بِاللَّدِيلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحَتْمِ  
(رازِ تَكَابِرَنَا) (رفَاتِ دِيَنَا)

بِالنَّهَادِ

اس آیت میں جہنم میں "تُورِيْه" کا استعمال ہے کہ اس کے قریبی  
معنی میں زخمی کرنا، اور معنی بعید ہے کسی ایسے کام کا کرنا جو: مری شے پر  
اڑانداز ہو، خواہ وہ اثر کسی قسم کا ہو، یہاں اس سے یہی دوسرے معنی توارو  
ہیں یعنی "ازِ تکابِ گناہ" جس سے عصمت و عفت متاثر ہوتی ہے۔

بَّ) طِبَاقٌ : (۱) تَعْرِيفٌ، وَمَقَابِلٌ مَعْنِي مَتَضَادٌ مَعْنَانِي كَأَيْكَ كَلَامٌ مِنْ  
جُمْعِ بَحْرِنَا

(۲) مَثَالٌ: اِرْشَادَ بَارِيٍ : تَحْسِبُهُمْ اِلْيَقَاظًا وَهُمْ رَقُودٌ اَرْمَيْنَ (بَحْرِنَا) (بَيْلَادٌ) (رسَلَةٌ طَالِيٌّ)  
"إِلْيَقَاظٌ وَرَقُودٌ" بَاهِمْ اَهْنَادِر میں۔

(۳) اَقْسَامٌ: وَذُهْنِنَ (الف) طِبَاقُ الْاِيجَابِ (ب) طِبَاقُ السَّلْبِ -  
رَالْف) طِبَاقُ الْاِيجَابِ : وَهُ طِبَاقٌ جِسْ مِنْ تَقَابِلٍ وَتَضَادٍ اِيجَابٍ و  
سَلْبٍ كَاهِنَهُ بُوكَهُ معنی کا ہو جیسے مثال ذکور،

(ب) طِبَاقُ السَّلْبِ : جِسْ مِنْ تَقَابِلٍ وَتَضَادٍ لِغَيْرِهِ سَلْبٍ کی بنا پر ہر،  
جیسے ولکن اکثرِ النَّاسُ لَا يَعْلَمُونَ يَعْلَمُونَ ظَاهِرًا مِنَ الْحَيَاةِ  
الْدُّنْيَا "اس میں لا یعلوں اور یعلوں کے درمیان طِبَاقٌ ہے  
جِسْ کی بُنَادِ اِيجَابٍ وَسَلْبٍ مِنْ اخْلَاقٍ پر ہے۔

تُجَّ) مقابلہ : (۱) تعریف، دو یارو سے زیادہ معانی کو ان کے بال مقابل معانی کے ساتھ ترتیب کی رہایت رکھتے ہوئے ذکر کرنا۔

(۲) امثلہ، (الف) من أقعدته تکالیۃ اللثام اقامته اعانۃ الکرام (یعنی) (ذیقار شان گیرنے کی)

اس میں تین معانی ایک دوسرے کے بال مقابل مذکور ہیں اقامۃ (کوکر)

بمقابلۃ اقعاد (یعنی)، تکالیۃ (یعنی) بمقابلۃ اعانۃ، الکرام بمقابلۃ اللثام

(ب) وللیل اذا دبر والصیم اذا اسفر

(۳) حکم: اس کا بے تکلف صدور پسندیدہ ہے، تکلف سے کام لینے پر اس کی وجہ سے کلام کے اندر بہت سے ناقص پیدا ہو جاتے ہیں۔

ڈ) حسن تعلیل .. (۱) تعریف: کسی شے کی مشہور علت کا مر架 ہٹایا پھر انکار کر کے اس کی جگہ اپنی غرض کے مطابق کسی ادبی اور دلنشیں علت کا ذکر کرنا یا کسی وصف کے لئے ایسی علت کا دعویٰ کرنا جو کر غیر حقیقی و نادر ہو۔

(۴) مثال: هـ و ما كلفة البد، المنير قدیمة

(ردہ) (روشن)

ولکنہا فی وجہ، اثر اللطف  
(طاہر)

اس میں چاند کے دھبتوں کی ایک نئی علت بخوبی کی گئی ہے اور اسے بھوپ کے طاخوں کا اثر بتایا گیا ہے۔

ھ) تأکید المدرج بایشبة الذم

(۱) تعریف: کسی کی درج تأکید کے ساتھ ایسے انداز و اسلوب میں

کرنا کہ بظاہر نہ ت معلوم ہو۔

(۲) اقسام و صور : دو ہیں :

اول یہ کہ مدرج کے کسی ناپسندیدہ صفت کی نفی کی جائے اور اسی نفی صفت کے کسی صفت درج کا استثنا کیا جائے۔

بھی سے لاعیب فیهم غیران سیروفهم  
بھنَّ كُلُولٌ من قراغ الکتاب  
ان یہ کندہ ہیں ہے کافٹے کا درج سے دھنوں کے پر کچڑے

اس شعر میں پہلے مدرج تے عیب "کی نفی کی گئی ہے" اور پھر اس سے صفت درج کا استثنا کیا گیا ہے جو یہ ہے کہ مدرج بڑے بہادر و جنگجو لوگ ہیں جن کی تلواریں مقابل فوج کے دستوں کے دستے کاٹنے کی وجہ سے کند پر چکی ہیں۔

دوم یہ کہ موصوب کے لئے ایک صفت درج ثابت کرنے کے بعد حرف استثنا لا کر دوسری صفت درج ذکر کی جائے۔

بھی سے فتیّ کملت اوصافه غیرانہ جواد فمایقی علی المال باقیا  
(باقی رکھنا)

۳) تأکید الدزم بایشہ المدرج

(۱) تعریف : کسی کی نہت تأکید کے ساتھ ایسے انداز و اسلوب سے کرنا جو کہ درج بھیکے شاہر ہو۔

(۲) اقسام و صور : اس کی بھی دو ہیں :

اول جس کی برائی کی جاہری ہو اس کے لئے ذکر کردہ اس صفت میں

سے جس کی نفی کی جا رہی ہو کسی صفتِ ذمہر کا استئنار کیا جائے۔

جیسے لجمال فی الخطبة الا انها طويلة في غير فائدۃ

دوم یہ کہ موصوف کے لئے ایک صفتِ ذمہر ذکر کرنے کے بعد  
کسی حرف استئنار کے ساتھ دوسری ناپسندیدہ صفتِ ذکر کی جائے۔

جیسے القوم شحاج الا انهم جبنااء  
(بیبل) (بیبل)

## السؤالات

(۱) محسنات مذہر کتنے ہیں؟ (۲) توریہ کی تعریف و مثال ذکر کیجئے (۳) ملائق کیا ہے اور اس کی  
انعام کتنی ہیں اور کیا کیا؟ (۴) مقابلہ کی تعریف و مثال پڑھ کیجئے۔ (۵) حسن تعییل کا کیا مطلب ہے؟

(۶) تأکید و تکید و زم کا کیا مطلب ہے اور ہر ایک کی مورتوں کو بتائیے (۷) امثال ذیل میں مذکورہ  
محسنات کی ثانی درجی کیجئے۔

۱۔ اسروا اقولكم اذا جهروا به ما لا تحيبون شر الکمبول هو خير لكم  
۲۔ فلا اقسم بـ ما تبعرون وما لا يتصرون مـ مـ جعل لكم الارض فراسا  
والسماء بناء بـ وما نعموا منهم الا ان يوم منوا ياذش  
۳۔ هـ هـ اـ نـ اـ عـ رـ اـ جـ فـ اـ قـ طـ لـ اـ فـ اـ نـ اـ

۴۔ لـ اـ قـ ضـ لـ لـ القـ اـ لـ اـ انـ هـ مـ لـ اـ يـ عـ رـ فـ وـ لـ لـ جـ اـ رـ حـ قـ هـ وـ الـ کـ لـ اـ کـ شـ بـ  
الـ تـ عـ قـ يـ دـ سـ رـ اـ نـ هـ مـ بـ تـ ذـ لـ المـ عـ اـ وـ خـ بـ رـ الـ مـ الـ عـ اـ عـ اـ مـ اـ هـ رـ  
لـ عـ اـ عـ اـ نـ اـ مـ اـ هـ مـ اـ لـ يـ بـ بـ عـ اـ عـ بـ سـ وـ کـ اـ نـ هـ لـ اـ قـ عـ اـ عـ اـ عـ اـ عـ اـ عـ

محنات معمتویہ

(۲) مراعاتِ النظریہ: (۱) تعریف: کسی شے کے ساتھ اس کے مناسب امور و اوصاف کو ذکر کرنا بشرطیکہ ان میں تضاد نہ ہو۔

مثال ۲)

**والطبل** في سلك الغصن كلوؤ  
والثيم بع بين يسقطر  
**والطير** يقرء والغدير صحفة  
والرمع تكتب والغمام ينقط  
بادل ستاب

—<sup>خ</sup>) استخدام کی ڈو صورتیں ہیں:

۱۔ کسی کلام میں ایک لفظ کا ایک مفہوم میں اور اس کی ضمیر کا دوسرے مفہوم

میں استعمال کرنا، جیسے: فعن شہد منکھا الشہر فلیصہ۔ اس آیت

میں "الشہر" سے رمضان کا چاند مراد ہے اور فلسفہ میں اس کی

طرف لوٹنے والی قسمیت سے ماہ رمضان مُراد ہے۔

۲۔ ایک مرچ کی طرف دھنیروں کا لوثنا اس ٹوپرگردنوں کے مصداق میں

اخلاق ہو، جسے

فقی الغضی والساکنیہ وان ھم  
غصی کو اس کے رتھے والوں کو  
شبوہ بین جوانخی و ضلوعی  
برعانا پلڑوں پلیوں

"خضی" ایک جنگلی درخت کا نام ہے جس کی طرف "الساکینہ اور شبہہ" بیس واحد مذکور غائب کی ضمیر لوٹ رہی ہے مگر پہلی ضمیر سے اس سے درخت کا محل اور دوسری سے اس کی آگ مراد ہے۔

**۶) جمع:** (۱) تعریف: ایک حکم کے تحت محدود اشیاء کو جمع کرنا  
**(۲) مثال:** م

ان الشیاب والفراغ والجده مفسدة للاهان ای مفسدة  
 جوان ثابت ذمت دولت اس میں تین چیزوں کے لئے ایک حکم ذکر کیا گیا ہے۔  
**۷) تفرقی:** (۱) تعریف: ایک نوع کی دو یا چند اشیاء کے لئے مختلف حکموں کو ذکر کرنا۔

(۲) مثال: م

مانوال الغمام وقت دبیع **{کنوال الامیر یوم سخایع**  
 (علیہ)

فنوال الامیر بدرۃ عین **{دنوال الغمام قطرة ماء**  
 (دہم دریار کی تبییہ)

اس میں "نوال" بمعنی عطیہ کے لئے دوالگ الگ مصراط تجویز کئے گئے ہیں  
 لف) تقییم :- کی تین صورتیں ہیں ۔۔۔

۱۔ کسی شے کی تمام اقسام کو بیان کرنا جیسے

واعلم علم اليوم والامس قبله۔ ولکنني عن علم ما في غدير عنی  
 بات آغا کی اور پھلی کی اس سے پہلے  
 الگل نادقت

اس میں زاد کی تینوں اقسام کا ذکر کیا گیا ہے۔

۲۔ دو یا چند چیزوں کو ذکر کرنے کے بعد ہر ایک کے مناسب احوال و صفات کا مذکورہ کرنا، جیسے ہے

ولا يقيم عالٌ ضيِّمْ يُرَاد به  
 إِلَّا لِأَذَلَّانِ عِبْرُ الْحَقِّ وَالْوَتْدُ  
 نہیں ٹھہری کوئی پیز لام پر جو کام کے ساتھ ادا کیا جائے  
 بجز دن خاتم دلائل جزوں کے، مولاً الدعا اور کوئنما  
 هذَا عَلَى الْخَسْفِ مَرْبُوطٌ بِرَمَةِ  
 بینی یہ کہ ہاذلت کے ساتھ بندھا رہتا ہے  
 اور اس (کوئنما) کے سر پر ادگنی، کوچھ بھی کوئی اس پر ترس  
 نہیں کہتا  
 پہلے شعر میں گدھے اور کوئنما کے ذکر کے بعد دوسرے میں دونوں کے مناسب  
 احوال کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

۳۔ کسی شے کے مختلف احوال بیان کر کے ہر حال کے مناسب صفات کا تذکرہ  
کرنا، جس سے

<p><b>سأطلب حقّي بالقناوم شائخ</b></p> <p>كأنهم من طول ما التقشوا مرد جودير سک نقاب باز هست که در جوں سے نوجوان سچھے جاتے ہیں</p>	<p><b>لئالا لاقوا اخفاف اذادعوا</b></p> <p>بعادی ہوتے ہیں جو کسی دشیں سے بچ گئیں پسکے ہوتے ہیں جو کسی دشیں سے بچ گئیں</p>
---	---

(ل) **استلاف**: (۱) تعریف: کلام کے الفاظ کا معانی مقصودہ کے موافق و مناسب ہونا۔ اس کی رحایت میں فخر و بہادری کے موقع پر بھاری الفاظ اور زور دار عبارت اختیار کی جاتی ہے، اور غزل وغیرہ میں ٹکے پہلے الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں۔

(۲) امثلہ: اول کی جیسے ہے

اذا ما غضبنا فضبةً مفرويةٌ هنکنا بمحاب الشّمس او قطّرت دمًا

غص قبیله مفرکے جیسا  
پھارنا یہاں تک پہنچائے

اذا ما اخْرَنَا سِيدُ الْمُلْكِ اَمْنَ قِيلَةٌ

ڈُرْجَى منبرِ صلی علیهَا وَسَلَّمَ  
بندھ کسی بنزکی

وَدِرْتَ دِرْنَاكِي تبیلَكَه سوارا کو  
دوام کی شال جیسے ہے

لَمْ يَطِلِ لِي لِي وَلَكَ لِمَانَمَ

ونفع عنى الکری طیفَ اللَّهُ

دور کرنا نیند کو خیالات نے جو اپنے

تم) اسلوب الحکیم، کی دو صورتیں ہیں:

(۱) مخاطب سے ایسی بات کہنا کہ جس کا وہ متوقع و منتظر ہو، جس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ کلام کو متکلم کی مراد کے خلاف محل پر لے جایا جائے۔

ثلاج حاج ثقفی نے "قیصری" شاعر سے کہا "میں بجھ کو

"ادھم" ریا چیز پر ضرور سوار کروں گا" تو اس نے جواب میں کہا،

امیر جیسا ارمی ہی ایسی چیز پر سوار کر سکتا ہے" اس گفتگو میں

حجاج نے لفظ "ادھم" سے بیڑاں مرادی تھیں کہ وہ لوٹے کی اور

کاملے رنگ کی ہوتی ہیں اور "قیصری" نے اس کو "سیاہ رنگ کے

گھوڑے پر محول کیا۔

(۲) سائل کے ہمیشہ سوال سے صرف نظر کر کے اس کے مناسب کسی نہیں

امر کوتا، جس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ سائل کسی چیز کی بابت غیر

ضروری پہلو سے سوال کرتا ہے، مخاطب اس سے صرف نظر کر کے ضروری پہلو کا جواب دیتا ہے تاکہ مخاطب اس کی طرف موجود ہو۔  
 مثلاً ایک بوڑھے شخص سے اس کی عمر کی بابت سوال کیا گی تو جواب میں کہاں خوب رزے سے گزر رہی ہے۔ بجا ہے یہ جواب دینے کے لئے میری عمر کتنی ہے۔ مقصود اس کا یہ تھا کہ عمر کو کیا پوچھتے ہو؟ حال کو پوچھو کر کیسے گزر کر رہا ہوں۔

## سوالات

- (۱) مراعات انفیلر کی تعريف و توضیح کیجیے۔ (۲) استخنام کی صورتوں کو سمجھائیے۔
- (۳) جمع و تفرقی کیا ہے؟ شالوں سے سمجھائیے۔ (۴) تقسیم کی کتنی صورتیں ہیں؟ ہر ایک کو مع اشناز کر کیجیے۔ (۵) انتلاف کا کیا مطلب ہے؟ (۶) اسلوب ایکم کی کتنی صورتیں ہیں؟
- (۷) اگر طلباء اساد سے پوچھیں کہ سوالات کیا آرہے ہیں اور وہ جواب میں کہے۔ محنت کو محنت تو اس کو کس اسلوب کے تحت داخل کریں گے۔
- (۸) اگر یہ سوال کیا جائے کہ تھاری کتنی آمدنا ہے تو اسلوب ایکم کے مطابق کیا جواب ہوگا؟

مختارات معنیوپ

(۴)

ن) اوصاد: (۱) تعریف: کسی جملہ یا شعر کے آغاز میں ایسے کلمہ کا لانا جو اس کے آخر پر دلالت کرے۔

(۲) امثلہ: بِلَّا مَا ظَلَمُهُمُ اللَّهُ وَلَكُنْ كَانُوا أَفْسَدُهُمْ يُظْلَمُونَ۔ آیت  
یظلموں پر ختم ہے، اور اس سے پہلے آغاز آیت میں بھی کبھی اادہ ہے  
جو اپنے انہاز سے بتا رہا ہے کہ اخیر میں کیا آئے گا۔

**اذا لم تستطع فدعها** وجاءه الى ما تستطيع  
زوجها من امرها اذ اسْكُنَتْهُ زوجها

پہلے مصروف میں تھی اس پر دلالت کر رہا ہے کہ شتر کا آخزی کل بھی اسی  
مادہ سے ہوگا۔

ش) مشاکلت، کسی شے کو دوسری شے کے ساتھ جمع ہونے یا اس کا مقابل ہونے کی وجہ سے اس دوسری شے سے تغیر کرنا۔

جیسے تعلم مافِ نفسی ولا اعلم مافِ نفسک۔ اس آیت میں  
اللہ تعالیٰ کی طرف "نفس" کا الفاظ افسوب ہے اس لئے کہ پہلے جملے میں  
یہی الفاظ استعمال کیا گیا ہے تو وہ سکرے میں اس کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ  
کے لئے یہی الفاظ استعمال کر لی گیا ہے۔

۱۱) مزادوجت: مشرط و جزا میں سے ہر ایک کو اس طور پر لانا کہ ایک

جیسے اذامانہی الناہی نیجیہی الہوی

جب من کرے منع کرنے والا رہنچھہ بُرجنگی ہے یہے خواہش نامیں

اصاحت الى الواشى فلتح بها المجر

تجربہ بات سننی ہے چلنوور کی تو سرک تعلق اسکے لئے لازم ہو جاتا ہے

اس شعر میں پہلے بصرع میں اذامانہ الناہی شرط ہے اور دوسرے

میں اساخت الی الواش جزا ہے اور دونوں میں سے ہر ایک پر ایک

ہی معنی یعنی "لے" (یعنی میرہنا اذم ہونا) کا رتبہ ہو رہا ہے۔

ف) رجوع: کسی نکتہ کی وجہ سے کلام سابق کو باطل قرار دینا۔

جیسے ہے قِف بالدیار الَّتِي لَمْ يُعْفَهَا الْقِدْمُ

سقراط  
ثمين شلبي  
مكتبة الإسكندرية

بل و غيرها الارياج والديم

سلسلہ ایڈشن

شاعر نے پہلے صفراع میں جس امر کی نظری کی ہے، دوسرے میں بلی

کے ذریعہ اس کو ثابت کیا جو اور مانی الفاظ سے مزید اس کی تائید کی ہے۔

پیشگفتار

(۱) تعریف: جنگ چیزوں کا احوال اعضاً لذکر کرنے کے بعد یادیں سے

سریک کے متعلقات کو بیان کرنا۔ اس تجھیں کہلئے کہ کون کس کا

مشتاق سید صحن اس لفظ کا دعاء کیا ملکہ سید حسن علیہ السلام

۲) صورا: اجمال میں تو ایک ہی صورت ہوتی ہے، البتہ تفصیل میں دو صورتیں ہوتی ہیں، (الف) لف و نشر مرتب (رب) لف و نشر غیر مرتب۔

(الف) لف و نشر مرتب: متعلقات کے ذکر کرنے میں سابق ترتیب کا خیال رکھنا۔

جیسے جعل لحکم اللئیل والنهار لستکنوا فیه ولتبغوا من فضله اس آیت میں "لیل و نہار" کے ذکر کے بعد ان کے علاوہ کے ذکر میں ترتیب کی رعایت رکھی گئی ہے۔ پہلا جملہ "لستکنوا فیه" "لیل" کا متعلق ہے اور دوسرا "نہار" کا متعلق ہے۔

(رب) لف و نشر غیر مرتب، (جس کو "مشوش" بھی کہتے ہیں) متعلقات کے ذکر میں سابق ترتیب کی رعایت نہ رکھنا۔

جیسے ۷ کیف اسلووانیت حِقْفٌ وَ غَصْنٌ  
کیسے میں بُرَكَوْنَ بَرَقِی وَ حَوْلَهُ  
وَغَزَالٌ لَحَظَا وَ قَدَا وَ رَادَفًا  
ہر ذہن میں آنکھ میں قدیں سرین میں

اس شعر میں شاعر نے متعلقات کے ذکر میں ترتیب کو پڑھ دیا ہے کہ "غزال" جو کہ آخر میں ہے اس کے متعلق "لحظاً" کو سب سے پہلے اور "حُفَّ" کے متعلق کو سب سے بعد ذکر کا ہے۔

۳) تحریپ: ایک شے جو کسی دھن کے ساتھ مقسوم ہو اس انتہا میں اس

شے و جہا کا ہے اور گول ڈھیو ہے اس سے سرخ مراد سے الجد کے بڑے ڈگل و سند کا ہے جسے

.....

کے لئے بالغ کو ظاہر کرنے کی غرض سے اس شے سے اسی وصف کی  
حامل کسی شے کو نکالنا۔

جیسے کسی شخص کی تعریف میں کہنا: لئن سالت خلاائق الشائن بہ  
البحر (اگر تم خدا سے کوئی سوال کر دے تو اس کے ساتھ یا اس کی وجہ سے اُسند رہا کرو گے۔

(و اس درجہ کا سمجھی ہے)

تجزید کی مختلف صورتیں ہوتی ہیں۔

ث) مُبَاالَغَہ: کسی شے کے اندر پائے جانے والے کسی وصف کے متعلق  
قدرت یا صفت میں محال یا بعید از قیاس حدود تک پہنچنے کا دعویٰ کرنا  
بالغہ کی تین اقسام ذکر کی گئی ہیں: ۱. تبلیغ، ۲. اغراق، ۳. غلوٰ  
پھر غلوٰ کی بہت سی صورتیں ہیں جن میں سے بعض مقبول ہیں اور بعض  
غیر مقبول ہے

لَا تراني مصباحًا كفت رحبي  
اننى ان فعلت ضياعت مانى  
لو يمس البخيل راحته يحيى  
لسخت نفسه بمذل النوال

شاعر کا مقصد یہی "کی سخاوت کو بالغہ کے ساتھ بیان کرنا ہے  
کہ اس کے ہاتھ سے کسی کا ہاتھ چھو جائے تو پھر وہ اپنے مال کو جمع  
کر کے نہیں رکھ سکے گا، سب اُڑادے گا۔ حتیٰ کہ بخیل شخص بھی  
یہی کی بخیلی کو چھو لینے کے بعد اپنے بخل کو چھوڑ توڑے گا۔

## سوالات

- (۱) اوصاد کی تعریف و توضیح کیجئے (۲) شاکت کیا ہے ؟ (۳) مزاد جست کا کیا مطلب ہے ؟  
 (۴) رجوع کی تعریف کیجئے (۵) لف و نشر کی تعریف کر کے اقسام بتائیں۔  
 (۶) تحریر کس کو کہتے ہیں ؟ (۷) بالعذر کیا ہے بتائیں۔ (۸) اسلام دل میں مثل رکن شاندیہ کیجئے: ——————

۹۔ ثلاثةٌ تشرق الدنيا بهجتها شمس الفتحى و ابواسحق والقمر  
 ۱۰۔ ونكم جازنا مادام فينا ونتبعه الحكامة حيث مالا  
 (چیزیں کہاں)

## محنات معنویہ

(۲)

ش) توجیہ: ایسے الفاظ جو عرف میں بطور "علام" استعمال ہوتے ہیں ان کو کسی کلام میں لا کر، ان کے اصل معانی رجس کے لئے ان کو وضع کیا گیا ہو) مراد لینا۔

جیسے اذا فاخته الریح وَلت علیلۃ  
غرس مقابلہ کرنا پیٹھ دکھانا ہر کر  
بازیال کُثبان الشَّرَیٰ تتعشّرُ  
داننے سے ٹیکوں کے نماں مٹی کے الجھی ہوئی

بِهِ الْفَضْلِ سِدْرٌ وَالرَّبِيعٌ وَكُرْعَدًا بِهِ الرَّضِيَّ بِحَمِيَّةِ رِلَاشَهِ جَعْفَرٌ  
اسی کے زمانہ برائی فاہر ہوتی ہے اور بہار آتی ہے اور کتنے اس کے ذریعہ جیسے چیزیں پا گئے ہیں۔  
اور وہ بلا شک ایک ندی ہے

دوسرے شعر میں اگرچہ آنے والے الفاظ سے ان کے معانی مراد ایں مگر ان میں  
سے الفضل، ربیع، بھیجی، جعفر سب اعلام ہیں۔

ث) اہمَام: دو متفاہ مخلوں و مطالب والا کلام استعمال کرنا۔  
جیسے کسی ایک آنکھ سے مخذول شخص کے لئے کہا لیت عینیہ سرو  
کریہ جلد دعا اور بدر عادوں کو محمل ہے اس لئے کہ اگر دنوں سے میاہنا  
مراد ہو تو دعا ہے اور اگر دنوں سے نابینا ہزا مراد لیا جائے تو بدر دعا ہوگی۔  
ث) استطراد، (۱) تعریف: ایک سلسلہ کلام میں، کسی مناسبت کی بنابر

ایک غرض جس سے متعلق گفتگو چل رہی ہے، اس کو چھوڑ کر دوسرا غرض سے  
متعلق کلام لانا، اور پھر سابق غرض کی طرف لوت آنا۔

جیسے ۵

إِنَّا أَنَّاسٌ لَا نَرِيْدُ الْفَتْلَ سَيْنَهُ  
اذا مَا رأَيْتَهُ عَامِرٌ وَسَلُولٌ  
كَالِيْ بُرُوكَامْ جِبَارٌ كَبَحْتَهُ بِهِ اسْ كَوْهَارِدَ سَلُولٌ

يَقْرِبُ حُبُّ الْمَوْتِ اِجَالَنَانَا  
وَتَكَرِهُ اِجَالَهُمْ فَنَطَلُونَ  
بَارِيْ موْتُونَ كَوْ

وَمَامَاتْ مَنَاسِيدُ حَقْفَ النَّفَه  
وَلَا طَلَّ مَنَاهِيْتَ كَانْ قَنِيلَ  
ابْنِي طَبَّيْنِ مَوْتَ اِجَالَهُمْ بِهِ كَيْ مَغْرِلَ كَاغُونَ

پہلے شعر میں شاعر نے اپنے قبیلے کے نفاذ کو بیان کیا ہے پھر اس کے  
دوسرے حصے میں اور دوسرے شعر میں عامر و سلول کی بھجوکی ہے، اور  
یہ سرے شعر میں پھر سابق غرض کی طرف آگیا ہے۔  
خ) افتنان: و مختلف فنوں کو ایک کلام میں جمع کرنا۔

ثلاً سُعْدُ شاعري سے متعلق دو فن، غزل (عشقيہ شاعري) اور حماسه  
(بيان شجاعت پر شتمل شاعري) کو ایک موقع پر جمع کرنا، ایسے ہی درج و  
ہجاء کو ایک موقع پر نيز توزير و تهنيت کو ایک موقع پر جمع کرنا، استطراد  
کی شال ذکور میں درج و تجوید فنوں کو جمع کیا گیا ہے۔

ذ) اوماج: کلام کی جو غرض ہواں کے علاوہ بھی کسی معنی کو متصف من ہونا

جیسے اقتَبَ فِيْ اِحْفَانِ كَائِن

پُهْنَانْ كَهْنَانْ پِيْرُوُونْ كَوْ  
أَمْعَدَ بِهَا عَلَى الْذَهَرِ ذُنُوبًا

۲۰۱

(س) میں شاعر اصل رات کی دل آزاری کو بیان کرنا چاہتا ہے مگر ضمناً زمانہ کی شکایت بھی آگئی ہے۔

۷) الثفات: سیاق و سلسلہ کلام کے متفقینی کے خلاف غیبیت و تکلم و خطاب کے صیغوں کا استعمال کرنا یعنی سلسلہ کلام میں جس صیغہ و ضمیر کو استعمال کیا جائے تو اور جسے لانا چاہتے ہیں اسے چھوڑ کر دوسرے صیغہ کو لانا۔

جیسے

تطاول لیلک بالأشمد و نام الخلق ولهم ترقد

(در از هزا) (عظام کا نام ہے) (معنی سخال) (سخا)

كريات رباثت له ليلة كليلة ذي العاشر الأشمد

(رات گزارنا) (رأشب چشم کی تکیفت والا)

و ذلك من نباء جاءني و نبيته عن أبي الأسود

ان اشعار میں پہلے میں خطاب کے صیغہ کا اور دوسرے میں غیبیت اور تیسرا میں تکلم کے صیغوں کا مصدقہ ایک ہی شخص ہے اور وہ خود شاعر ہے مگر اس نے ہر شعر میں صرف بدلتے ہیں۔

ایسا اس لئے بھی کرتے ہیں کہ کلام کا اسلوب بدلتے کریں چیز یعنی ایک سلسلہ کلام میں مختلف پر ایک بیان کو اپنا نااستقلال حسن رکھتا ہے پھر یہ کہ اس کی غرض یہ بھی ہوتی ہے کہ ماسع کی اکابر طختم کی جائے اور اس کی توجہ کو کلام کی طرف مزید بڑھایا جائے۔

۸) اختباک: کلام میں دو مقابل اشارہ کا ان کے احوال کے ساتھ اس طور پر ذکر کرنا، کہ ایک کے لئے جو چیز ذکر کی جائے دوسرے کے

بیان میں اس کے مقابل کو پھوڑ دیا جائے۔

جیسے ارشاد باری: "هُوَ الَّذِي جَعَلَ لِحُكْمِ اللَّيلِ لِتَسْكُنَافِيهِ وَالنَّهَارِ مِبْرَراً" کی مفہوم اصلًا پورا ہوں ہے: "هُوَ الَّذِي جَعَلَ لِحُكْمِ اللَّيلِ مَظْلِمًا لِتَسْكُنَافِيهِ وَالنَّهَارِ مِبْصُرًا لِتَغْرِيَافِيهِ" کہ "لیل و نہار" ایک دوسرے کے بال مقابل ہیں، یہاں دونوں کا ایک ایک صفت اور وصف کے طبق حکمت کو ذکر کرنا مقصود ہے، مگر کیا یہ کہ کہ "لیل" کا وصف "مظلماً" نہیں ذکر کیا گیا ہے اور اس کی حکمت "لتَسْكُنَافِيه" بیان کی گئی ہے، اور "نہار" کا وصف "مِبْصُرًا" مذکور ہے مگر حکمت پھوڑ دی گئی ہے۔

(ع) توزیع و حذف: کسی کلام کے تمام یا اکثر الفاظ میں کسی حرف کے ذکر کا التزام یا حذف کا، اول کو "توزیع" اور دوم کو "حذف" کہتے ہیں۔ اول کی مثال ہے

سیفِ یسرائیل سدہ رسول اللہ      لمساۃ تؤسی و سلب نفوس  
دوام کی مثال ہے

أَعْدَدَ لِحُسَادِكَ حَدَ السَّلاَحِ	وَأَوْرَدَ الْأَمْلِ وَرَدَ السَّلَاحِ
تَذَكَّرَ حَدَكَ نَهَى وَأَوْلَى كَلْمَدَ عَلَيْهِ تَبَيَّنَكِي	بِحَالِ أَمْدَرَكَنَهُ وَالْأَكْنَهُ كَلْمَدَ عَلَيْهِ تَبَيَّنَكِي

اس میں نقطہ والی حروف سے احتراز کیا گیا ہے۔

---

## سوالات

- (۱) توجیہ کی تعریف کیجئے (۲) ابہام کا مطلب بتائیے (۳) استطراد کس کو کہتے ہیں ؟  
 (۴) افتتان کیا ہے ؟ (۵) ادماج کو سمجھائیے (۶) المفات کا کیا مطلب ہے اور اس کی  
 غرض کیا ہوتی ہے ؟ (۷) امتباک کی تعریف دو شیع کیجئے (۸) توزیع کا کیا مطلب ہے ؟  
 (۹) حذف کس کو کہتے ہیں ؟ (۱۰) اشہد فیل میں نذکرہ بالامحتات کی نشانہ ہے کیجئے

مَ بَارِكَ اللَّهُ لِلْحَسْنِ وَلَا يُؤْلَمُ فِي الْخَطْنِ، يَا أَمَّا مَا لَهُدْنَى ظُفْرَتْ وَلَكِنْ بَيْنَ مِنْ

مَ حَسْنٌ بَيْتٌ لِهِ زَخْرَفٌ      تَرَاهُ إِذَا زَلَّتْ لَهُ مِنْ  
 مَّا أَصْبَرَ بِزِيدٍ فَقَدْ فَارَقَتْ ذَلِيقَةً      وَأَشْكَرَ حِيَاءَ الَّذِي مَالَ الْمَلَكُ صَفَاقَ  
 مَّا سَمِعَ الْبَدِيهَةَ لَمَّا يَمْسَكُ لِفَظَهُ      فَكَانَهَا الْفَاطِمَةُ مِنْ مَالِهِ  
 سَمِعَ سَمِعَ بِمَا هُنَّ مِنْهُنَّ وَكَانَتْ أَنْتَ الْفَاطِمَةُ

مَّا وَانْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَا مَعَ فَإِنْ جَنَابَهُ إِذَا رَأَجَمَنَ نَبَاتٍ شَتَّى

## خاتم

اس عنوان کے تحت مزید چند محنت کو ذکر کیا جا رہا ہے۔ ان کا تعلق لفظ و معنی دونوں بھی کی تضمین سے ہے، اسی لئے محنت لفظی و محنت معنیوں کی تفصیلات سے الگ کر کے ان کو ذکر کیا جا رہا ہے کہ یہ دونوں جہات کی جامع ہیں اور یہ ہیں۔

۱۔ تضمین، ۲۔ عقد و حل، ۳۔ تلمیح، ۴۔ حسن ابتداء

۵۔ براعة استهلال، ۶۔ حسن تخلص، ۷۔ حسن انتشار

۸۔ براعة الطاب۔

۱۔ تضمین: دوسرے کے کسی مصرع یا شعر کو اپنے شعر یا نظم میں شامل کرنا کبھی اس کے لئے اصل شعر میں کچھ ترمیم بھی کر دی جاتی ہے اور کبھی شعر یا شاعر کے معروف نام ہونے کی صورت میں اس پر تنبیہ بھی ہوتی ہے۔

مثال: ۵

علی اُنی سائنس دعند بیعی  
اُضنا عونی و اُنی فتی اضنا عوا  
اس میں دوسرامصرع دوسکر شاعر کا ہے۔

۲۔ عقد و حل: نثر کو نظم میں اور نظم کو نثر میں منتقل کرنا

۳۔ تلمیح: کلام میں کسی آیت، حدیث، مشور شعر یا ضرب المثل و کسی

مسئلے کی طرف اشارہ کرنا، جیسے مقررین اہم واقعات کی طرف بسا اور  
جملوں و لفظوں میں اشارہ کرتے ہیں۔

۳- حسن ابتداء آغازِ کلام کا شیرین بیان، صحیح لعنی اور تکمیل و ترتیب میں  
مناسب و موزوں ہونا، جیسے ایک شاعر نے کسی کو صحت کی مبارکباد  
دیتے ہوئے کہا ہے

الْمَجْدُ عَرْفٌ إِذَا عَوْفِيتُ وَالْكَرْمُ وَذَالٌ عَنْكَ إِذَا أَعْدَاثْتُ لِلْقُمْ  
عَافِتُ لِلْجُنُّ بِيَدِي

۵- برائعت استهلال: حسن ابتداء کے لئے ذکورہ امور کی رعایت  
کے ساتھ مقصود کے ذکر کی طرف اشارہ کرنے والے الفاظ کا استعمال کرنا  
درائیخ ایک اس موقع پر ان الفاظ کے اصل معانی مراد ہوں۔

شلاً کسی کتاب کے مقدمہ میں موضوع و مباحثت کے مناسب کلمات  
کالانا، جیسے کسی فقر کی کتاب کے مقدمہ میں کتب فقر کے ناموں کو ذکر کرنا ان کے  
لغوی معانی کو مراد یتھے ہوئے ہض ان کتابوں کی طرف ذہن کو منتقل کرانے  
اور اشارے کے لئے، فقر کی ایک کتاب کے مقدمہ کے الفاظ لاحظہ ہوں۔

الْحَمْدُ لِلّٰهِ عَوْنَفْقَهُ الْأَكْبَرُ، وَالْجَامِعُ الْكَبِيرُ لِزِيَادَاتِ

نِيَضَهُ الْمُبَشَّطُ، الدُّرُّ الرَّغْرِرُ بِهِ الْهَدَايَةُ وَمَتَهُ

الْبُدَايَةُ وَالِيَهُ النَّهَايَةُ، وَبِحَمْدِهِ الْوَقَائِيَةُ وَنَقَامَةُ

الْدَّرَابِيَّةُ، وَعِينُ الْعَنَابِيَّةُ وَحَسْنُ الْكَفَنَىيَّةُ إِلَيْهِ

تَامُوهُ الْفَاظُ جَنْ پُنْبُرْ بُرْ دُسَے ہیں، کتب فقر کے اسماء میں۔

۲۰۶

۷۔ حسن تخلص : افتتاحی گفتگو کے مقصود کی طرف منتقل ہونا، مقصود  
اور افتتاحی گفتگو کے درمیان مناسبت کی رعایت رکھتے ہوئے۔

جیسے ۵

دَعَتِ النَّرِيْ بِغَرَافِهِمْ فَتَشَتَّتُوا  
بِجُورِكِيْ سَفَرِنَاهِ اَنَّ كَيْ فَرَانِ پَرِبِسِ وَهَ مُنْتَشِرِ بَرِجَكِهِ  
(ادھڑا دھڑوں)

دَهْرُ دَمِيْمِ الْحَالَتِينَ فَمَا بِهِ سُوِيْ جُودِ اَبْنِ اَرْتَقِيْ مُحَمَّدِ  
رَوْدَهُرِيْ مَالَرِوْنَ وَالَّا) بِجُورِ سَخَادِتِکِهِ اَبْنِ اَرْتَقِنِ کِیْ کِرَا اَسْكِلِ تَعْرِيْتِ کِیْ جَائِهِ

اس شعر میں ابن ارتق کی سخاوت کو بیان کرنا مقصود ہے، افتتاحی بات سے  
شاعر اس کی طرف منتقل ہوا تو زماں کی مذمت کر کے "فتابہ" کے ذریعہ  
افتتاح اور مقصود کے درمیان مناسبت کے لحاظ کو ظاہر کیا ہے۔

۸۔ حسن انتہا : آخر کلام کا حسن ابتداء کے لئے ذکر کردہ اوصاف کے  
سامنے متصف ہونا۔

اوْرَأَرْسَ مِنْ اَسْتَامَ كِيْ طَرُوفَ بِجِيْ اِشَارَهُ ہُوَوَاسَےْ بِرَاعِيْهِ الْانْقِطَارِعَ  
كَيْتَهُ مِنْ، جیسے ۵

بَعِيْتَ بِقَاءَ الدَّهْرِ يَا كَهْفَ اَهْلِهِ وَهَذَا دَعَاءُ لِلْبَرِيَّةِ شَامِلٌ  
(لے غار دالو)

۹۔ براعیہ طلب : اپنی طلب و مطلوب کو نصرت کے بغیر پیش کرنا۔

جیسے ۵

وَفِي السَّنَقِ حَاجَاتٌ وَفِي الْفَطَانَهُ مُسْتَوْنِيْ كَلَامَ عِنْدَهَا وَخَطَابٌ  
رَذْمَفَتْهُ (رُضِيَّتْهُ) رُضِيَّتْهُ کَيْ دَفَعَ كَلَمَيْهِ تَاهِهِ

## سوالات

- (۱) حسن ابتدار و انتہا کو سمجھائیے۔
  - (۲) براعۃ استہمال اور براعۃ انقلام کا کیا مطلب ہے؟
  - (۳) براعۃ طلب کی تعریف کیجئے
  - (۴) حسن تخلص کس کو کہتے ہیں؟
  - (۵) عقد و حل کی تعریف کیجئے۔
  - (۶) تسلیع کیا ہے؟ اس کی کوئی مثال دیجئے
  - (۷) تضییں کا کیا مطلب ہے؟ وضاحت کیجئے
-

قد فرغت من تسويد هذا الكتاب حينما أردت  
طبعه مرة ثانية بصورة منقحة ومهذبة.  
بعد العثاء وكنت بمدرسة تعليم القرآن الواقعة  
بقرية سنديله من نواحي لكانو. وذلك يوم  
السبت، السادس من شهر محرم الحرام سنة ١٤٠٧هـ  
العبد محمد عبيد الله الأسعدي  
العبد محمد عبيد الله الأسعدي

مَفْكَرَاتِ إِسْلَامٍ مَوْلَانَا سَيِّدُ الْجَمَانِ عَلَى نَدْرَى

## کی چند اہم سُنَّت اہم کار تصنیفیاں

نَبَّارِ حِسْبَتِ مَكْلِلِ رَوْحَتِ  
حدیث کا بیسا دی کردار  
سُرکَزِ ایمان و مادِیت  
پرانے چراخِ رُمَنِ صَهَا  
کاروانِ اربَعَه  
نقوشِ ابتسال  
کاروانِ مدینت  
ستارِ یانیت  
تعمیرِ انسانیت  
حدیث پاکستان  
اصلاحیات  
صحیۃ باہلِ دل  
کاروانِ زندگی رہماتِ صَهَا  
مدْبِھَبِ دِمَدَن  
و متورِ جیات  
جیاتِ جبِ الدَّنِ  
و مستفادِ تصویریں  
تحفَّ پاکستان  
پا جاسراخِ زندگی  
عالمِ عربِ کالیب

سَارِخِ دِعَوتِ دِعَیْتِ مَكْلِلِ رَوْحَتِ  
مسلمِ مَلَکِ بَنِیں اسلامیت اور سخنیت کی کشمکش  
انسانِ دنیا پر سدا نوں کے عروجِ دزوں وال کا اثر  
منصبِ بیوت اور آس کے عالی مقامِ حاملین  
دریائے کابل سے دریائے پر موکت ہے  
تمذکرہ فعلِ الرَّحْمَنِ غنیٰ مراد آبادی  
تہذیب و تمدن پر اسلام کے اثرات و احصایات  
تبایخِ دِعَوت کا سجز از اسلوب  
مغرب سے کچھ صاف صاف ہائیں  
شیٰ دنیا امریکی، میں صاف صاف ہائیں  
جب ایسان کی بہار آئی  
مولانا محمد ایسان اور ان کی رینی دعوت  
جاز مقدس اور جسیرۃ العرب  
عمر ما فر میں دین کی تغییب و تشریک  
ترکیب و احسان یا تصوف و سلوک  
مطابعہ قرآن کے بہادی اصول  
سولخ شیخ الدینیت مولانا محمد ذکریا  
خواتین اور دین کی خدمت  
کاروان ایسان دِعَیْت  
سوانح مولانا عبد القادر رائے پوری

ہاشم، فضیل رَبِّ نَدْرَى — فون: 36601817 - 36600896

مجلس نشریاتِ اسلام ناظم آباد میشن ۱۔ کے ہمراہ اکابری

اٹاکٹ: مکتبہ ندوہ قاسم سینٹر، اردو بازار، کراچی

فون: 32638917